UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222665

UNIVERSAL
LIBRARY

ہوا مطبوع نادر یہ رسالہ | ہو مطبوع خلایق بھی خدایا
رہے دنیا میں مدت تک قائم | کہ نادر کی ہے یہ نادر تمنا

تذکرۃ النساء

یعنے شاعرہ عورتوں کا تذکرہ۔ جسکا تاریخی نام (مرأت خیالی ۱۲۹۲) ہے اور وقت انطباع (گلشن مروت نادر ۱۳۰۰۱) اسکا لقب ہوا

مولفہ

عجز بنیاد درگا پرشاد پنشنر سررشتۂ تعلیم ممالک پنجاب وغیرہ۔ منیجر دہلی بک سوسائٹی۔ انجنٹ دفتر کلید امتحان دہلی وغیرہ۔ تاجر کتب

بنا بر پیش کش بندگانعالی متعالی

چھپ کر تیار ہوا ہے۔ گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

۱۸۸۴ء

شہر دہلی کے اکمل المطابع میں سید فخر الدین کے اہتمام سے مولفہ نے چھپوایا ہے

دجلد ۱۲۵۰ - برکا غذ دیانتی فی نسخہ - برکا غذ سپر امپیریل - برکا غذ بادامی بحصول ڈاک فی نسخہ ۲ر

1369.

حصارِ سعادت پناہِ توبا

یہ نادر یادگار

یہ نادر یادگار سرکار عالی کا

یہ سالانہ نادرہ یادگار

سرخون دل بہ بیت

ہوئی مصنوع سے میری تمنا

سرخون دل بہ بیت

سرشتہ عبداللطیف

دولتِ عمرت فزون باد

۸۲۷۶-۱
۸۹۱۰۷/۳۱۰۹

ہوالقادر

خاتمہ بالخیر ہو یار

بسم اللہ الرحمن ا

خدایا تو معبود و مسجود ہے | جو ہے سو نابود ہے

حمد و نعت کے بعد شعر و سخن کے مش[ائق] معلوم ہو کہ۔ سنہ ۱۹۳۲ راجہ ہرم

نیست بکر ماجیت مطابق ۱۸۵۲ عیسوی ۱۲۹۲ ہجری کو یہ

تذکرہ ال[شعرا] ری

تیار ہوا تھا۔ جسکا پہلا حصہ ملقب بہ گلش[ن] سال بعد جایر طبع سے آراستہ ہوا
اُسکے دو برس بعد دوسرا حصہ بنا[م] ساز زیور طبع سے پیراستہ ہوا۔ مگر میرا
دل چاہتا تھا کہ۔ دونوں ایک ہی [جلد] ہتے تاکہ فارسی و اُردو شعروں کا
ذوق اور ابتدائی مضمون کا شوق [ایک] تہہ ہی لطف دیتا۔ اسی سبب سے
اب اُنکو بہ ایزادی ضمیمہ حصہ ثانی و[حصہ] حصہ اول۔ مع اُن تقریظوں اور تاریخوں
کے جو وقتاً فوقتاً حاصل ہوئی تھیں اک[ٹھا] شایع کرتا ہوں۔ اللہ بس ماسوا ہوس

تمہیدی مضمون جسکا تاریخی نام - ریاض الفیض ہے

نخلبندی چمنستان مضامین معانی و بیان آرایش این گلشن پیرایہ جاودانی

اے اشرفِ زمانہ زبانی کرم نما	درہائے بستہ را بکلیدِ کرم کشا

کیا خدا کی قدرت کاملہ ہے کہ اُسنے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور تعلیم اور تعلم کو شرف کے حاصل کرنے کا ذریعہ ٹھہرایا۔ الا اکثر اس زمانہ کے مردون نے اپنا اقتدار زیادہ کرنیکی نیت سے عورتون کو بعلم رکھنا پسند کیا۔ ورنہ دیکھو ہندؤن مین سری پاربتی جی اور سیتا جی وغیرہا سنسکرت دان بہت سی عورتین گزری ہین۔ بلکہ بعض کبتائی یعنے شاعری بھی کرگئی ہین جنکا حال مقدمہ کی دوسری فصل مین لکھا جائیگا +

پاربتی جی
سیتا جی

پراکرت یا بھاشا جسوقت سے جاری ہوی اُسوقت تک بھی ہندؤن کی عورتین لکھنا پڑھنا سیکھتی رہین۔ بھوج پربندھ مین ہے کہ "اس راجہ کی قلمرو مین زنانے مدرسے جاری تھے۔ ہر پرگنہ مین علمی مجلس مقرر تھی" +

بالفعل سرکار کی بدولت جو انجمنین اور سوسائیان انعقاد پارہی ہین انہین کا نمونہ ہے اس زمانہ کے بعض بعض شریف خاندانی ہندو ایسا تو بیشک کرتے ہین کہ بال بچہ یا نوجوان رانڈ عورت کو ناگری خواہ گرمکھی کے حروف سکھا بٹن سہنسکرم گیتا یا آنکہ سکھنی جپ جی وغیرہ پڑھا دیتے ہین۔ اسکا سبب یہ ہے کہ بیوہ عورت پر عبادت معبود زیادہ تر فرض ہے۔ سُہاگن اپنے ناوندی ہی کی فرمانبرداری کو عین عبادت سمجھی اور ظاہر ہے کہ "بعلم نتوان خدا را شناخت" کا مقولہ بہت درست ہے۔ پس بیواؤن کو خداشناسی کے لئے علم سکھایا جاتا ہے۔ تو خاوندوالیون کو اس نظر سے پڑھانا واجب ہے کہ وہ اپنے خدمتگزاری کے حق اپنے شوہر کی نسبت سمجھیں

اور اپنی عصمت کے نگاہ رکھنے کی خوبیان جانین اور گناہون کی سزا کو دیکھکر ڈریں
جیسا منشی بہن لال صاحب نے ایک رسالہ مسمی حقوق زن و شوہر مین مختلف رشیون کے
قول ترجمہ کرکے درج فرمائے ہین ٭

نہیں عورت خواندہ ہوگی تو اپنی اولاد کو علم کے زیور سے خوب آراستہ کرے گی۔ ورنہ
بھلا کیطرح زیور ظاہری طلائی ونقرئی سے اُنکو پیراستہ رکھے گی۔ جسکی بدولت اکثر
بچون کی جان بھی تلف ہوجاتی ہے۔ جیساکہ۔ اس قسم کے مقدمے اکثر اخبارون مین
طبع ہوتے رہتے ہین ٭

مگر افسوس کہ۔ ہمارے ابنائے جنس اسطرف متوجہ نہین ہوتے۔ اور زیادہ تر افسوس
کا مقام یہ ہے کہ۔ اگر کوئی ہندوستانی علی الخصوص ہندو بھائی اس باب مین گفتگو
بھی کرے۔ تو سامعین ناراض ہوتے ہین۔ گو بظاہر خاموش ہی رہین۔ اور بولین
تو یہ جواب ناصواب دین کہ۔ "اچھا صاحب آپ اپنے خاندان مین تو اس سلسلہ کو جاری فرمائین
پھر شاید کہ۔ دیکھا دیکھی کسی اور کو بھی شوق ہوجاے"

مین عرض کرتا ہون کہ "شوق دہر دل کہ باشد رہبری درکار نیست" اور اگر بغیر تجربہ
کے نہین مانتے تو تحقیق کرلو کہ۔ غدر سے پہلے قصبہ کویل یعنی علی گڑھ مین ایک کہتری
صاحب شریف الاصل نجیب النسل باشندہ بنارس کی زوجہ فارسی زبان کے سیاق
وسباق سے اسقدر بہرہ ور تھی کہ اپنے گھر کا حساب کتاب خطوط نویسی خود کیا کرتی
تھی۔ اہل برادری سے کوئی اُنپر طعنہ زن بھی نہ تھا۔ پر نہین معلوم کہ۔ یہ طریقہ اچھا
آگے کو جاری کیون نہوا ٭

اور سنئے یہان کا یہین تحقیق فرمالیجے کہ۔ بہت سی کہترانیان باہمنیان ناگری و
گوریکھی دان موجود ہین۔ کایتھنیان فارسی بولتی ہوئی زندہ اپنی برادری کی رونق
افزا ہین۔ بلکہ آج کل تو انگریزی کا چرچا بھی اس قوم مین ہوتا جاتا ہے۔ اور کیون

نہو کہ۔ فارسی کی۔ نہ بانوانی بھی اوائل مین اسی قوم مین آئی۔ انگریزی خوانی مین بھی اسی فرقہ نے سبقت فرمائی۔ پس تعلیم نسوان مین بھی اگر یہ ہی مبادرت نکرین تو کون کرے ؛ ۵

فارسی و اردو زبانون کے مذکر و مؤنث کے نام جن سے یہ تذکرہ لکھا گیا ہے

مسلمانون کا حال کیا بیان کیا جائے انکے ہان تو شرعاً حکم ہے کہ۔ عورتون کو بھی پڑہاؤ اور اکثر خاندانی عورتین انمین خواندہ ہی ہوتی ہین۔ اگر زیادہ نہو۔ تو چار برس چار مہینے چارون کے بچہ کی بسم اللہ کرو۔ کلام اللہ ضرور پڑہوا دیتے ہین۔ اور یہ حکم اس حدیث نبوی سے ثابت ہے اُطْلُبُوا الْعِلْمَ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ اسی فرقہ کی عورتون نے تو عربی فارسی اور اردو کی شعر گوئی کو بھی کمال پر پہنچا دیا۔ چنانچہ آتشکدہ کی فروغ مراۃ الخیال کا آخری حصہ جواہر العجائب تمام کلمات الشعرا و منتخب اللطائف و گلستان مسرت ملاحت المقال و خریطہ جواہر و ریاض الفردوس وغیرہ فارسی کے تذکرون مین جستہ جستہ مستورات کا کلام موجود ہے۔ اور اردو مین حکیم قاسم کا مذکرہ حسب موقع گلدستہ نازنینان کا جزو اخیر گلشن بیخار و گلستان سخن و مخزن نکات و طبقات الشعرا و نادر الاذکار وغیرہ کہین کہین سے۔ اور بہارستان ناز کل سخن شعرا کا آخری جزو۔ بعض بعض صفحہ تاریخ شعرا سے عرب کی جمعین عبارت اردو اور شعر عربی کے ہین مستورات کے شعرون سے آراستہ و پیراستہ ہین ؛

ان سبکو دیکھلو کہین کسی ہندنی کا نام نپاؤ گے۔ ہان کہین شاذ و نادر کسی رمحنی یا پاترا کا نام آجائے تو عجب نہین۔ پس وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ کیونکہ یہ ہرجائی ہر فنی متفنی ہوتی ہین ؛

الا یہ بات تحقیق طلب ہے کہ۔ آیا مسلمانون مین عورتون کو شعر کہنا جایز ہے یا نہین؟ کیونکہ مردونکی شعر گوئی کا مباح ہونا بندہ اپنے تذکرہ نادر الاذکار مین حدیثون اور روایتون اور مثالون سے ثابت کر چکا ہے ؛

۵ ۱۲- اگست ۱۸۸۶ء کا انجمن اخبار جلد ۹ نمبر ۳۲ ناقابل کہ [illegible]

جواز شعر گوئی عورات

عائشہ

جواہر العجائب مؤلفہ ابو اللیث فقیہ مخاطب بہ ابو حنیفہ ثانی کی کتاب بوستان سے نقل کرتا ہے کہ۔ ایک روز حضرت عائشہ رضؓ اپنے یگانو نمین مہمان گئین۔ وہان سے واپس آئین۔ تو انحضرت نے فرمایا کہ۔ "تمہارے واسطے کیا تحفہ لائین"۔ ارشاد ہوا کہ۔ "تمنے آپ کے لئے وہان ایک شعر کہا تھا"۔ حکم ہوا کہ "سناؤ"۔ انہون نے یہ شعر پڑہا۔

اَتَیْنَاکُمْ اَتَیْنَاکُمْ فَحَیُّونَا بِحَیْکُمْ	فَلَوْلَا الْحَبَّۃُ السَّوْدَاءُ مَا کُنَّا اَوَدْنَاکُمْ

انحضرت نے کہا کہ۔ اگر دوسرا مصرعہ اسطرح ہوتا تو خوب ہوتا"۔

فَلَوْلَا طَاعَۃُ الرَّحْمٰنِ مَا کُنَّا اَوَدْنَاکُمْ

ان تینون مصرون کا ترجمہ یہ ہے کہ۔ ہم تمہاری خاطر سے آئین ہین پس تم بہی اپنے دستور کے موافق ہمارے حق مین دعا خیر کرو۔ اگر ہمکو تمہاری طعنہ زنی در رسوی ظنی کا ظن نہوتا تو ہم ہرگز نہ آتین۔ اگر خویش و اقربا کے ملاپ مین خدا کا حکم نہوتا تو ہم ہرگز نہ آتین۔

فاطمہ

در سنیئے کہ خیر النساء حضرت فاطمہ زہرا نے خود آنحضرت کا مرثیہ موزون کیا۔ جسکا ایک شعر جواہر مذکور ہی سے لکھا جاتا ہے۔ وھو ہذا۔

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا	صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

ترجمہ مجھہ پر ایسی مصیبتین پڑی ہین کہ اگر وہ دنون پر پڑتین تو وہ راتین ہو جاتے۔

خدیجہ زبیدہ

فائدۃ المفید النساء والہ لکہتا ہے کہ۔ ام المومنین حضرت خدیجہؓ و مسماۃ زبیدہ خاتون منکوحہ ہارون رشید خلیفہ عباسیہ فصاحت شاعرہ گذری ہین۔

اس سے بڑہ کر جواز شعر گوئی کی اور کیا دلیل چاہیے؟ کہ خود آنحضرت کی منکوحہ اور غیر ہما رضی اللہ عنہما نے شعر کہے۔ آپنے اصلاح دی۔ آپکے جانشینون کی ہمیشہ شاعرہ ہوئین۔ ہان یہہ شرط ہے کہ۔ اشعار مناجاتی توحیدی نعتی منقبتی ہون عشقیہ نہون

الغرض اس گروہ کی چند شاعرہ عورتون کے [illegible]
یا انحضرت کے روبرو عربی زبان کے شعر کہتی تہین مقدمہ کی پہلی فصل میں ہوگا
اور انکے پہلے لکھنے کا سبب یہ ہے کہ۔ مجھے فارسی اور اردو شاعر اور اردو
لکھنا ہے اور زبان اردو فارسی کی بچی ہے اور فارسی عربی کے تابع۔ واسطے
پس عربی کو مقدم رکھا۔ ورنہ تقدم زمانہ کے اعتبار سے سنسکرت والیونیہ
پہلے لکھتا۔ اور اسی اعتبار سے اس دیباچہ مین ہندنیونکا حال پہلے گزارش
اور ہندنیون مین تعلیم بہت کم ہے۔ اس نظر سے بہی اس موقعہ پر انکو پہلے رکھا
ہے کہ ہندو بہائی اس مضمون سے زیادہ فائدہ اٹہائین +

اس سے نادر شراژ گو زیادہ سمع خراشی نکر۔ اس تذکرہ کے بنانے کا اصلی سبب بیان کر

سبب تالیف۔ مرآت خیالی

۱۲۶۳ھ و ۱۸۴۷ء ہجری مین حکیم محمد فصیح الدین صاحب رنج رئیس میرٹھ نے ایک
بعد تذکرہ شاعرہ عورتون کے بیان مین بنام بہارستان ناز چھپوایا۔ پہر چار سال
کے بعد ۱۲۶۷ھ مین اسکی ترمیم کر دوبارہ مشتہر فرمایا۔ الا ہیچمدان نے دونو کو نظر
یکہا۔ تذکرون مذکورۃ الصدر سے ملایا۔ تو مقابلہ مین بڑا فراق پایا۔ بلکہ اکثر
اور تذکرہ نویسون نے بہی بعض بعض کے بیان مین اختلاف کیا ہے۔ ایک
نے دوسرے کی منافی لکہدیا ہے۔ پس دل تحقیق منزل مین یہ سمایا کہ اگر ایک
رسالہ مختصرہ تو بہی اس بیان مین اپنے نامۂ اعمال کی مانند سیاہ کرے۔ تو
فائدہ سے خالی نہو۔ نیز جو دس پانچ شاعرہ ان تذکرون مین نہین پائی
جاتین۔ اور تیرے پاس انکا کلام موجود ہے۔ اس ذریعہ سے قید کتابت مین
آجائین۔ وہ بیچاریان بہی شاعرون مین شمار ہوجائین +

اب خدا سخن آفرین کے فضل سے چار برس کی محنت [illegible] یہ رسالہ نادرہ تالیف

[illegible] ہجری ہوئی پہر [illegible] دفعہ از سر نو ترمیم فرما کر شایع کیا ہے [illegible]

پہلے بندہ نے اسکا نام تاریخی غیرت بارنارز کہا تہا۔ اور اسکے دو حصے کئے تہے۔ ہر حصہ کا نام تاریخی میان بہاء الدین عرف عبداللہ شاہ صاحب بشیر خوش تقریر نے ۔ ایک باغ نادر اور تر کیبات نادر مقرر فرمایا تہا۔ اور منشی بنارسی داس صاحب غمگین نے سنہ ۱۹ بکرماجیتی یون نکالے تہے ۔

مہ جبینون کے کلام و نکایہ نادر گنج ہے۔ غیرت شعرا ہوئی تاریخ بہی بے رنج ہے ۔

لیکن اب تک اسکے مسودہ کے اجزا مانند حواس خمسہ مولف پریشان و پراگندہ پڑے تہے۔ اب جو انکو فراہم کیا تو ایک مقدمہ اور دو حصون مین محصور ہوا۔ پس اسکا نام مرات خیالی رکہا

اسکے مقدمہ مین پہلے عربی زبان کی چند شاعرہ عورتون کا نام ہے۔ پہر سنسکرت اور بہاشا کی فاضلہ و شاعرہ کا کچہہ ذکر ہے۔ انگریزی کی فاضلہ عورتون کا بیان کرنا اسلئے فضول سمجہا کہ وہان ناخواندہ تو شاید شاذ و نادر ہی کوئی ہوگی۔ اور شاعرہ اکثر ہونگی۔ اسکے علاوہ اردو زبان مین انکی بیان کا کوئی رسالہ نظر سے نہین گزرا۔ انگریزی سے بندہ خود بے بہرہ ہے ۔

پہلے حصہ مین فارسی زبان کی سخن سرایون کا کلام لکہا ہے۔ دوسرے مین اردو کی شاعرہ عورتون کا ذکر بہرا ہے ۔

اس کتاب مین کہان کہانکی مستورات کا ذکر ہے

دیکہو براعظم ایشیا کا کوئی حصہ ایسا نہوگا جہان کی عورتین عالمہ فاضلہ شاعرہ نہون۔ کیونکہ عرب ایران افغانستان ہندوستان سرندیب یعنے لنکا کی شاعرہ تو خود اس رسالہ مین لکہی گئی ہین۔ روم تاتار کی عورتین عربی و ترکی زبان مین شعر کہتی ہین۔ چنانچہ جواہر العجائب مذکور الصدر مین بعض کے ترکی شعر موجود ہین۔ چین کی عورتین اپنی بولی مین کہتی ہین۔ وہان کی زبان مین کوئی کتاب یہان مشہور نہین

ورنہ اُسکا بھی حوالہ دیتا - سائبیریا چینی تاتار وحشیونکا ملک ہے - ہان اپنی بولی
مین ضرور وہ بھی کچھ نکچھ کہتی ہونگی ؛

اہل ہند کو ترغیب تعلیم نسوان کیطرف

غرضیکہ ہندوستان جنت نشان کی شائستگی ہمیشہ سے مشہور ہے - ولایات دور دراز
مین اسکا تذکرہ ہے - پس یہان کے باشندون کو اپنی نام آوری قائم رکھنے کے
لئے تعلیم نسوان کی طرف بالفعل متوجہ ہونا چاہئے - اور اپنا تو یہ حال ہے کہ ؎ بر سولان
بلاغ باشد و بس ؎

مقدمہ

چمن آرائی خامہ عنبرین شمامہ بتسوید آسامی چند شاعرات عرب لسان - عہد جاہلیت - وایام شیوع اسلام جنت نشان

شعر کی فضیلت اور اُسکے معنی لغوی و اصطلاحی اور ابتدائے شعر گوئی و اقسام شعری
اور شاعری کے ڈھنگ کو سمع آن بیانون کے جنکی واقفیت شعر گوئی و شعر فہمی کے
واسطے ضرور ہے (مثلاً علم عروض علم قوافی صنایع بدایع بیان سرقات
شعری وغیرہما) اپنے تذکرہ نادر الاذکار مین مین نے مفصل درج کر دیا - اب مکرر
نویسی طول فضول ہے - کیونکہ تذکرہ مذکورہ کے ملاحظہ سے ان سب فنون کا
مدعا حصول ہے - اور اہل سلام کی روایات سے عورات کی شعر گوئی سباح و جایز
بھی ثابت ہو گئی ہے - اب بیان عرب کی چند شاعرہ عورتونکا نام لکھا جاتا ہے ؎
واضح ہو کہ بنی اسرائیل کے زمانہ کا ذکر ہے - زلیخائے حضرت یوسف کی شان شایان
مین شعر کہے فرعون کی بیوی آسیا نامی بڑی فاضلہ تھی - دبّا نامی شہزادی زمانہ
جاہلیت شعرائے عرب مین بڑی نامی شاعر گزری ہے ؎
اُمیّہ دختر عبد المطلب کی جو آنحضرت کے دادا تھے مع اپنی اور بہنون کے

بنی اسرائیل
زلیخا
فرعون
دبّا
عرب

ف چمن انداز کے شروع مین چین کا بیان لکھا گیا ہے ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

چنانچہ سب کے حسب درخواست اپنے والد کے اُسی حالت نزاع مین نوحے کہے۔
اُسوقت آنحضرت نے بعمر شش سالگی وہ تمام اشعار سُنے تھے +

قتیلہ **قتیلہ بنت نضر بن حارث** شعرائے عرب مین مشہور تہی۔ جب اُنکا باپ جنگ بدر کے قیدیون مین آکر قتل ہوا۔ تو اُسنے چند شعر کہے۔ جنکو سنکر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ۔ اگر مین یہ شعر پہلے سنتا تو اسکے باپ کو قتل سے امان دیتا پس دیکھو شاعری کا کیا رتبہ ہے۔ اور موزون کلام کسقدر موثر ہے + **ام مسلم** یعنے مسلم کی والدہ نے جب مسلم جنگ جمل مین مارا گیا۔ اُسکا مرثیہ موزون کیا۔ اور نیز اسی لڑائی مین ایک عورت نے جو عبدالقیس کے قبیلہ کی تہی۔ اپنے خاوند کو مقتول دیکھ کر اشعار مرثیہ کے طور پر کہے تھے۔ **عاتکہ بنت عمرو بن نفیل** زوجہ زبیر نے بہی اپنے خاوند کا مرثیہ کہا تہا۔ **میسون** شکیلہ جمیلہ زوجہ معاویہ والدہ یزید بہی شاعرہ تہی + **بنت الحجر** بنت عدی کندی مصری جو کوفہ مین آرہی تہی جب اسکے باپ کو معاویہ کے لوگون نے گرفتار کیا۔ اسنے چند شعر مرثیہ کے کہے انجام کو اُسکا باپ اس علت مین کہ حضرت علی سے محبت کہتا ہے ذبح کیا گیا۔ **عائشہ** زوجہ عبداللہ نے اپنے بچون کے ذبح ہونے پر نوحہ کہا تہا۔ جنکا پسر نامی معاویہ کے سردار نے قتل کیا تہا۔ **بنت عقیل** نے چند شعر کا مرثیہ اُسوقت موزون کیا تہا۔ جبکہ حضرت امام حسین کا سر یزید کے پاس آیا تہا۔ تقیہ باشندہ صور سنہ پانسو پانچ ہجری مین پیدا ہوئی اور پانسو اناسی مین مرگئی۔ اس شاعرہ فاضلہ کے اچھے اچھے قصاید اور قطعے مشہور ہین +

اس بیان سے عورتون کی شاعری کی اصالت اور درازی زمانہ معلوم ہوگئی۔ ہان اگر میری اس تحریر کی سند درکار ہو۔ تو تاریخ شعرای عرب مولفہ مولوی کریم الدین صاحب بی اے پی جو دینو لا امرت سر کے ضلع مین ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہین

یہ مصنف کتب متعدد بمقام لاہور بعدیہ پنشن سے رہا ہے قائم مقام ہوئے ۱۲ منہ

ملاحظہ ہو۔ اُسمین ان سب عورتونکے شعر عربی بہی موجود ہین ✤ روش ہائے پیرائے کلب جواہر سلک ہرا قوم ہنود بجواز علم آموزی عوات ✤ حسب دہرم و رواج این فرقہ صاحب کشف و کرامات ✤ اب اور مطلب کی طرف رجوع کرتا ہون۔ یعنے ہند کی شاعرہ عورتونکا بیان لکہتا ہون ✤ یہ تو بندہ کو ثابت نہین ہوا کہ۔ اُردو زبانمین پہلے پہل کس عورت نے شعر کہا۔ کیونکہ بعض لوگون نے لکہا ہے کہ نورجہان حرم جہانگیر بن اکبر شاہ نے اُردو شعر کہا۔ بلکہ یہ شعر اُسکی طرف منسوب کرتے ہین ✤

نورجہان

کل جو تم یہ کہتے تہے۔ شمشیر ہے اور مین ہون		یہ طنز ہے۔ یہ سہر ہے۔ تقصیر ہے اور مین ہون
چمن مین ہے جو یہ منی سی بوٹی	دیگر	نگہ کے بوجہہ سے جاتی ہے ٹوٹی
ظاہر مین میرے حالکو سرسبز سنجا نو	دیگر	پوشیدہ جگر رکہتی ہون مانند خاکی

الا یہ قول پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ اسکا حال تذکرہ نادر الاذکار مین مفصل لکہدیا ہے۔ اور کچہہ نورجہان کے بیانمین آجائیگا۔ مگر ہان یہ تحقیق ہے کہ سب سے پہلے عورتونمین اُردو زبان کی صاحب دیوان چندا رنڈی دکنی ہوئی ہے دیکہو کیا خدا کی شان ہے کہ۔ مردون مین بہی صاحب دیوان سب سے پہلا ولی دکنی ہی ہے ✤

چندا

سنسکرت و بھاشا یعنے ہندی زبان مین اُردو فارسی زبانون کے سے تذکرے نہین ہین۔ جو ہندو عورتون کا حال مفصل لکہا جائے۔ الا یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ ہماری بزرگ زادیان نوشتخواندہ سے بہرہ ور تہین ✤ اب ہندی چند فاضلہ عورتون کے نام لکہتا ہون ✤

کارگی

کارگی نامی ایک عورت نے یاگ وملک شی سے راجہ جنک کے وقت مین خوب مباحثہ علمی کیا۔ گو انجام کو ہار گئی۔ مگر داد فصاحت و بلاغت دی گئی۔ مردون

مین نام کرگئی ✤

مندودری لنکا کے راجہ راون کی بیاہتا بیوی ایسی عقیل تہی - کہ جسنے شطرنج بازی کا کہیل اختراع کیا - بندہ اپنے رسالہ شطرنج مسمّے بہشت نشہ مین اس بازی کا حال بہت مفصل لکہہ چکا ہے - مگر افسوس کہ یہ حال اُس رسالہ کے چہپنے کے بعد مجہے معلوم ہوا - لہذا یہان مختصراً بیان کرتا ہون ✤

اگرچہ بہت سی قومین اس بازی جمیلہ کے اختراع کا دعوے کرتی ہین - مگر **سر ولیم جونز صاحب** انگریز نے خوب تحقیق کرکے لکہا ہے کہ یہ - کہیل ہندون ہی نے ایجاد کیا - اور ہندو اسکو مندودری مذکور سے منسوب کرتے ہین - اصل مین اسکا نام چترنگ تہا - چترچارا در انگ حصّہ - ان دو لفظون سے یہ نام بنایا گیا ہے - قدیم زمانہ مین ہندون کے لشکر مین رتہہ ہاتہی گہوڑے توسوارون کے لئے ہوتے تہے اور پیادون کی فوج ہی اُنکے ہمراہ رہتی تہی - پس ابتدا مین اس کہیل کے مہرے انہین ناموں کے اختراع ہوے تہے پہر رتہہ کی جگہ کشتی کا لفظ مقرر ہوا - چنانچہ ابتک پنڈت لوگ رخ کو نوکا یعنے کشتی کہتے ہین - کیونکہ جب بحری فوج کی ضرورت ہوئی تو کشتی لانی ضرور پڑی - بعض کے نزدیک اسکا نام شترن جی تہا - اسکا ترجمہ دشمنون پر فتح ہے - کیونکہ شتر دشمن نون جمع کی علامت جے فتح - اسکی ترکیب سے یہ لفظ بنا - بگڑکر شطرنج ہوگیا ✤

ہان اسیطرح بنگالہ کی عورتون نے مغل پٹہان کا کہیل ایجاد کر رکہا ہے - جو میرزا بابر کے وقت مین اختراع ہوا ہوگا ✤

خیر یہ بحث اپنے مطلب کی منافی جانکر عرض کرتا ہون کہ - ایک عورت بگیا نامی دکن کی زوجہ چندر ہاس جو کنتوال کا راجہ ہوگیا تہا بڑی زبردست سنسکرت کی

فاضلہ تھی ۔

بدیاتما کا لیدا اس کی بیوی راجہ سرودا مندن برہمن کی بیٹی بہی عالمہ فاضلہ تھی ۔ جسنے اپنے زمانہ کے اچھے اچھے پنڈتون کو زک دی تھی ۔ لیلاوتی بدیاتما لیلاوتی

علاوہ اور علمون کے ریاضی خصوصاً حساب مین بڑی دستگاہ رکھتی تھی اسکا حال اپنے رسالہ حساب مسمّے بہ سوالات عجیبہ مع قواعد غریبہ کے پہلے حصہ مین مفصل لکھہ چکا ہون ۔ کہونا درہمیر جو راجہ بکرماجیت کا منتری تہا اور بیت دانو مین مشتہر تہا ۔ یہہ اُسکی بیوی بہی عالمہ فاضلہ گزری ہے چنانچہ آجتک جوتشی اسکو مانتے ہین ۔ کہونا زوجہ کنور لچھمن سین بن راجہ بلال سین فرمانروا ے گوڑ ۔ جو سنہ سو مین صدی عیسوی مین تہی ۔ نہایت عاقلہ فاضلہ اپنے زمانہ کی گزری ہے ۔ میرا بائی مارواڑی راجاؤن مین میرتا کے راجہ قوم راٹھور کی بیٹی ۔ پندرہوین صدی مسیحی مین شاعرہ نامی گرامی گزری ہے ۔ اسکے بہت سے گیت اور بھجن ہندوستانی گاتے ہین ۔ کہتے ہین کہ ۔ اسکا کلام جیدیو بنگالی شاعر صاحب گیت گوبند کے ہم پلّہ ہے ۔ مرگ مینا گوجری زوجہ راجہ مان سنگھ گوالیاری جو کہ اس راجہ کو سنگیت یعنے ملے ہوے راگ بہت پسند تہے ۔ رانی نے اسطرح کے بہت سے راگ ایجاد کئے ۔ ازانجملہ گوجری بہل گوجری ۔ مل گوجری یہ چار اسکے نام سے ابتک مشہور ہین (تانسین نامی گویا بہی اسیکی وقت مین دارد گوالیر ہوا ۔ جسکے نام پر آجتک سارے گانے والے اپنا اپنا کان پکڑتے ہین) روپ متی مالوے مین اُجین کے قریب کالی سندہ ندی کے کنارہ سارنگ پور شہر مین پیدا ہوئی ۔ وہانکے شاہان بازبہادر اپنے حسن و ہنر و شاعری کے سبب سے فائق تہی ۔ شاہی محلون کے لائق تہی اسی سبب بازبہادر حاکم مالوہ نے اسکو اپنے نکاح مین قبول کیا ۔ جب ۹۶۲ھ

مرگ مینا

روپ متی

ف یہ رسالہ بہی بنام نجات الحساب مطبع مین چھپ گیا ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

پندرہ سو ساٹھ عیسوی میں اکبر شاہ نے آدم خان (یا ادہم خان) اور پیر محمد خان کو باز بہادر کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اور باز کی فوج بھاگ گئی۔ ناچار یہ بیچارہ بھی بھاگ کر ہوا ہو گیا۔ اُسوقت اس شاعرہ مغنیہ نے اپنے تئیں آپ ہلاک کر ڈالا اسکے ایک گیت کا ترجمہ جسے باز بہوپ کالیان کہتے ہیں۔ ماہ اکتوبر ۱۸۵۲ء کے رسالہ اتالیق پنجاب سے نقل کیا جاتا ہے۔ وہو ہذا۔

باز بہوپ کالیان

کرنے دو فخر اُنکو جو ہیں صاحب دول	سرمایۂ نشاط ہے یہاں عشق بیدل
مضبوط قفل دل کا ہے اس گنج پر لگا	اُسکو نگاہ رکھتی ہوں میں جان سے سوا
محفوظ چشم غیر سے ہے اور بے خطر	کُنجی ہے اُسکی بس میں میرے قصہ مختصر
سرمایہ ہوتا جاتا ہے ہر روز کچھ سوا	اس گنج شائیگان کو ہر گھٹنے سے کام کیا
اب لمبیں یہاں لی ہے کہ ہو نفع یا ضرر	دنیا ہے ساتھ باز بہادر کا عمر بھر

اور ابتدائے عشق میں جو گیت اسنے بنایا تھا وہ خاص اُسکی بولی میں یہ ہے

پاپی پران رہت گہٹ بہیتر ٭	کو چاہت سکھ راج
روپ متی پیا ہمسی دکھیا	گیا بھادر راج

اور مرتے وقت اسنے یہ کہا تھا۔

تم بن جیوا رہت نہیں مانگت ہے سکھ راج	روپ متی دکھیا بھئی بنا بھادر راج

اہلیا بائی یہ مرہٹہ رانی ۱۷۳۳ء میں سیندیہ کے خاندان میں پیدا ہوئی میانہ اندام سبزہ رنگ کہری بدن کی تھی۔ یہ عورت اپنے قوم کی عورتوں میں بڑی مہذب تھی۔ راج نیت کی گرنتھ اکثر اسکے مطالعہ میں رہتے تھے۔ جب سکاشو ہر کنبے راؤ بن ملہار راؤ ہلکر اسکو تخمیناً بیس برس کا چھوڑ کر راہی ملک بقا ہوا۔ تو اُسنے اپنے بیٹے مالی راؤ اور بیٹی مُنجا بائی کی پرورش میں اپنا وقت اچھی طرح صرف کیا۔ ملہار راؤ کے بعد مالی راؤ صرف نو مہینے سلطنت کر کے بعارضۂ خفقان رحلت کر گیا۔ تو اس عورت

سنہ ۱۷۶۷ء تا سنہ ۱۷۹۵ء کلانوت و باز بہادر عطائی دونوں عدلی شاہ بادشاہ سے شاگرد علم موسیقی میں بے نظیر تھے۔ عدلی سنہ ۱۵۶۰ء میں بمقابلہ حضرخان مخالف سلطان بہادر مارا گیا ۱۲ منہ

نے اس ریاست کا انتظام تیس برس تک اس خوبی وخوش اسلوبی سے کیا کہ جسکا ثانی ہونا مشکل ہے - جیسا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہندوستان بلکہ تمام جہان مین لاثانی سمجھا جاتا ہے - اسیطرح عورتون مین اس عورت کو خیال کرنا چاہئے * تالیف پنجاب کے اخیر رسالہ مین اس عورت کے بیان کے شروع صفحہ پر ہین - یہ مختصرہ کل بیان کی گنجایش نہین کہتا پس اسیقدر کافی ہے - اور اس عورت کی وفات ۱۸۲۶ع مین لکھی ہے -

یہ تمام بیان ہندون کی مشہور عورتون کا اتالیق پنجاب ۱۸۴۸ع کے مختلف رسالون سے لیا گیا ہے - جو پنجاب کے شعبۂ تعلیم سے جاری ہوتا تھا - جن صاحبونکو انکا مفصل احوال معلوم کرنا ہو - اور نیز اور نام آور عورتون کا ذکر دیکھنا ہو رسائل مذکورہ الا ملاحظہ فرمائین *

گلدستہ بندی قلم فیض توام - بہ نتیجہ عجیبہ این باغ حسنات یعنے در بیان احوال تعلیم نسوان زمانہ حال چند کلمات

ہندو اور مسلمانون کے قدیم زمانہ کی عورتون کا حال تحریر بالا سے بخوبی ظاہر ہوگیا اور نیز میری تحریر سابقہ سے یہ بھی ہویدا ہوگیا کہ - اہل ہنود نے اپنی عورتون کو اسوقت سے جاہل رکھنا شروع کیا ہے - جب سے مسلمانون نے اس ملک پر غلبہ پایا ہے - پہلے بڑی بڑی زبردست عالمہ فاضلہ عورتین گزری ہین - ہماری دیوانگنیان اور اوتارون کی بیویان اور راجاؤن کی رانیان اور رشیون کی گھر والیان سب سنسکرت اور پراکرت کی جانیوالیان ہوئی ہین - بھوج پرنبندہ کا کچھہ خلاصہ بھی پہلے لکھا گیا ہے - مگر نر کو نکے خوف سے یہ سب باتین یک لخت موقوف ہوگئین - کیونکہ اُنکے ہاتھون سے اس مرد نے نہایت ذلتین اُٹھائین ہین - اب جو کہ سرکار ابد پائدار صاحبان

عالیشان کی عملداری انگلستان سے ہندوستان تک پہیلی اور ہر نوع
کے امن و امان نے رواج پایا۔ تو پھر یہ سلسلہ بھی اسطرح قائم ہوا کہ۔ مدارس
زنانہ جابجا کھل گئے۔ اُستانیان و پنڈتانیان یا بائیان پڑھانیکو مقرر ہوئین
اس شفقتِ شاہانہ اور مرحمت مادرانہ حضور ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ صاحبہ
زاد اللہ سلطنتہا و شوکتہا شاہنشاہ ہندوستان کے کیا کہنے ہین۔ ایسے عہد
دولت مہد مین بھی اگر کوئی اپنی عارضی جہالت کو نچھوڑے۔ تو مجبوری ہے
بس اب مین اس مقدمہ کو ختم کرتا ہون۔ اور اس کتاب کو
دو حصّون مین تقسیم کر دیتا ہون۔ پہلے حصہ مین عورات
فارسی گو درج ہوتی ہین۔ دوسرے مین اُردو زبان
کی شاعرہ گنی جاتی ہین ✲ ✲ ✲ ✲ ✲
تحریر کا پہلی دفعہ ثانی ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲
۱۵ جولائی ۱۸۸۳ عیسوی ✲
مطابق ۹ رمضان المبارک
سنہ ۱۳۰۰ ہجری نبوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہست کلیدِ در گنجِ حکیم

گلشن ناز

حدیقہ آرائی خامۂ نخلبند گلستان فرخی نشان
بہ تسطیر حالات و مقالات شاعرات عجمی نشان

فارسی زبان مین عورتونکی شاعری بہی اُسیوقت سے گنی جاتی ہے جسوقت سے مردون نے شعرگوئی اختیار کی ہے۔ جیسا علم عروض کے اکثر رسالونمین مسطور ہے۔ تذکرہ نجمن بہی اسکا مذکور ہے کہ۔ بہرام گور فارس کے بادشاہ نے ایک روز شکارگاہ مین کسی شیر کو زندہ پکڑکر یہ مصرعہ موزون پڑہا۔ بنم آن شیر نریان بنم آن شیر یلہ + اُسیوقت اُسکی محبوبہ مسمّی بہ آرام نامی نے جو ہمراہ رکاب تہی یہ جواب صواب دیا + نام بہرام تراد یدست بوجیلہ + پس اسپر دو مصرعہ اور لگاکر چارگانی نام رکہا گیا تہا نیمروز وغیرہ مقامات مین ابتک اس قسم کے چارگانی مشہور ہین زبان زد نزدیک و دور ہین۔ رودکی کی معاصر شاعرہ کا کلام آگے آجائیگا یہ بہی اس دعوے کا مصداق سمجہا جائیگا۔ اب بترتیب حروف تہجی فارسی زبانکی شاعرات کا حال و مقال ملاحظہ فرماوے

پہلا حصہ

فارسی زبان کے شاعر و نکا بیان

آتون تخلص ہے مسماۃ توتی آتون منکوحہ ملا بقائی کا جسکا معتقد میر نظام الدین علی شیر تہا۔ انمین خوب مباحثہ شعری ہوتا تہا۔ چنانچہ ایکروز ملا نے یہ زباعی کہی

یاران ستم پیشہ زنے کشت مرا	کاواک شدہ چونے از و پشت مرا
از پشت بسوئے او دمی خواب کنم	بیدار کند بضرب انگشت مرا

آتون نے یہ دو مان سنائے۔

ایخوا بگلی مست رگے کشت مرا	روزی نبود از و بجز پشت مرا
قوت نچنانکہ یا تواند برداشت	بہتر بود از پشت دو صد مشت مرا

آرام تخلص دلارام نام کسی بادشاہ کی بیگم شاعرہ شاطرہ بڑی علامہ تہی۔ بعضے نے اسکو جہانگیر سے منسوب کیا ہے چمن بینظیر والا اپنی صرات العاشقین مین شاہجہان لکہتا ہے۔ ملاحت المقال کا مولف شاہ ایران کی منکوحہ بتاتا ہے۔ بہرکیف کہتے ہین کہ۔ اُس بادشاہ کے تین بیویان اور بہی تہین۔ جہان حیات۔ فتا۔ ایک نغمہ بادشاہ مذکور کسی اور ولایت کے شہزادہ سے یا سوداگر سے شطرنج کہیلنے بیٹہا اور یہ شرط بدی گئی کہ جو شخص ہارے اپنی ایک منکوحہ حریف کے حوالہ کرے۔ زمانہ کی جبر قضا نے بادشاہ کی بازی مات کے قریب پہنچائی۔ تو شہریار کو یہ دہن سمائی کہ تیرے چار بیویان ہین انمین سے کس کو دیگا۔ پس اسکا تصفیہ کرنے محل مین درآمد ہوئے اور چارون بیگمون کو جمع فرماکر شرط کا ماجرا سنایا اور فرمایا کہ۔ کہو حریف

۱؎ تذکرہ حسینی مین لا کا نام شاید سہو کاتب سے بقائی لکہا گیا ہے بہرکیف اسکے اسکو حوالہ کی

کے ہمراہ کس کو جانا منظور ہے۔ پہلے جہان نے یہہ شعر سنایا۔

تو بادشاہ جہانی جہان زدست مدہ | کہ بادشاہ جہان را جہان بکار آید

پھر حیات نے اپنی خوشی یون ظاہر کی۔

جہان خوش ست ولیکن حیات می باید | اگر حیات نباشد جہان چہ کار آید

فنا نے ان سبکی یون دیجیان اڑائین۔

جہان وحیات وہمہ ہیچ فاست | فنا را نگہدار آخر فنا ست

دلآرام جو شاطران زمانہ کو خیال مین نہ لاتی تہی۔ حریف کو ایک ہی دو چال مین زچ کر دیتی تہی۔ دو چار رفتار مین شہ مات کہہ سناتی تہی۔ یون گوہر افشان ہوئی کہ حضور جس چال کے پنجہ مین پھنس کر شش در ہین۔ وہ نقشہ تو لونڈیکو بتائین۔ شاید جانثار کوئی ایسی ترکیب عرض کرے کہ طرفانی کے چھکے چھوٹ جائین۔ لینے کے دینے پڑ جائین۔ حضور کو پو بارہ نظر آئین۔ اُسے تین کانے ہی دکھائی دین۔ بادشاہ نے نقشہ بچھایا۔ بیگم نے یہہ یہہ شعر سنایا۔

شاہا دو رخ بدہ و دلارام را مدہ | پیل و پیادہ پیش کن از ہشت جہات

شاہ نے بازیچہ خانہ مین آپہی چالین چلین۔ اور بازی جیت لی +

شاطر جانتے ہین کہ یہ نقشہ رُدمی چالو تکا ہے۔ جسمین فیلہ صرف تین ہی گھر اڑا جاتا ہے۔ اور سدہ راہ کو خیال مین نہین لاتا۔ یہ نقشہ اپنے رسالہ شطرنج مسمّے بہ ہشت ثمنہ مین مع حل لکھہ چکا ہون۔ جو چھپ کر مشہور ہو گیا ہے۔ اب یہ شعر آرام کے نام کے لکھتا ہون۔

محو از دل خود سازہمہ نقش عدم را | منزل گہہ اغیار مکن فرش حرم را
سرمایہ عیشی بکف آور کہ مبادا | تقدیر کشد بر سر تو تیغ دو دم را

به آه و نالہ کردم صید خود وحشی نگاہاں را | بزور جذب کردم رام باخود کبک کلہاں را
نبوشیدم سحر گہ چون شراب ارغوانی را | گرو کردم بجام می لباس پارسائی را
شدم ہم مے گساراں بخلوت خانہ حیرت | شکستم ساغر و پیمانہ زہد ریائی را
گرفتم دامن صحرا شدم ہم پیشۂ مجنوں | سبق آموز گشتم درس عشق مبتلائی را

آرزوی تخلص کوئی عورت سمرقندی خوش گو تہی۔

ماند داغ عشق او بر جانم از ہر آرزو | آرزو سوزد بہ عشق او من سراپا آرزو

آرزوی تخلص کسی خوشخیال ہی سمرقندی تہی

شنو یم خاک رہت گر بدر دما نرسی | چنان رویم کہ دیگر بگرد ما نرسی

آقا تخلص مہتر یعنے داروغۂ رکاب خانۂ محمد جان ترکمان مسمی بہ مہتر فرائی خراسانی کی دختر نیک اختر کا یہ مطلع زبان زد ہے۔

زہشیاران عالم ہر کرا دیدم غمی دارد | دلا دیوانہ شو دیوانگی ہم عالمی دارد

آقا بیگم متخلص نام ہراتی شاعرہ سلطان حسین بہادر خان کے عہد میں مرجع خاص و عام تہی۔ ہر سال شاعروں کو خانہ بطور وظیفہ کے دیا کرتی تہی۔ اتفاقاً ایکسال خواجہ آصفی کا وظیفہ نہ پہنچا۔ تو یوں تقاضا ہوا[1]

ایا عروس خطا بخش جرم پوش بگو | کہ کے وظیفۂ ما را قرار خواہی داد
بوقت غلہ مرا گفتی کہ بار دہم | سرم فدائے درت چند بار خواہی داد

جواہر العجائب میں اسکا نام آفاق جلایر لکھا ہے اور یہ ہی درست معلوم ہوتا ہے نیز کتاب مذکور سے معلوم ہوا کہ یہ شاعرہ میر علی جلایر کی بیٹی سلطان احمد بغداد بادشاہ کی نسل میں تہی۔ اور امیر علی درویش کتاب دار کی حرم تہی۔ ایکروز میرزا بدیع الزمان کے حضور حاضر تہی۔ اور شراب کا پیالہ دور رہا تہا۔ اور آنکی وہ مثل تہی کہ نو سو چوہے کہا کے بلی حج کو چلی۔ یعنے مے نوشی سے تایب

[1] میر حسین دوست سنبلی کے تذکرہ فارسی سے یہ بیان مع ترجمہ ترکی عبارت حسینی صفحہ ۱۶ کا لکھا ہوا معلوم ہوا کہ اس نے یہ قطعہ آقا کے نام لکھا اور یہ شعر آہ آزر ہی آقا کا ہے مگر میرے نزدیک قول اول ہے واللہ اعلم

نہین - غرضکہ اُسوقت یہ شعر کہا -

من اگر توبہ می کردم ای سروسہی	دیگر	تو خود این نکردی کہ میرا می ندہی
اشکے کہ زمژگوشہ چشمم برون کند		بر روئی مس نشنید و دعوی خون کند
آہ ازان زلفی کہ دارد رشتۂ جان تابنے		وائے زان لعلے کہ ہر دم میخورم خونابنے
نتوان دید رخ خوب ترا ماہ بماہ		ازانکہ آسان نتوان کرد بخورشید نگاہ

آنکہ فلک بلب چکاند مارا	ترانہ	سرگشتہ بروی خود دواند مارا
اے کاش بمنزلے رساند مارا		کز ہستی خود باز رہاند مارا

تنبیہ منجملہ اشعار بالا کے پہلا شعر ایک کتاب مین کسی اور کے نام سے لکھا ہے

آمانی تخلص زیب النسا مخفی کی کنیز خاص با اختصاص تہی - جسکا مکان دہلی مین کلان محل کے متصل تہا - ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مخفی و امانی گلگشت چمن مین مصروف نہین - یک بیک شہزادی کے غنچہ دہن سے یہ صدا جانفزا نکلی ؎ اے امانی گل صد برگ چرا میخندد ٭ اس عندلیب ہزار داستانے نے بہی فوراً اپنی منقاریون کہولی ؎ بر بقائے خود و بر غفلت ما میخندد المختصر اسکا کلام کمیاب ہے - صرف یہ ہی شعر نظر سے گزرا

آنقدر روز ازل تیرہ نصیم کردند		تیرگی می طلبد شام غریبان از من

بادشاہ خاتون نامی ایک شہزادی قطب الدین محمد سلطان کرمانی کی بیٹی سلطان قازن کے وقت مین خوشنویسی و فاضلہ گزری ہے - اکثر مصحف کی کتابت سے بسر اوقات کرتی تہی - جبکہ خود زیبا دہ چمن سلطنت ہوئی - ارباب فضل و کمال کو نہال کر دیا - یہ شعر اسکے نام نامی سے ممتاز ہین -

درون پردہ عصمت کہ تکیہ گاہ منست		مسافران ہوا را گزر بشوار یست
ہمیشہ باد سزین بزیر مقنعۂ من		کہ تار و پود دوے از عصمت نکو کاریست

بادشاہ خاتون

آمانی

؎ یہ شعر لالہ خاتون کے نام بہی بعض نے لکہا ہے واللہ عالم بحقیقت الحال ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

آن روز کہ در ازل نشانش کردند | آسایش جان بیدلانش کردند
دعوے بلب نگار میکرد نبات | زان روی سہ چوب در دہانش کردند
بر لعل کہ دیدہ ہرگز از مشک رقم | با خالیہ بر دوش کجا رامدہ قلم
جانان اثر خال سیہ بر لب تو | یا ریگ نہ آب زندگانیست بہم

بزرگی مخلص کی ایک کشمیری کنجری یعنے کسبی تہی جہانگیر بادشاہ کے وقت مین اپنا پیشہ ترک کرکے توکلانہ اوقات بسر کرنے لگی - ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ اسکی شہرت سنکر چار شاعر سفر دور دراز طے کرکے اسکی ملاقات کو آئے - مگر بار یاب نہوئے اس اثنا مین کوئی عرب بچہ اوباش وضع آنکلا اور درانہ اندر چلا گیا - شاعرون نے جھلا کر یہ رباعی لکھکر بھیجی -

لاکلاہ

اے شیوہ کفر و دین بہم ساختہ | غم را بوجود خود عدم ساختہ
آثار بزرگی از جبینت پیدا ست | گہ با عرب و گہ بعجم ساختہ

اس شاعرہ نے یہ جواب لکھا

روزیکہ نہادیم درین دیر قدم را | گفتیم صلاحیت عرب را و عجم را

الغرض یہ شعر بھی اسید کا ہے -

معبود نالہ ام گوئی کہ استاد ازل | رشتہ جانم بجائے تار بر طنبور بست

بیبجہ منجمہ نامی عورت علم نجوم کی فاضلہ لاکلام تہی شاعرہ لطیفہ گو اور عارفہ نادرہ ایام تہی - سایان دنیوی سے نہال - امرا و سلاطین کی ملاقاتون سے خوشحال تہی - ملا جامی سے اسکی نہایت ظرافت رہتی تہی یہ بہی خوب خوب چوٹ چلتی تہی - کہتے ہین کہ - ملا صاحب نے حمام و مدرسہ و مسجد تیار کئے - اسنے بہی ایسے ہی مکان بنوائے - شہر کے اکابرون کو نماز کے واسطے بلوایا - نہایت تکلف کیا - مگر ملا رونق افزا نہوا - بلکہ ایک قطعہ لکھکر بھیجا - جسکا ایک

ہی شعر بندہ کو ملا۔

نہ گزارم بمسجد تو نماز	زانکہ محراب آن نمازی نیست

اسنے سنتے ہی گھبرا کر کہا کہ۔ مُلّا جی کیا فرماتے ہین۔ جو شے اُنہون نے بنوائی ہین نے بھی تیار کروائی۔ جو جو فضائل اُنمین ہین۔ مجھہ مین بھی ہین۔ پھر اُنکو کس بات پر ناز ہے"۔ جامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ۔ تُم ایک ایسی چیز رکھتے ہین جو اُسکے پاس نہین ہے"۔ اُسنے کہلا بھیجا کہ۔ تُمارے پاس بھی ایسی شے ہے کہ۔ وہ نہین رکھتے۔ بلکہ وہ تمارے محتاج ہین"۔ حضرت کو یہ لطیفہ پسند آیا۔ اور اُسکے مکان مین قدم رنجہ فرمایا۔ یہہ مطلع اسکا جو اسنے اپنے خاوند کے مرثیہ مین لکھا تھا مشہور ہے۔

کوکب بختم کہ بود از وی منور آسمان	بنگر اے مہ کز فراقت در زمین است این زمان

بیدلی مسکوحہ شیخ عبداللہ دیوانہ پسر خواجہ حکیم کا ہے جو شہر ہرات مین نہایت خوش طبع مشہور تھا۔ اسکا حال امیر علی شیر نے اپنے تذکرہ شعرا مین بہت لکھا ہے غرض یہ شعر بیدلی کا ہے۔

روم بہ باغ و نرگس دیدہ وام کنم	کہ تا نظارہ آن سرو خوشخرام کنم

پیرقلی تخلص کی کوئی تبریزی خوش گپ تھی۔

جامہ گلگونی در آمد مست در کاشانہ ام	خیز اے ہمدم کہ افتاد آتشی در خانہ ام

جمالی تخلص مولانا جلال الدین جلالی کی بیٹی۔ جسکی کمال کی خوبی اس غزل سے واضح ہے چاہ جمالی۔

بہار و سبزہ و گل خوش بود بے جانانست	وگرنہ ہر یکے زینہا بلا آفت جانست
بہ غنچہ مہر چہ بندد در گل چہ بکشاید	ولیکہ خون شدہ از خار خار ہجرانست
مران بخواریم اے باغبان ز مجلس خویش	کہ نیز ہر دو گر گل بخاک یکسانست

حدیثِ زلف دلاویز ای نگار مشب		زمن مپرس کہ۔ بس خاطرم پریشانست
بگوئی شعر جمالی کہ نزد سیمبران		ہزار بیت دغزل پیش حُبہ یکسانست

جمیلہ تخلص کی کوئی زن فصیحہ اصفہانی بطریق متعہ حبیب اللہ ترک کے گھر میں تھی

جز خار غم نہ رست ز گلزار بخت ما		آن ہم خلیدہ در جگر لخت لخت ما

جہان آرا تخلص ہے بنت کلان شاہجہان ہمشیرہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دہلی کا۔ جو ۱۰۹۲ ہجری مین فردوس آرامی ہوئی۔ اسکا مزار نظام الدین اولیا کی درگاہ مین واقع ہے۔ اور لوح مزار پر یہ شعر کندہ ہے

بغیر سبزہ نپوشد کسی مزار مرا		کہ قبر پوش غریبان ہمین گیاہ بس است

درگاہ موصوف کے خادم شعر مسطور شہزادی مذکور ہی کیطرف منسوب کرتے ہین اسلئے یہان لکھا گیا۔

جہان خاتون نامی منکوحہ خواجہ قوام الدین امین الدولہ زیر ابو اسحاق سلمان و عبید شاعرونکی ہمعصر تھی۔ عبید ذاکانی پر یہ بلیغہ فصیحہ اپنے نکاح سے پہلے روز بیشتر غلبہ پاچکی تھی۔ اس نظر سے عبید مذکور نکاح کے دن اسکے گھر گیا۔ تو معلوم ہوا کہ اسنے نکاح کرلیا ہے۔ پس ایک قطعہ لکھہ بھیجا۔ جسکا آخری مصرع یہ ہے ؎ خدای جہانرا جہان تنگ نیست ٭ وزیر خویش تبیر نے اُسکا ماجرا دریافت کرکے اُسے بُلالیا۔ اور اپنی صحبت خلوت مین دوبالا گرم جوشی ہوا۔ سُنا ہے کہ عبید ذاکانی نے یہہ شعر بھی اسکے شان مین کہا تھا۔

گر غرہ نباشی جہان خاتون بہ دستان فتنہ		روح خسرو ہم حسن کو بمکہ این کس گفت است

کہتے ہین کہ خواجہ شمس الدین حافظ شیراز بھی اس شاعرہ سے ملے تھے۔ بلکہ انہون نے اپنی ایک غزل بھی اسکو سُنائی تھی۔ جسمین یہ شعر ہے

اعتمادی نیست بر کار جہان ٭		بلکہ بر گردون گردان نیز ہم ٭

خاتون نے اپنے نام کی بجو سمجھ کر یوں جواب دیا۔

حافظا این مے پرستی تا بکے ۔۔۔ مے ز لوتو بزار دستان نیز ہم

یہہ شعر بھی اسیکا ہے **تنبیہ** منتخب التواریخ والہ لکھتا ہے کہ ۷۲۳ھ ہجری میں بہاء غیاث الدین ۔۔۔ تغلق عبید زاکانی شاعر الفجان شاہزادہ تغلقیہ کے ہمراہ تہا۔ جسنے امیر خسرو کی نسبت یہ شعر کہا تہا ؎ غلط افتاد خسرو راز خامی ۔ کہ سکپانچت در دیگ نظامی ؎ مصور یست کہ صورت ز آب می سازد ۔ نذرہ خاک آفتاب میسازد ۔

حجابی تخلص نسبت خواجہ ہادی استرآبادی کا جو ہمیشہ نقاب کے حجاب میں رہتی

مہ جمال تو ز آفتاب ہر دو یکی است ۔۔۔ خط عذار تو ز مشک ناب ہر دو یکی است

حیات تخلص حیات النساء متذکرہ تحت آرام کے یہ شعر اور ہیں۔

چہ سازم طوف پیر کعبہ و بتخانہ و مسجد ۔۔۔ بگرد چشم و ابرویت دلم ہر لحظہ میگردد

بیا زاہد کہ جام بادہ گلگون بتو شام ۔۔۔ مرد در کعبہ کانجا نیست خبر خون جگر خوردن

حیات تخلص یہ طریفہ دعارفہ خواجہ قوام الدین شوہر جہان خاتون مذکور کی پہلی منکوحہ تہی۔ جب اُسنے نکاح ثانی کی خبر سُنی خواجہ کو لکھہ بہیجا۔

ہر کہ غم جہان خورد کی خورد از حیات ۔۔۔ رو تو غم جہان مخور تا ز حیات برخوری

حیاتی تخلص کی ایک عورت لطیفہ گو حسینہ جمیلہ تہی جسکی یہ غزل مشہور ہوئی

عجب شیرین لبے لیلی عذاری کردہ ام پیدا ۔۔۔ درین ایام خوشحالم کہ یاری کردہ ام پیدا

بیا لعل شیرین بمکنیم چون کہ بمن جانے ۔۔۔ چو فرہاد از برای خویش کاری کردہ ام پیدا

ز بالا افتادہ ام از اندوہ ہجران چون کنم آیا ۔۔۔ کہ این اندوہ از دست نگاری کردہ ام پیدا

چو مجنون می نہم سر بر کف پای سگ لیلی ۔۔۔ من دیوانہ نیکو غم گساری کردہ ام پیدا

بیکدم صرف راہ آن بی نیگانہ دش کردم ۔۔۔ حیاتی آنچہ من در روزگاری کردہ ام پیدا

حجابی
حیات
حیات
حیاتی

۱ یہی شعر لیلی نام سے بھی لکہا ملتا ہے ۲ منتخب التواریخ میں ذکر النساء میں اختر کا بیان ہے

خانزادی کوئی اسکو تبریزی لکھتا ہے کوئی ترتی کسی کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شاعرہ فخرالنسا رسائی کی بہن تھی - اور امیر یا گارکی بیٹی - بہرکیف یہ مطلع اسکا ہے -

شبے در منزل ما مہمان خواہی شدن یا نہ	انیس خاطر این ناتوان خواہی شدن یا نہ

دوستی تخلص نسائی نام دختر میر قیام سبزواری کے یہ شعر ہیں -

ہر کجا آئنہ بہ آن زلف پریشان بگزرد	ہر کہ کفر زلف او بیند ز ایمان بگزرد
اے محبان! بوالعجب دیست رہ عاشقی	ہر کہ دامن گیر این رہ دش ز دامان بگزرد
ہر کہ عاشق شد ازو دیگر بہ سامان مجو	زانکہ عاشق ترک سر گوید ز سامان بگزرد
در فراقش بستی گرید چو ابر نوبہار	گریہ زارش چو بسیار ز گریان بگزرد
از شناسائی تو عاقبت جدائی بود	افغان کہ با تو ما این بہ آشنائی نرسید

زایری تخلص مجہول الحال کوئی خوش مقال تھی - جسکا کلام یہ ہے -

خوردن خون دل از چشم ترا موختہ ام	خون دل خوردہ ام این ہنر آموختہ ام
کارے من ہیچ بجز خون خوردن نیست	طرفہ کاریکہ بخون جگر آموختہ ام
شیوۂ عاشقی و طرز نظر بازی را	ہمہ از مردم صاحب نظر آموختہ ام
ناصحا چند کنی منع من از عشق بتان	من ز استاد ازل این ہنر آموختہ ام
زایری بہر طواف حرم کوی بتان	صبح خیزی ز نسیم سحر آموختہ ام

سلطان تخلص خدیجہ سلطان بیگم نام دختر عم قلی خان والی افغانستان - بعض کا خیال ہے کہ خان مذکور سے نہایت شیفتہ و فریفتہ تھا غرضکہ اسکے کلام کا یہ نمونہ ہے -

من ساقی ام و شراب حاضر	اے عاشق تشنہ آب حاضر
با حسن من آفتاب ہیچ است	اینک من و آفتاب حاضر

سلطان چو من نبود در دہر	عالم عالم کتاب حاضر

شیرین تخلص ہے سلطان رضیہ بیگم نام بنت سلطان شمس الدین التمش کا جبکہ ۶۳۴ھ مین التمش کی وفات ہوئی - تو رکن الدین فیروز اپنی والدہ خاندان کے طور پر سلطنت کو چھوڑ کر عیاشی مین مصروف ہو گیا تھا تیسرے مہینے مین معزول ہوا اور اُسکی بہن یعنے یہی رضیہ بیگم تخت پر بیٹھی - اسنے اصطبل کے داروغہ حبشی غلام کو جو اسکی بغل مین ہاتھہ ڈالکر گھوڑے پر سوار کروایا کرتا تھا - امیر الامرائی کا خطاب دیا - ارکان سلطنت کو یہ امر سخت ناگوار گزرا - چنانچہ اسی فساد مین بیگم مع غلام مذکور شہید ہوئی - اسکی قبر بلبلی خانہ کے محلہ مین اندر شہر دہلی بہ علاقہ تلمان دروازہ موجود ہے -

باز آ شیرین ہمہ در راہ الفت کام خویش	ہان دلی نشنیدہ باشی قصۂ فرہاد را
خلطیدن نور رخ خورشید جز این چیہ	بسمل شدۂ تیغ نگاہ غضب است
از ماست کہ بر ماست - چہ تقصیر دل زار؟	آن کشتۂ اندازِ غم بے سبب ماست
کنم بہ برکت پا - چرخ تخت سلطانی	زہم بہ بال ہما - خدمت مگس رانی

ضعیفی تخلص ہے کسی ہمعصر آرزو مذکور کا - آرزو کے شعر مسطورہ کا جواب اسکی طرف سے یہ ہے

درد لم بود آرزو میت پیش از ہر آرزو	دیدم آن رد نمود فزون شد آرزو بر آرزو

کہتے ہین کہ ضعیفی نے اپنے ضعیف خاوند کی شان مین یہ دو بیت انشا کی تھی -

اے مرد ترا بہرم انگیری نیست	ہم پیر ضعیفی و ترا خیزی نیست
ماہین ہمہ میدہی نہ ہیہم زدن	خود قوت آن ترا کہ برخیزی نیست

جسکا جواب اس طرح سنا تھا

اے زن! ذکر آنکہ با من آمیزی نیست	کار تو بغیر فتنہ انگیزی نیست
دارم ہمہ عیب را کہ گفتی - امّا	عیبی بتر از بلائے برخیزی نیست

عالیشہ تخلص کسی سمرقندی کی یہ دو مان ملی ہے۔

اشکے کہ ز چشم من برو غلطیدہ است	در گوش کسی دُر کہ۔ مروارید است
از گوش بروں آرکہ بد نامی تست	کانرا بہ رخسم تمام عالم دیدہ است

عصمتی اس تخلص کی تین عورتونکا کلام اس وقت پیش نظر ہے۔ اول قاضی زادی سمرقندی۔ جسکو ایک تذکرہ والہ بنام دختر لکھتا ہے۔

مگر سوائے عشق از مردم عالم غمی دارد	کہ۔ عاشق گشتن و بے سامانی

دوم **خواف** کے حاکم متخلص بہ حاکمی صاحب دیوان کی ہمشیرہ پارہ

از پا شکستگان طلب کعبہ مشکل است	ان کعبہ کہ۔ دست

سیوم نواب جہان آرا بیگم۔ جسکے نام بر بہار

مصلح الدین سعدی شیرازی

ہمایون امید وارد

نمیدانم کہ

گنا بیگم

گنا بیگم نامی صبیۂ علی قلی خان والۂ اغستانی زوجۂ نواب عماد الملک بہادر کی تھی - کہتے ہین جس روز اسکا سخت جگر فوت ہوا اور نواب نے خبر منگائی تو اسنے اپنی سوز شِ درونی یون جتائی -

از حالِ ما مپرس کہ دل چاک کردہ ام	لختِ جگر بریدہ تہ خاک کردہ ام

بعض کا قول ہے کہ اس شعر کا مصرعۂ ثانی کسی اُستاد کا ہے - پس واللہ عالم کہ اسکو توارد ہوا یا اسنے تضمیناً باندہا - بہرکیف ترانہ لاحقہ بھی اسیکا ہے اسیکو تخلص شوخ لکھا ہے - اختر تابان والہ کہتا ہے کہ یہ عروس نہ سالہ وزن مین نو سو روپیہ بھر یعنی ۱۱ ہلہ سیر کئی دفعہ تلی تھی) -

شرارہ برزد	از تارِ ترشح کرۂ گوہر زد
شعلۂ آب	فصاد ہوا ہزار جا نشتر زد

۱۲ محمد - ولایت کرمان کی حکمران

۱۳ - ولایت

۱۴ ولایت

۱۵ ت

لطیف

لطیف تخلص کی لطیف النسا زوجہ شمشیر خان متوطن عظیم آباد فارسی واُردو گوتھی —

یاد زلفت سر بسر داریم ما	شغل این شام و سحر داریم ما
گاہ سر بر سنگ و گہہ بر سنگ سر	کے جز این شغل دگر داریم ما
دیدہ ام من آفتاب و در دی تو	بر رخ مہ چون نظر داریم ما
کاوشے بیجاست اے چرخ عدو	صاحب چشمت نہ زر داریم ما
گاہ در کعبہ و گہہ در بتکدہ	جستجویت در بدر داریم ما
از کہ پرسم ہا من زحال رفتگان	کس نے گوید خبر داریم ما
ہیچ غم دیگر نمیدارم لطیف	لیک از محشر خطر داریم ما

مخفی

مخفی اخیر تابان والہ اسکو تخلص نہیں لکھتا ہے۔ اور صاحب دیوان نہیں [illegible] اور شہرت کے باعث اسکا احوال سب پر عیان ہے۔ بلکہ جسسے اسکا دیوان چھپ گیا۔ یہ خود ظہوری ہوگئی ہے۔ مگر چونکہ بعض اشخاص اسکے صاحب دیوان ہونیکے قائل نہیں ہیں۔ اسواسطے یہہ چند سطور لکھتا ہوں۔ صحیح ہو کہ اور نہ نہیں۔ شاہ کے پانچ لڑکے اور پانچ ہی لڑکیاں تہیں۔ انجملہ حضرت شاہزادہ محمد سلطان سے چھوٹی اور سب سے بڑی یہ شہزادی نواب [illegible] میں شوال ۱۱۰۳ ہجری میں دل رس بانو دختر شاہ نواز خان کے بطن سے پیدا ہوئی۔ اور پینسٹھہ برسکی عمر پاکر ۱۱۶۳ نبوی میں فوت ہوگئی اسکی وفات کی تاریخ میرے مہربان خوش تقریر شاہ بہاء الدین صاحب بشیر نے یون موزون فرمائی ہے ؎

تاریخ	
بہر تاریخ مخفی ام ہیہات	و د خلی جنتی بشیر نگاشت ۱۱۶۳

غرضکہ یہ شہزادی سعید اشرف پسر مصالح مازندرانی اصفہانی کی شاگردی سے صاحب دیوان ہوئی - اگرچہ بعض کا یہ معتقدہ ہے کہ - یہ دیوان جو اسکے نام سے چھپ کر مشتہر ہو رہا ہے - مخفی ترشی کا ہے - جسکو ملا جامی کا استاد خیال کرتے ہین ۱۸۳۶ع کی فہرست کتب مطبع منشی نول کشور صاحب مین لکھا ہے کہ یہ دیوان مخفی رشتی کا ہے اور رشت فارس مین ایک شہر کا نام ہے ✣ بعض نے لکھا ہے کہ زیب النسا کا تخلص حفی تہا - کوئی لکھتا ہے کہ - یہ اپنا نام ہی موزون کرتی تہی - اور کچھہ تخلص نہ تہا ایک لکھتا ہے کہ یہ ۱۱۱۲ھ مین دہلی کے کابلی دروازہ کے باہر دفن ہوئی دوسرا بتاتا ہے کہ - لاہور مین قریب موضع نوان کوٹ اسکا مزار ہے - الا دہلی اسی بات پر قائم ہین کہ - اسکی قبر دلی کے تیس ہزاری باغ مین تہی - جو اب ٹیلی میدان پڑا ہے ✣

انتباہ - یہ رسالہ پہلی دفعہ ۱۸۷۲ع مین چھپ کر مشتہر ہو گیا تہا کہ - بندہ مولف ۱۷ اپریل ۱۸۷۰ع کو بحصول پنشن نوکری سے دست بردار ہوا - اپنے گھر پر مطالعہ کتب مختلفہ مین مصروف رہا یکایک ایک کتاب علم سیر مین نہایت عمدہ موسوم بہ تاریخ یوسفی مشہور بہ عجائبات فرہنگ ہاتھہ آئی کہ دراصل وہ کتاب یوسف خان کمبل پوش سلیمانی مذہب کا سفرنامہ ہے - جو ۱۸۲۳ع مین اپنے وطن حیدرآباد سے نکلکر نیپال مندراج - شاہجہان آباد وغیرہ کی سیر کرتا ہوا لکھنو مین بعہد شاہ نصیر الدین حیدر - رسالہ خاص کا جماعہ دار (جسکو جمعدار بولتے ہین) اور پھر صوبہ دار رہکر ۱۸۳۶ع کو کلکتہ گیا وہان سے ۱۸۳۷ع کے مارچ مہینے مین لندن فرانس وغیرہ ممالک کی سیر کو گیا - آتے ہوئے - مصر - بمبئی ہوتا ہوا اورنگ آباد آیا ✣ وہ لکھتا ہے کہ اسجگہ عالمگیر کی قبر ہے - اسکے مقبرہ کے پاس زیب النسا کا مزار ہے - اور نہایت عمدہ مقبرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے - فی الحال اسکے پتھر

نظام الملک بنکالکر اپنی والدہ کے مقبرہ مین لگوا رہا ہے + واللہ عالم بحقیقت الحال +
ہان یہ بھی سُنا ہے کہ۔ یہ دیوان جو لکھنو اور دلی اور میرٹھہ مین اسکے نام سے چھپا ہے
نہایت مختصر ہے۔ اسکا کلیات ضخیم قلمی لوگون کے پاس موجود ہے۔ اور ایک
انتخاب بھی اسکی نشانی ہے۔ جسکا ایک قعہ نمونہ کے طور پر یہان لکھا جاتا ہے +

رقعہ زیب النسا جو اسنے اپنے پیر کو لکھا تھا + نقطۂ پرکار تدویر وجود
ہفتم۔ خطِ محیطِ صفحۂ فلکِ ہشتم۔ حضرتِ پیر من ظلکم ابدا۔ بمردی مردانِ خدا۔ ورد
رسیدہ زیب النسا رحمانے کہ۔ دارد۔ پایا تے نادارد۔ اگر از تجرید خود دم تفید
زنم روا است۔ منکہ بصورت گرفتار نہ از معنی خبر دارم **ابیات**

بالبِ دمساز خود گر خفتمی	ہمچو نے من گفتنیہا گفتمی
انکہ۔ او از ہمزبانی شد جدا	بینوا نشد گرچہ دارد صد نوا

المختصر اس خوش نویس شاعرہ فاضلہ حافظہ کے لطائف وظرایف بھی اکثر زبان زد
جمہور ہین۔ بندہ بخوفِ طوالت سبکو ترک کرکے چند شعر مشہورہ دیوان کے
سند ہونیکی لکھتا ہے۔

آہستہ برگِ گل فشان بر مزارِ ما	بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما
گرچہ من لیلی اساسم دل چو مجنون در ہواست	سر بصحرا نیز نم۔ لیکن حیا زنجیر پاست

کہتے ہین اس شعر کا جواب عاقل خان رازی نے یہ دیا تھا۔

عشق تا خام است باشد بستۂ ناموس و ننگ	پختہ مغزانِ جنون را کے حیا زنجیر پاست

اسنے رد جواب اس طرح سُنایا۔

پاکبازانِ محبت را حیا باشد مدام	چون تو مرغِ بیحیا را کے حیا زنجیر پاست

اس غزل کا مقطع جو دیوان کو اسید کا ثابت کرتا ہے یہ ہے

دختر شاہم۔ ولیکن بے بفقر آوردہ ام	زیب النسا زینت ہم نیم۔ نامم چرا زیب النسا است

نسخہ ۔ زیب النسا زینت ہم نیم۔ نامم چرا زیب النسا است +

اے عندلیب نالان دم در گلو گرہ	نازک مزاج شاہان تاب سخن ندارد
آفرین بر جگرم باد کہ - در کشور ہند	سکہ نقد سخن پاپج ایران زدہ ام

تنبیہ ہان ناظران باغ دشان مین نے اپنے تذکرہ نادر الاد کارمین اقسام شعر یہ مع امثلہ مفصل لکہے - مگر اسکے دیوان فصاحت بنیان مین ایک مسمط قسمیہ عجیب و غریب نظر آیا - جسکا ثانی آجتنک نہ دیکہا نہ سنا - پس اسکو نوظرز صہ کہنا زیبا ہے جسکے مطلع و مقطع کا بند یہ ہے ؎

بہ سنان نگہہ یار قسم	بسر طرۂ دلدار قسم
بکمان خانۂ ابرو سوگند	بسر نرگس جادو سوگند
کہ شدم کشتۂ چشم نگہت	خاک رہ کشتۂ طرز بتمت
بصفائی ملک العرش قسم	از سماتا بسر عرش قسم
بخدا و بحقیقت سوگند	بسر شمع نبوت سوگند
مدعا خاک رہ جانانست	نظر لطف بپے درمانست

مشتری تخلص ہے موجود الوقت قمر جان نام بی منجھو لقب کا جو طوایفان لکہنو سے ہے - اور بشاگردی میان شمس صاحب کے اپنے تئین فلک چہارم سے بہی بلندی پر سمجھتی ہے - جب کمان زبان کو زہ کرتی ہے تو بے تہاشہ زبان آوران زمان کو گرم و سرد سناتی ہے - اپنے نزدیک اورون کو مچھلیون کیطرح بہون تی ہے - الا اسکو بہی ہوا بتانے والیان موجود ہین - گو یہ مردانہ دم مارتی ہے - مگر اُنکے روبرو اسکی تمام نفسانیتین بے سود ہین - الغرض یہ شاعرہ اُردو کے شعر بہی کہتی ہے - اور زہرہ نامی اسکی بہین بہی اُردو کی شاعرہ پس انکا جہگڑا انشاء اللہ تعالی دوسرے حصہ مین لکہونگا - اب اسکے اشعار رفاع

بر در یار جبہہ سائیہا	بہ ازین نیست پارسائیہا

رتبۂ من فزون زشاہانست	میکنم بر درش گدائیہا
از کہ۔ آموختی؟ (سرت گردم)	جانمن۔ طرز دلربائیہا
چہ قدر سادہ است آئینہ!	میکند با تو خود نمائیہا
از تو آموخت مشتری شاید	عندلیبان غزل سرائیہا

مطربہ تخلص کوئی کاشغری عورت طغان شاہ کے گھر میں تھی۔ جسکے مرثیہ میں یہ رباعی کہہ گئی ہے۔

درماتمت ای شاہ! سیہ شد روزم	بے رو بتو دیدگان خود بردوزم
تیغ تو کجاست؟ ای دریغا تا من	خون رنجتین از دیدہ باد آموزم

ملکہ جسکو اکثروں نے سید بیگم کے نام سے لکھا ہے۔ بنت سید حسن کارہ گیا۔ باشندہ جرجان۔ معروف بہ استرآباد۔ پایہ تخت مازندران۔ سادات عالی نسب سے تھی! اسکا دیوان بھی موجود ہے۔ لیکن اُسسے بہت کم لوگ واقف ہیں۔

مرا در دست دل بیقرار از ہجر یار خود	چکویم ہا پیش بیدردان درد بیقرار خود
بدرد دل چنان گریم کہ خون گردد دل خلق	چو یاد آرم من سرگشتہ از یار و دیار خود
ازان پیوستہ در عالم چنین سرگشت میگردم	کہ می بینم چو زلف او پریشان روزگار خود
گلی از باغ وصل او نچیدیم بر مراد خود	چو غنچہ گرچہ خون دیدم دل امیدوار خود
ز استغنا ندارد گوش یکبار آن جفا پیشہ	اگر در پیش او صد بار گویم حال زار خود
بکار خویش حیرانم کہ از عشق بتان هرگز	سر و سامان نمی بینم من مسکین بکار خود
ازین سوزیکہ من دارم ز عشق او بجان مردم	نخواہد سوخت آخر ای ملک لوح مزار خود

مصری ہراتی۔ اہل بیان میں تذکرہ خوبیوں نے عجب عجب گل کھلائے ہیں سب سے معتبر قول یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شاعرہ شاہرخ میرزا کے عہد میں بملازمت گوہر شاد بیگم ممتاز تھی۔ خواجہ عبدالعزیز حکیم اسکا خاوند تھا۔ جو سرکاری طبیب کہلاتا تھا اصل اسکی کو کمان سے ہے بعض کا خیال تھا کہ یہ بیگم موصوف کی بہانجی

سے میل رکھتی تھی - چنانچہ اسکے خاوند نے اسی اشتباہ مین اسے قید کیا - تو اسی
یہ رباعی موزون کی -

سہ کندہ نہاد سرو سیمین تن را	زین واقع شیون است مرد و زن را
افسوس کہ - در کندہ نخواہد سودن	پائیکہ دو شاخہ بود صد گردن را

لاختر تابان ظاہر کرتا ہے کہ - یہ مہری ہروی شاعرہ ہمعصر جامی کی تھی شاہ ایران کے
محل مین رہتی تھی - اُسینے اسے قید کیا تھا - کیونکہ کسی جوان سے پہنس گئی تھی
اسکے خاوند کو ضعف باہ تھا - جو اسیکے کلام سے ظاہر ہے یہ رباعی اُسکی ہے نہ کہ
مہری ہراتی کی - اشعار ذیل سے شعر نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ یعنے ہر دو رباعی اول رمع
اس رباعی کے ہرویہ کا کلام ہے باقی ہراتیہ کا - اور معتبر نقل ہے کہ - ایک روز
سلطان مسعود میرزا خواہرزادہ بیگم ممدوح اسکو لئے مع جمعیتی شاعر کے اختیار الدین
کے قلعہ پر جو ہرات مین مشہور مقام ہے - رونق افروز تھا کہ - اسکا خاوند دکھائی
دیا - میرزا نے مسکرا کر اشارہ کیا - اُسنے بدیہہ یہ شعر سُنایا -

گردم بر اوج برج مہہ خوشتن طلوع	ہان اے حکیم! طالع مسعود من نگر

اور روایت ہے کہ - ایکدفعہ بھار کے موسم مین سرخ محل کے نیچے بہت آدمی
گلگشت کر رہے تھے - یہ بہی جہروکہ سے دیکھہ رہی تھی کہ - اسکی نگاہ ایک پر
پر پڑی - جو اسیکو گھور رہا تھا اُسنے اُسے استفسار حال کیا اُسنے یون جواب دیا
مصرعہ آنجا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیانست ۔ اس حاضر جواب نے قہقہہ لگا کر کہا +

یارب کہ سرشتم ز چہ آب؟ و ز چہ گل ست؟	میلم ہمہ سوئے دلبران چہ گل ست
گر میل مرا بسوئے پیران بودے	از پیر ضعیف نا توانم چہ گل ست

اور سُنے کہ - ایکدن یہ لطیفہ گو بیگم صاحبہ کی خدمت مین حاضر تھی کہ حکیم جی دکھائی دئے
بیگم نے بلوایا - وہ بیچارہ کبر سنی و ضعف کے باعث عصا ٹیکتا چھوٹے کہا تا لڑکہتا

پڑکہتا دعائین دیتا حاضر ہوا۔ اس نے اپنی مخدومہ کے اشارہ سے کہا کہ۔

مرا با تو سر یاری نماندہ	سر مہر و وفا داری نماندہ
ترا از ضعف و پیری قوت و زور	چنانکہ یائی برادری نماندہ

اب اسکے احوال کی مختلف کیفیتین دیکھئے۔ ایک کہتا ہے کہ۔ یہ نور جہان کی جلیس خاص تہی۔ اور ترانہ بالا مخفی کا کلام۔ دوسرا کہتا ہے نہین۔ یہ اسیکی طبع رسا کا کام ہے۔ حیرت کا مقام ہے کہ۔ نور جہان جہانگیر کی حرم۔ اور مخفی اُسکی پوتی عالمگیر کی بیٹی۔ اور یہ اکبر شاہ والد جہانگیر سے پہلے مانہ کی + تیسرے کا مقولہ ہے کہ مہری جلایر قوم کی شاعرہ۔ تقی اوحدی کی ہمعصر فاضلہ گزری ہے **المختصر** اشعار لاحقہ بھی لوگون نے اسیکی طرف منسوب کیے ہین **ابیات**

دہ چہ پستان! دو ترنج سیماب	زدہ سر جوش لطافت دو حباب
ور خانۂ تو آنچہ مرا شاید نیست	بندی زدلِ ریدہ بکشاید نیست
گوئی ہمہ چیز دارم از مال و منال	آری ہمہ ہست آنچہ می شاید نیست
شوئی زنِ نوجوان اگر پیر بود	چون پیر بود ہمیشہ دلگیر بود
آری مثل است آنکہ گویند زنان	دُر پہلوی زن تیر بہ از پیر بود
حل بر نکتہ کہ۔ بر پیر خرد مشکل بود	آزمودیم یک جرعۂ می حاصل بود
گفتم از مدرسہ پرسم سبب جہل مے	در ہر کس کہ۔ زدم ہیچ دو لایعقل بود
خواستم سوز دل خویش بگویم با شمع	داشت او خود بزبان۔ آنچہ مرا در دل بود
در چمن صبحدم از گریۂ ما زالہ من	لالۂ سوختہ خون دل و پا در گل بود
آنچہ از بابل و ہاروت روایت کردند	سحرِ چشم تو دیدم ہمہ اشامل بود
دولتے بود تماشائی رخت مہری را	حیف صد حیف کہ۔ آن دولت مستعجل بود
رنج ہر خار یکہ آن از خاکِ من حاصل شود	راہ ہر سالک سازد مست لایعقل شود

سرو گوید بنے آرد بار ۔ قدت آورد زبستان دو بار
گفتم بیا ! بمرد مک دیدم نشین ۔ گفتا کہ من بخانۂ مردم نمیروم
حیف کہ از علم نہ برہ روی ۔ شمع بکف گیری و در پیہ شوی

مہستی تخلص گنجہ کی اکابر زادی کا تہا بعض نے اسکو نیشاپوری سمجہا ہے ۔ بہرکیف سلطان سنجر کے معزز سرفراز و نمین تہی ۔ کوئی کہتا ہے کہ عبداللہ خان آذبک کی فتنہ پردازی کے وقت یہ شاعرہ موجود تہی ۔ بہرحال اکیرات کا ذکر ہے کہ ۔ وہ سنجر کے پاس سے استنجے کے واسطے باہر آئی ۔ تو واپسی پر سلطان نے باہر کا حال استفسار فرمایا ۔ اسنے یون ادا کیا ؎

شاہا ! فلکت اسپ سعادت زین کرد ۔ وز جملہ فسروان ترا تحسین کرد
در حرکت سمند زرین نعلت ۔ بر گل نہ نہد پائے ۔ زمین سیمین کرد

اگرچہ اسکا اور کلام بہی میرے پاس موجود ہے ۔ مگر وہ تمام ہزل و فحش انضمام ہے ۔ اسلئے نہین لکہتا ۔ صرف یہ شعر آورد دیکہلو ؎

جام را بر کف دست تو نشستی دگر است ۔ بد بیضا دگر و دست تو دست دگر است

نسائی اس تخلص کی دو شاعرہ دریافت ہوئی ہین ۔ ایک خراسانی سیدزادی جسکا نام مخر النسا رہتا ۔ یہ غزل اسکی ہے ؎

شادم اگر دلم ز تو بغیم نمی شود ۔ آرے غم تو از دل من کم نمی شود
مرہم میار بہر دوائی من ای طبیب ! ۔ کین درد عاشقی است بمرہم نمی شود
محراب ابروست فقط تا نیا یدم ۔ از بہر سجدہ قامت من خم نمی شود
داغی نہاد بر دلم آن بیوفا کہ ۔ عمر ۔ بگرشت و درد مندی آن کم نمی شود
سازد بداغ ہجر نسائی خاکسار ۔ چون خاطرش بوصل تو خرم نمی شود

اس شاعرہ نے عصمتی قاضی زادی سمرقندی کے مطلع کا جواب ان موزون کیا تہا

بہ عالم ہر کرا بینی بدل دردو غمی دارد	ز دستِ غم منال ایدل کہ غم ہم عالمی دارد

اور ایک یہ شعر بھی اسکا مشہور ہے اکثر تذکروں مین مسطور ہے -

عاشقی برقاعتی ابرد کمندی کردہ ام	باہمہ پستی تمنائے بلندی کردہ ام

دوسری **نائی** ولایت کی رہنے والی کا صرف ایک ہی شعر دیکھا گیا- سو بھی وہ شعر جو مین حجابی کے نام پر لکھہ چکا ہون- لیکن یہ معتبر اُستاد ولایت زا کی تحریر ہے- اسلئے مکرر لکھتا ہون ❊

مہ جمال تو و آفتاب ہر دو یکی است	خط غبار تو و مشکناب نقطہ یکی است

نورجہان حرم محترم جہانگیر بن اکبر شاہ بادشاہ ہند کا نام نامی ہے - جسکے نام کے خطبہ و سکہ نے بھی زینت پائی تھی- اسکے بیان مین تذکرہ نویسون نے خوب خوب گل کھلائے ہین- عجیب عجیب طرح کے فقرے اُڑائے ہین- سب سے بڑھکر تو یہ لطیفہ ہے کہ- دو چار شعر اُردو کے اسکی طرف منسوب کئے گئے -

اور یہ نسبھا گیا کہ یہ ایاز تاتاری کی بیٹی قندہار کے- جنگل مین پیدا ہوئی- اپنے والدین کے ہمراہ اکبر شاہ کے زمانہ مین وارد ہند ہو کر شیر افگن خان ترکمان سے منسوب ہوئی- جو اسکو اپنی جاگیر اضلاع پورب مین لے گیا- اور جہانگیر نے تخت نشین ہو کر سن جلوسی چھ یا سات مین شیر مذکور کو مروا اسے اپنی محل مین داخل کیا تھا ❊ پس فرمائیے کہ- اسکی زبان کسطرح سے اُردو ہو سکتی ہے ؟- کیا معنے کہ گو خلجیون کے زمانہ مین حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمتہ نے کچھہ کچھہ چھیڑ چھاڑ ہندی بولی مین شروع کی تھی- الا اُردو کی زبان شاہجہان کے وقت سے مقرر ہوئی ہے - بلکہ شعر گوئی تو اُسکے زمانہ مین بھی بخوبی نہوئی تھی- ہان عالمگیر- کیوقت مین صادق و جعفر و ولی صاحب دیوان اس زمانہ کے ہوے - پھر نورجہان کیونکر اُردو کے شعر کہتی ؟ شاید ایسا ہو کہ- اس

شاعرہ فاضلہ نے وہ مضامین فارسی مین ادا کئے ہون - متاخرین نے
اپنے زبان مین ترجمہ کرلئے - جیساکہ - ایک شعر کا ترجمہ اسی رسالہ مین موجود ہے
بہرکیف وہ اُردو شعر جو لوگون نے اُسکے قرار دے رکھے ہین یہ ہین ✤

کل تم جو یہ کہتے تھے شمشیر ہے اور یہ بھی	یہ طشت ہے اور شمشیر ہے تقصیر ہے اور یہ بھی
ظاہر مین سیر حال کو سرسبز نجا نو	پوشیدہ جگر رکھتی ہون مانند حنا کی
چمن مین ہے جو یہ ننھی سی بوٹی	نگہہ کے بوجھہ سے جاتی ہے ٹوٹی

اگرچہ یہ ماجرا دوسرے حصہ مین لکھنا مناسب تھا - مگر جو کہ - مجھے اس حقیقت
کی بے حقیقی ثابت کرنی تھی - اسلئے اس موقع پر اشارہ کردیا ✤ اب اسکا فارسی
کلام مختلف کتابون سے جمع کیا جاتا ہے - اور اس باب مین جو جو اختلافات ہین
وہ شعرون کے بعد عرض کرونگا - اور جو جو شعر لطیفہ پر دال ہے اُسکا بیان
بہ سبب طوالت کے ترک کیا گیا - بعض کا یہ قول بھی ہے کہ گلاب کا عطر اور چاندنی
کا فرش اور مسلم کا زیور نورجہان ہی نے ایجاد کیا تھا ✤ بعض نے اسکا تخلص
مخفی لکھا ہے ✤

گرہ ز کار چو نگشاد بقرار ئی ما	مگر چہ سود؟ ولا! از فغان و زاری ما
بلبل از گل بگزرد گر در چمن بیند مرا	بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا
در سخن پنہان شدم چون بوی گل در برگ گل	میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا
بظاہر ہم منگر گرچہ سربسر سبزام	ولیک باطن من چون حنا پر از خون ست
درنہان خونیم ظاہر گرچہ رنگ با خوش است	رنگ من در من نہان چون رنگ سرخ اندر حنا ست
نورجہان گرچہ بظاہر زن ست	در صف مردان زن شیر افگن ست
این خانہ برانداز کہ در خانہ زین ست	معمار تمنائے من خاک نشین ست
دقیقہ ہائے مغیش در سواد حرف	چو در سیاہی شب روشنی پر دین ست

بقتل چون منی گر خاطرت خوشنود میگردد — بجان منت ولی تیغ تو خون آلود میگردد

۸ رندان خرابات کرا باده فریبند — خود ساده بخواهند کرا ساده فریبند

تو ماده آفاقی دهم گاده آفاق — حیف است که بر باده دگر باده فریبند

۹ زنار عشق گر ظاهر کنم گل در چمن سوزد — اگر نالم بخلوت خانه شمع انجمن سوزد

۱۰ سبزه ام سبز نگردید بهار آخر شد — روئے گل سیر ندیدیم و بهار آخر شد

۱۱ هنگام سحر دلبر من جلوه گر آمد — جان بر لبم از قالب فرسوده بر آمد

غافل منشین ایدل غفلت اثر مرگ — برخیز که هنگام فصالئے بسر آمد

۱۲ گر نشست وقت خزان موسم بهار آمد — هزار نخل خزان گشته ام به بار آمد

۱۳ عشقت چنان گداخت تنم را که آب شد — گردے که مانده سرمه چشم حباب شد

۱۴ مینو آن طفل خندیدن ندانند — نگه در دیدن و دیدن ندانند

۱۵ هلال عید بر اوج فلک هویدا شد — کلید میکده گم گشته بود پیدا شد

۱۶ ترانه تکمه لعل است در قبائے حریر — شده است قطره خون منت گریبان گیر

۱۷ دست ز گل چیدن امشب بدار — میچکد از برگ گلم آب ناز

۱۸ نام تو بردم و زدم آتش بجان خویش — در آتشم چو شمع ز دست زبان خویش

۱۹ من در طلبت گرد جهان میگردم گیتا چک — گر باد شوی بموی ز لفم نرسی شش پنج دیدیک

۲۰ بینی و چشم دوا بروی تو ای گل اندام! — شاخ بادام دو بادام دو برگ بادام

۲۱ نورم نارم حدیقه ام گل زارم — دیرم صنمم برهمنم زنارم

نے نے غلطم هر آنچه گفتیم نیم — بوئے گلم و طبیعت گلزارم

۲۲ نیست فواره که بینی بسر آب روان — آب از گرمی این فصل برآورده زبان

۲۳ زیر دامان تو پنهان چیست که ناز کبدان — نقش سم آهوی چین است بر برگ سمن

گر دو و پیک صبا اندر دهان تنگ او — قطره میچکد لعل بدخشان و یمن

دل بصورت ندہم ناشد و سیرت معلوم	رباعی	بندۂ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم
زاہدا ہنوز قیامت بدل ما مفگن		ہول ہجران کز اندیم قیامت معلوم
ستارہ نیست بدین طول سر برآوردہ		فلک بشاطری شاہ سر برآوردہ

تنبیہ واضح رائے ناظران تحقیق طلب ہے کہ۔ ان شعرون مین پہلا و چوتھا شعر اور دوسری اور آخر شعر سے پہلی رباعی زیب النسا کا کلام ہے۔ جسکا جی چاہی اُسکے دیوان مطبوعہ ہی مین دیکھہ لے۔ مگر ایک شخص نے پہلی رباعی کا ایک شعر حکیم حاذق کے نام پر بھی لکھا ہے وہ بھی غلطی پر ہے ٭ پانچوان شعر کسی ظریف طبع نے اس شاعرہ کی شان مین کہا تھا۔ وہ بھی اسکا نہین ہے + شعر پانزدہم کا پہلا مصرعہ جہانگیر کا دوسرا نور جہان کا ٭ اُنیسوین کا پہلا نیمہ کسی امیرزادہ کا۔ دوسرا نور جہان کا ٭ رباعی نمبر ۲۳ کا پہلا مصرعہ سوالیہ بادشاہ کا۔ باقی تین مصرعی جوابیہ بیگم کے ہین ٭ اخیر کے تین اختلاط تو ایجاد بندہ ہین۔ باقی تذکرہ نویسون کی غلطیان ہین۔ مین طوالت سے ڈرتا ہون۔ ورنہ ایک ایک کا حال مفصل لکھتا +

نہانی اس تخلص کی پانچ عورتون کا کلام دستیاب ہوا ہے۔ ازانجملہ ایک کو بعض نے بنام بیگم لکھا ہے۔ اور کچھہ احوال اسکا معلوم نہین۔

خواہم کہ بہ آن سینہ نہم سینۂ خود را	تا دل تو گوید غم دیرینۂ خود را
تا زلف خالش بلائے نہانست	تا برس از بلائے کہ شب در میان ست
ہمچو من بر رخ خوبان نظر پاک انداز	ہر کجا دیدہ آلودہ بود خاک انداز

نہانی اخیر زمان دین الحقانی ایرانی لکھا ہے ۱۲

نہانی

دوسری **نہانی** گرانی خواجۂ افضل دیوان کی ہمشیرہ تھی۔

اگرچہ مہر ز تقدیر لایزال برآید	بماہِ من نرسد گر ہزار سال برآید

نہانی

تیسری **نہانی** شیرازی جو اپنے زمانہ مین مشہور تھی۔ اور ملا جامی کے بعد

٭ اخیر زمان والے نے یہ شعر نور جہان کے نام پر لکھا ہے ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

ہوئی تھی - چنانچہ ملا موصوف کی غزل پر غزل لکھی جسکا مطلع یہ ہے -

شدم دیوانہ تا در خواب بیدم آن پریرو را	چہ باشد حال گر بیند بہ بیداری کسی اورا
شب سنگ گویت بہر جائے کہ پہلوئے نہد دیگر	روز خورشید آن زمین را بوسہ بر روئے نہد

اور یہ شعر مگر رسوائی عشق جو عصمتی کے نام پر لکھا گیا ہے - بعض نے اسکا سمجھا ہے ؎

چوتھی **نہانی** دہلوی کوئی امیرزادی والدہ شاہ سلیمان کی جلیس تھی - جسنے اپنا نکاح اس رباعی کے جواب پر منحصر کر رکھا تھا -

از مرد برہنہ روئے زر مے طلبم	از خانہ عنکبوت پرے طلبم
من از دہن مار شکرے طلبم	از پشۂ مادہ شیر نرے طلبم

اسکا جواب مدت کے بعد سعد اللہ خان وزیر نے اسطرح دیا ہے -

علم است بر منہ رو کہ - تحصیل زر است	تن خانہ عنکبوت - دل بال و پر است
زہر است جفائے ہم - معنی شکر است	ہر پشہ کز و چشید - وان شیر نر است

الغرض یہ شعر بھی کسی کسی نے اس کے نام پر لکھے ہیں -

در مذہب ما توبہ زمی خانہ حرام است	زہد و ورع و سبحۂ صد دانہ حرام است
بابادہ فروشان غم ایام حرام است	با دردکشان دولت بہرام حرام است
فرض است بعاشق کہ - بنوشد مئی تجرید	باز اہد خود بین مئی گلفام حرام است
تا زہ - قدح نوش دو عالم زدہ بر ہم	اندیشۂ نان و طمع خام حرام است
قدم بخانہ چشم منہ کہ - جا اینجا است	رواق منظر خوبان خوش ادا اینجا است
سفر کردم بشہر عشق زادم عشق جانانست	غم و درد کہ - در دل داشتم آخر دو چندانست
درین گلشن لبان غنچہ چندان خون دل خوردم	گل مقصود من تا از نسیم صبح خندانست
زندان نظر بجلوۂ دنیا نمی کنند	جز آرزوئے ساغر صہبا - نے کنند
افتادۂ براہ تو کہ - باشد کہ بنا شد؟	محو نگاہ تو کہ - باشد کہ نباشد؟

اختر تابان فارسی شعرا کی تذکرہ نہانی کے نام پر لکھے ہیں ۱۲

زہر در دمین این دیدۂ خون فشان ستم — نظر بغیر توحیف است مین ازان ستم

قطعہ

آہ این شاعران نا دیدہ — کہ ندارند نور در دیدہ
قد خوبان بسرو میخوانند — رخ ایشان بماہ مانیدہ
ماہ قرصی است ناتمام عیار — سرو چوبیست نا تراشیدہ

تنبیہ میرا گمان ہے کہ۔ تذکرہ نویسون نے ضرور ایک نہانی کا کلام دوسری کے لکھدیا ہوگا۔ الا اسکی تمیز اپنے حد امکان سے باہر ہے +

نہانی پانچوین نہانی جعفر احدی کی والدہ جو اکبر شاہ کے وقت کشمیر مین بخدمت سیر بحری مقرر تہا۔ آگرہ کی رہنی والی بہشتی ہر دلی کی قرابت دار گزری ہے

روز غم۔ شب درد بے آرام پیدا کردہ ام — درد من یہادرین ایام پیدا کردہ ام

صاحب منتخب التواریخ بداؤنی تحریر فرماتے ہین کہ۔ ہر چند شاعران دہر جواب ہا گفتہ۔ اما ہیچ کدام دربرابر نیامدہ + **مصرعہ** چہ مردی بود کز تو کم بود" +

وزیر وزیر تخلص وزیر النسا نام لاہور کے سرشتۂ تعلیم نسوان کی ممتحنہ اور مدرسہ جو تخفیفاً برخاست ہو کر ۱۸۷۳ء مین اپنے وطن قرب و جوار دہلی کو روانہ ہوی میرزا خاور سیستانی حال رونق افروز پٹیالہ کی شاگرد ہے۔ اور اردو کے شعر پہلے سے کہتی ہے +

دلم از کوچۂ آن زلف دوتا باز آید — رفتہ بود آنچہ زما جاز ہمان باز آمد

ہمدمی تخلص شریفہ بانو نامی کی یہ چامہ ہے +

من سوختۂ لالہ رخانم۔ چہ توان کرد؟ — والہ شدۂ سنبر خطانم۔ چہ توان کرد؟
صد تیر بلا و ستم و جور رسیدہ — زان ناوک دل دوز بجانم چہ توان کرد؟
مجنون صفت از عشق بتان زار و نزارم — دیوانۂ لیلی صفتانم چہ توان کرد؟
ہر نام تو ام ہر نفسی ذکر دگر نیست — نامت شدہ چون ورد زبانم۔ چہ توان کرد؟
ای ہمدمی از جور محبان ستمگار را — بر چرخ برین رفت فغانم۔ چہ توان کرد؟

۱۲ اختر تابان مین اسکو زوجہ بنادر خلط للبہاری۔ ہان ہاہم آشنائی ہو تو ہو ۱۲ سنہ

تنبیہ ایک مصنف نے اُسکے نام پر یہہ شعر بھی لکھدیا ہے ؎ قامت سرو ولخ جوبین عفتی کے نام پر ایک مستند کتاب سے لکھہ چکا ہون ؎

حکایت ایک دیوانہ بغداد کا رہنیوالا عاشقی پیشہ چارستان بغداد مین لباس نفیس زیب تن کئے بوریہ پر بیٹھا ایک شعر بہ آواز دردناک بطور وظیفہ پڑہتا تہا وہ ہذا —

درعشق تو انگشت نمائی زن و مرد م		در لحظہ فرو نشست زسودائے تو دردم

خلقت کا اژدحام اُسکے گرد حلقہ زن تہا - ناگاہ کسی دل چلے نے آگے بڑہ کر استفسار حال کیا - تو اُسنے یون جواب دیا - مُجملہ حجاج بسرائے احمد دہقان خانہ ترسائی ست - رو بقبلہ برو واز زبان من بگو —

درعشق تو ام طاقت تنہائی نیست		در ہجر تو ام روئے شکیبائی نیست
تا وسع توان بود تحمل کردم		دیگر چہ کنم؟ وسع توانائی نیست

کہتے ہین کہ - یہ صاحب دل یہی پتہ مذکور پر پہنچا - اور دروازہ کو دستک دیتہی ایک ضعیفہ آئی - دیوانہ کا ماجرا سن پہر اندر گئی - اور اُلٹے ہی پاؤن آکر گویا ہوئی کہ - محبوبہ اش چنین فرمودہ —

درعشق کسی را کہ - توانائی نیست		در ہجر تحمل و شکیبائی نیست
مرگست علاج او - وبیرون از مرگ		ہر مصلحت دگر کہ - فرمائی نیست

غرضیکہ - جب پیغامبر نے یہ جواب سنایا - عاشق صادق نے ایک آہ کے ساتہہ دم دیدیا - اب اس شخص کو یہ شوق ہوا کہ - یہ خبر وحشت اثر اُس سفاک عاشق کُش کو بہی سُنائی چاہیئے - لیکن اُسکے گہر جاتے ہی معلوم ہوا - کہ وہ بہی جہان گزران سے گزر گئی ؎ انا للہ وانا الیہ راجعون - الحاصل کہ اس عورت کا نام و تخلص کچہہ معلوم نہین ہوا - اسواسطے ختم پر یہ روایت عبرت خیز حیرت

انگیر حوالہ قلم ہوی۔

روایت سنا ہے کہ۔ امیر تیمور کے سائیس کی مدخولہ شاعرہ اصفہان سے دہلی مین آئی تہی۔ وہ ایک شب شعر خوانی کر رہی تہی اور خود بدولت کہین سُن رہے تہے۔ صبح سائیس کو بُلا کر احوال شبینہ دریافت فرمایا۔ اُسنے بعد عرض معروض اُس عورت کو حاضر کیا۔ جسنے بعد عذر و معذرت یہ دو شعر بدیہہ سُنائے۔

بہ ہنگامی کہ۔ لشکان آفرید ند ؛	ترا بر جملہ سلطان آفرید ند
برائے بردن گوئی سعادت	خم پائے تو چوگان آفرید ند

آپنے مسکرا کر فرمایا کہ۔ تو کیا چاہتی ہے۔ اُسنے جواب دیا کہ حسب الوطن دامن دل کہنچتا ہے۔ مگر جس شخص کے پاس ہون وہ بہی ہمراہ چلے تو لطف ہے۔ امیر صاحب نے انعام و اکرام سے مالا مال کر اصفہان کو روانہ کر دیا فقط

خدا کے فضل و کرم سے پہلا حصہ تمام ہوا۔

این تحفہ مختصرست نادر

تاریخ تحریر کاپی بنا بر

انطباع دفعہ ثانی

۲۰۔ اگست ۱۸۸۳ء

قطعات و تقریظات تاریخ متضمن سال انطباع دفعہ اول

قطعۂ تاریخ اختتام کتاب از نتیجۂ فکر آسمان پیما۔ شاہ بہار الدین صاحب عرف عبد اللہ شاہ متخلص بہ بشیر خوش تقریر سلمہ اللہ قدیرہ نبیرہ شاہ نصیر صاحب مرحوم۔ سجادہ نشین خلفاء راشدین حضرت سید مخدوم شاہ صدر جہان صاحب قبس سرہ العزیز۔ ساکن دہلی محلہ روشنیوہ جاگیردار موضع مولپن واقع تحصیل بلب گڑھ ضلع دہلی ؎

چون مرتب نمود گلشن ناز — در گاہ پرشاد کاشف اسرار
ذکر نسوان بہ پردۂ عصمت — کرد در پردہ طرفہ تر اظہار
غنچہ ہائے معانی گوناگون — زد منقش ز کلک گوہر بار
نغمۂ طوطیان خوش الحان — لطف نو میدہد درین گلزار
تا قیامت بماند این یارب! — یادگار زمانۂ غدار
گفت از بہر قطعۂ تاریخ — آنجناب۔ از بشیر نا ہنجار
سال ترتیب آن گل نوخیز — گلبن فرح بخش کلک نگار

ایضاً دیگر فرمودہ

ترتیب نمودہ طرفہ نادر — گلدستۂ گلبن معانی
سالش بہ بشیر گفت ہاتف — نورستۂ گلشن معانی

بسال انطباع فرمایند

طرفہ تصنیف جناب نادر است — دیدنش را صاف بسکہ جمع خلق شد
بہر سال انطباعش ای بشیر! — گفت دل۔ مقبول طبع خلق شد

بطرز دیگر می سراید

نادر از کاک خود بگلشن ناز — رشتہ ہائے گل معانی سفت

سالِ تاریخ او نوشت بشیر	گلِ تازہ چہا جدید شگفت	

جناب موصوف اُردو مین یون دُرافشانی فرماتے ہین - جسکے مصرعۂ اول مین سال اختتام اور اخیر مین سنہ انطباع دکہاتے ہین ؎

مراتِ خیالی - چھپا الحمد للہ	یہہ حضرتِ نادر کا کہلا طرفہ چمن ہے
ہون مشتری اسکے جو مالک تو عجب کیا	حسرت سے جھکا سر زمین چرخ کہن ہے
ہر بیت مین توصیف لکہی لعل نبون کی	یہہ طرفہ صدف ہے کہ - پر از لعل یمن ہے
گہر بیٹھے خریدار چلے آئینگے اسکے	جس مال مین جوکھون ہی نہین اب دو سخن ہے
تاریخ بشیر اسکی کوئی تم سے جو پوچھے	کہدو کہ - یہہ نو بادۂ بستانِ سخن ہے

قطعۂ تاریخ انطباع چکیدہ کلکِ گوہر سلک موخ یکتا - صاحب سالہ چہل جواب تاریخی وجغرافی ہمتا صاحب جغرافیہ مارواڑ - ومنشیٔ فصیح - صاحب قصیح خرد افزا - وشاعر بلیغ - صاحب تذکرۂ شعرائے اہل ہنود - ساکن ٹونک یعنی منشی ابن المنشی منشی دیبی پرشاد صاحب بشاش خوش معاش کہ - دو مرتبہ بدہلی آمدہ از بندہ ملاقی شدند - واز قوم کایتہ مرد خلیق ولیق اند ؎

تذکرہ شعر گو حسینون کا	جسمین ہین حسن و ناز کی باتین
نادرِ پاکباز نے لکھا	جسکی باتین ہین راز کی باتین
ہے مزہ عورتونکی باتونمین	ہین جو سوز و گداز کی باتین
ناز و انداز کا نہین بیان ذکر	اور نہ ہین امتیاز کی باتین
بلکہ اظہارِ وحشتِ دل ہے	اور عجز و نیاز کی باتین
اُنکے اشعار مین ہے سوز کی بو	ناز کی جانیاز کی باتین
دلمین درد اور داغکی خلشین	لب پہ سوز و گداز کی باتین
اور کہین عالمِ نصیحت مین	ہین نشیب و فراز کی باتین

ہے کہیں عشق کہ مذاق کا ذکر | اور کہیں احتراز کی باتیں
اور کہیں عشق کی تقاضا سے | وصل کے ساز و باز کی باتیں
عورت اور عشق کا کرے اظہار | شاہد اور سوز و ساز کی باتیں
کیوں نہوں عاشقوں کے دلکو پسند | یار عاشق نواز کی باتیں
پانسو بارہ اور یہہ مصرع | نادر پاکباز کی باتیں
سال تاریخ کے لئے رکھہ یاد | ایں حریق مجاز کی باتیں

قطعہ تاریخ انطباع - از کلام مذاق انضمام مشفق یکتا رانام قاری کلن نام تارکش متخلص بہ خمیر کہ بمشورہ جناب بشیر باوجود امی ہونیکے شعر گوئی پر مائل - راقدن کہانی ہی کے ذکر کا قائل - افسوس کہ کتاب کے چھپتے ہی چھپتے بشیر جیسے خوش تقریر کی صحبت سے سیر ہو کر راہی ملک بقا ہوا ؎

وہاں خدا جانے اُسے کسکی محبت لیگئی | جو گیا اسطرح وہ جلدی سے گھبرایا ہوا

انا للہ وانا الیہ راجعون

خوان نعمت ہے یہ گویا تذکرہ | جسکے بھوکے بیٹھے ہین سب خاص و عام
یہ نئی باتون کا گنگا ہے بنا | جسکی تا محشر رہیگی دھوم دھام
دیکھنا شیرین کلامی کا اثر | اسکا فقرہ ہے گویا میٹھا آم
دال روٹی سے جو ہین خوشحال لوگ | اُنکو یہہ ایک شغل ہے ہر صبح و شام
دیکھنے مین اسکے کیسی اشتہا | ہوتے دو ہوتا ہے گر ٹھنڈا طعام
ہین مصنف اسکے میرے مہربان | دادرس ہین دال پر ہے اُنکا نام
ہے تخلص اُنکا نادر اور لقب | درگا پرشاد محبت التیام
پیٹ کی خاطر لکھا مینے یہ سال | مین بھی ان باتونکا بھوکا ہون مدام
بس یہی لکھدے قلم لیکر خمیر | ہے عجائب چٹ پٹا طرفہ کلام

قطعۂ تاریخ انطباع چکیدۂ قلم فیض رقم جناب مفتی غلام سرور صاحب لاہوری صاحب کتب متعدد

گلشنِ نازست رنگین نسخہ و نادر کتاب — فی الحقیقت کان لطف و معدن رازست این
وقت طبعش جست سالِ طبع سرور از خرد — شد ندا محبوب نادر گلشن نازست این

قطعات تاریخ اختتام و انطباع از فکر طبع نزاکت آگین منشی بنارسی داس صاحب عملمین قوم کہتری ساکن دہلی خلف الصدق منشی کشن لال صاحب مرحوم کہ بہ منشیگری کوٹھی ساہوکڑوالہ مشہور دہلوی اوقات گرامی بسر کرتے ہین - اور جناب کمالات مآب میرزا فرہاد علی بیگ صاحب سالک کی شاگردی سے ریختہ مین صاحب دیوان مختصر ہوگئے ہین - آدمی نوجوان خوش بیان خوبرو نیک خو خردمند خوش رو پسند ہین ؛

تاریخ ختم ہونے کتاب کی بکرماجیت کے سمت مین ؛

لکھا نادر نے ایسا تذکرہ خوب — جہانمین ہو رہی شہرت ہے جسکی
ہوئی دلکو ہی میرے فکر تاریخ — محبت ہے لسے رکھتا ہون مین اسکی
کہا ہاتف غیبی نے عملمین — ریاض الفیض - لکھ تاریخ اسکی

۱۹۳۲

بسال انطباع بزبان عجمی چنین فرمودہ

دوش دیدم کہ - در غم جانان — مضطر و بیقرار و بد غمگین
ناگہان دلبرے ہویدا شد — مہ لقا خوش ادا و زہرہ جبین
از رہ ناز گفت عاشق زار — بشنو از من کہ میکنم تلقین
نادر روزگار و فخر زمان — تذکرہ ثبت کردہ رنگین
سال تاریخ آن تو نیز بگو — گفت دل مظہر عجائب بین

۱۲۹۳

دیگر بزبان اردو

نادر! واللہ خوب لکھا — تم نے یہہ تذکرہ زنانہ

ہر ماہ جبین و مہ لقا کا	مضمون لکھا ہے عاشقانہ
غمگین نے لکھی ہے اُسکی تاریخ	یارب ہو یہ منظر زمانہ

قطعہ تاریخ انطباع از فکر محبت بنیاد لالہ گنگا پرشاد صاحب متخلص بہ گنگا طالبعلم مڈل سکول لاہور ابن لالہ گنیشی لال صاحب۔ جسوقت میری مہربان بشیر وارد لاہور ہوئے لالہ صاحب نے اُنسے فیض سخنی پایا۔ گو پہلے سے کچھ واسطہ باطنی رکھتے تھے لیکن یہ تازہ رابطہ ہوگیا ؎

جب ہوا انطباع گلشن ناز	سب نے اُسکو کہا صحیفۂ نغز
کہا گنگا نے بے تکلف سال	خوب۔ چھپا کیا صحیفۂ نغز

قطعہ تاریخ انطباع من المطبع رسا۔ ماہر علوم انگلشیہ۔ واقف رموز زبان فرسیہ مودت خصال منشی ہزاری لال صاحب متخلص بہ مضطر سابق ہڈماسٹر مڈل سکول سونی پت ضلع دہلی قوم کایتہ سری باستب ساکن دہلی محلہ روشنپورہ خلف دیوان سریرام صاحب مرحوم مغفور ؎

کہانتک لکھوں اسکا میں حال آہ	قلم کے نکلتے ہیں آنسو سیاہ

بقول شخصے ؎ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد + افسوس صد افسوس کہ بیمار دوست کو ثانی ۱۸۷۶ء میں عازم ملک جاودانی ہوا مجھے بخبر وحشت اثر لاہور میں ملی۔ یادگاری کے واسطے اس موقعہ پر لکھ رکھی۔ خدا اس نوجوان کو اُسکے معصوم بچونکی دعا سے بخشے۔ اور اُسکے بڑے بھائی لالہ چنو لال صاحب کو ان یتیم بچونکے سر پر قائم رکھے۔ جو اُنکی خبر گیری کرتے ہیں۔ آمین

عجب طرح کا تذکرہ یہ لکھا	کہ شہرہ ہے نادر کا ہر ایک جا
لکھی اسکی تاریخ مضطر نے یوں	دلا غنچۂ عقل ہی کھل گیا

قطعہ تاریخ انطباع۔ منجانب مغفل۔ متذکرۂ حصۂ دوم تذکرۂ ہذا یعنی چمن انداز

اس تاریخ مین شاعرہ مذکورنے اُن شاعرہ عورتون کے تخلص مع اپنے ایک مصرع مین جمع کئے ہین۔ جنسے میرے دوست آشنائی رکھتے ہین۔ اور اسکا لطف صرف یارون ہی کو آئیگا ؎

لکھا یہ نادر دوران نے تذکرہ کیا خوب	مشرح حال سبھی عورتونکا جسمین ہے
جو شعرا اچھی ہی کہتی ہین اس زمانہ مین	کلام اُنکا ملا جسقدر وہ اسمین ہے
لکھون جمع وصف مین نادر کا کیا میری ہے مجال	کہ۔ ادنیٰ وصف کی اُنکے مجال کس مین ہے
اثر کی روسے اُدا کو سنائی وہ تاریخ	مثل کہ۔ نازک و بسم اللہ بھی ہو سمین ہے

قطعہ سال الطباع۔ از مولف پیچمان یعنی نادر زدولیدہ بیان ؎

چونادر گلشن نازم شدہ طبع	بشد این عیسوی تاریخ پیدا
طفیل ہمصفیران گلستان	الٰہی۔ غیرت گلزار آباد

دیگر فقرۂ نثر متضمن برشمار شعار گویان متذکرۂ گلشن نازدو گفتارے پنجاہ و سہ شاعرات فارسی زبان ؎ ۱۸۷۶ع

تقریظ ریختۂ خامۂ مودت شمامہ عالم متبحر فاضل دہر سرآمد متکلمین سرگروہ متاخرین۔ جناب کمالات مآب۔ مولوی الفت حسین صاحب شکیبا رپوری۔ متخلص بہ الفت۔ مدرس اول مدرسہ انگلو عربی دہلی زادالله شرفاً۔ صاحب چند نسخہ نظم و نثر مذہبی و نصیحتی و مباحثی وغیرہ جو ۱۸۸۳ء اورینٹل کالج لاہور کے مدرسہ اول تھے مینے اس تذکرۂ شعار النسا کو خوب پاک نظر سے دیکھا۔ واقعی الفت قومی اور محبت جنسی کا مزہ آگیا۔ محبوب مطلوب بھی خوب۔ اور پیرایۂ مقصود بھی خوش اسلوب۔ کیون نہ اثر ہو۔ اب بھی سنگدلونکو۔ خیر نہو تو بیشک سنگ خارا ہین یہ رسالہ بے مبالغہ ایسا ہے کہ۔ خواہی نخواہی زن و مرد کو اسکے پڑھنے کا شوق ہو اور ہر طرح سے دونو کو علم و سخن کا لطف و ذوق ہو۔ دل کیون نہ لگے کہ یہ گلدستہ

ہاتھہ مین ہے۔ جی کسطرح ٹھہرائے کہ۔ ہر ورق صفحۂ بہار و خلخہ در کنار ہے۔
خاصکر ہندوؤنکے لئے اچھا گل صدبرگ ہے۔ مصنف کا شکر ضرور ہے۔ ایسے
ہی صاحبان علم کے ہونیسے دنیا کو فائدہ ہے۔ کہ فیض متعدی رکھتے ہین ورنہ
لیاقت ذاتی فرضی و جوہر چالاکی سے فقط کیا فائدہ۔ وہ تو حکام و اباہون کے
لئے تشہیر ہے۔ چند گھنٹہ تو تے مینا کیطرح ٹین ٹین کرائی اور گھر کی راہ لی
ایسے ہی علوم سے قومی فائدہ بھی متصور ہے۔ جو ایسی تصانیف یادگار چھوڑ
جائین۔ اسی ڈھنگ سے جاہل ہوشمین آئینگے۔ اور عقل پائینگے۔ اسیطرح نادانونکی
آنکھین کھلینگی۔ لیکن چھپائی و صفائی عمدہ چاہیئے۔ سو کسی دولتمند کا کام ہے
کہ۔ اعانت کرے ؎

العمل
من بندۂ الفت حسینم

اخبار کوہ نور لاہور مطبوعہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۷۶ء مین بصفحہ ۲۲ گلشن ناز کا
ریویو چھپا تہا۔ مگر اسوقت وہ پرچہ میرے پاس موجود نہین اس سبب اُسکی
نقل سے معذور ہون +

سفیر پٹیالہ مطبوعہ ۱۰ نومبر ۱۸۷۶ء مین یہ عبارت شایع ہوئی ہے +

تقریظ من بتایج طبع ہذا و فکر عالی جناب مولوی امانت علیصاحب
مدرس قصبہ **بلنت** تحصیل شاملی ضلع مظفر نگر ؎ ؎ ؎

لکھون تقریظ گلشن ناز کی دلمین یہ آتا ہے	اگر خال رخ لیلےٰ سے حاصل کچھہ سیاہی ہو

سبحان اللہ! یہ کیا گلشن ناز ہے۔ جسکا نرالہ ڈھنگ نیا انداز ہے تختہ تختہ
مین گلہاے سو رنگا رنگ جما ہے۔ چمن چمن خوشگو فہاے معنوی سے بہرا
روش روش پر بوے عطر آمیز ہے۔ ہر سو ہواے لطف انگیز ہے سطر سطر
ادلجہنے سے کہلتا ہے کہ۔ یہ چمن زار سراپا بوے زلف مشکین سے بسا ہے۔
رنگینی عبارت مین رنگ حنائی ہے۔ ایک ایک ورق روے زیبا کی صفائی ہے

اکثر مقام پر دل دھوکہ کہاتا ہے صفحہ صفحہ پر سادہ رویون کا خیال آتا ہے +

کیا کہیے یہ کیا ہے یہ گلشن ناز	گلزار جنان کا سا انداز
سطرون سے کہلے ہے پیچ کا کل	گردن پہ ہے اسکے خون سنبل
نقطون سے نظر مین ہے سویدا	یا خال سیاہ روئے زیبا
ہر شعر ہے اسکا شعر گیسو ۔ ۔ ۔	فرق اسمین نہین ہے ایک سر مو

اور کیون نہو؟ چمن آرا اس گلشن بیخزان کا دبیر عطارد رقم بیضا قلم معنی طوطی سنجیدہ بیان بلبل ہزار داستان شہسوار میدان سخنرانی - یکہ تاز عرصہ پہلوی و دری - واقف رموز شعر گوئی - باریک بین دقائق مضامین جوئی - فن عروض مین قادر - اعنی منشی درگا پرشاد نادر +

سحبان زمان زبان اُردو	ہے اُسکی زبان مین جان اُردو

شک نہین ہے کہ نسیم اس گلشن نعیم کی دلہاے پژمردہ کو راحت دے - اور بوی ترغیب سے مشام جان ابناے جنس کا بہرے - کیا معنے؟ کہ - ندرت بیانی شقاق تذکرہ سخنرانی عورات شاعرہ زمانہ سلف و حال کو بہ فصاحت تمام و بلاغت مالا کلام لکھا ہے - اس تلاش عمدہ پر تہ دلسے آفرین ہے - مرحبا ہے سچ تو یون ہے کہ - تعریف کو منہ مین زبان نہین - قلم کو طاقت بیان نہین - فی الواقع ایسی کتاب لاجواب کبھی نہ سنی - اگر خوش مذاقان سخن اسکو عوض گوہر جان خرید فرمائین تو بجا ہے - اور جو پاے چشم سے ہوائی شوق مین اس بوستان معنی کی سیر کو آئین تو سزا ہین ؛ **غزل تازہ** +

عیان ہر شاعرہ عورت کی خوش گفتار ہے اس سے	
	مزہ شیرین کلامی کا ہمین ہر بار ہے اس سے
یہ اک گلزار خوبی ہے سراپا بوئے - معنے سے	

مشام جان ہر اک بلبل کا خوشبو دار ہے اس سے
مذاق آتا ہے ہر فقرہ سے یاں قند مکرر کا
عجب شیریں بیانی ہے کہ یہ تکرار ہے اس سے
بیان ہو اسکی کیا رنگینی فقرات موزون کا
مثالِ لالہ داغی سینہ گلنار ہے اس سے
نہو مجبور کیوں با فرحت ہمین اس باغ رنگیں سے
شگفتہ چون گلِ خندان دلِ سرکار[۵۱] ہے اس سے

تمت

بعون الملک

تحریر تاریخ کاپی ۲۵ اگست ۱۸۸۳ عیسوی

پردہ برداشتم زکار سخن
تا دہد جلوہ گلعذار سخن

بقلم نیاز رقم سید محمد عبداللطیف دہلوی

[۵۱] سرکار مراد ہے راجہ امر سنگھ صاحب بہادر رئیس الملک مطبع واخبار سے رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہست صلاح سرخوان کریم

تکملہ گلشن ناز

تمہید

واہ ہمارے معبود و مسجود کی کیا ذات مبدالاسباب ہے کہ۔ انسان ضعیف البنیان جسطرف کو عنان توجہ پھیرتا ہے۔ اُسیجانب خزانہ غیب سے گنج شائیگان پاتا ہے دیکھو مجمعۂ بیچمدان نے جو یہ زنانہ تذکرہ تیار کیا۔ تو کسقدر ذخیرہ حاصل ہوگیا کہ۔ آجتک دوسرے کو میسر نہین آیا۔ اور روز بروز اُسکے فضل و افضال سے بڑہتا ہی چلا جاتا ہے۔ چنانچہ ۱۸۳۲ء مین جو گلشن ناز چھپا تھا تو اُسمین صرف ترسیٹھ ہی شعرا درج ہوے تھے۔ پھر ۱۸۳۵ء کو چمن انداز کے ہمراہ اسکا ایک چھوٹا سا تکملہ شایع ہوا۔ جسمین آٹھ کا کلام اور لکھا گیا۔ اب ۱۸۳۸ء مین جو یہ تذکرہ کامل از سر نو چھپتا ہے۔ تو اس تکملہ کی تکمیل یہی ہوتی ہے۔ کیا معنی کہ اسمین (۴۹) شعر گویون کا حال بمقال بقدر معلومات لکھا جاتا ہے۔ اور آیندہ اس قسم کی تحریر سے بھی یہہ بیچمدان اُٹھاتا ہے۔ جسطرح شعر گوئی سے تائب ہے ٭ اللہ التوفیق و ہو المستعان ٭

آغاز تکملہ

بانو بیگم - دہلوی کا یہ مطلع اختر تابان سے ملا - اور کچھ حال نہ کھلا - مجبوریہ ہی لکھا گیا +

اگر میسر شود آن روے چو خورشید مرا	بادشاہی چہ کند عوے خدائی نکنم

بلیغہ شیرازیہ کا یہ شعر رسی دہین سے ملا ہے +

شب ساگ کویت بہر جا بیگہ پہلو میزند	روز خورشید آن زمین را بوسہ روے می زند

بنت اصفہانی صبیہ حسام الدین سالار شاہ عباس صفوی کے زمانہ مین یون سخن سرائی کرتی تہی +

روز یکہ طرب بالب و خال تو میکنیم	جان تازہ بفرخندہ جمال تو میکنیم
این جرم کہ زندہ ماندہ ام بے رخ تو	در گردن امید وصال تو میکنیم

بہشتی تخلص سے کوئی گنجہ کی شاعرہ غزل و مثنوی کے آمین کی ماہرہ اس لب و لہجہ سے مترنم تہی +

بر خیز بیا کہ حجرہ پر داختہ ام	از بہرہ تو پردہ خوشی انداختہ ام
با مہ بشرابے و کبابے میساز	کین ہر دو ز دیدہ و دل ساختہ ام

بیدلی خانانہ رنڈی ایران مین تہی - اور اس انداز کے شعر کہتی تہی +

چشم پر خون و خیال خام ان لبہر درد	مجمر پر آتش ست و پارۂ عنبر درد

پری بیگہ نیشاپوری کا یہ بہی شعر ملا - سو لکھا گیا +

سراسر جانی ای باد صبا! در قالب شو تم	سرت گردم در کوئے او بسیار میگردی

تصویر ہندی مرشد آبادی بلقیس خانم نامی السنۂ اردو فارسی کی شاعرہ - میر عشقی کی بیوی تہی - بدیہ گوئی و حاضر جوابی مین لاثانی تہی - ایک روز اپنے بچہ شیر خوار کو لئے مکان کے صحن مین کھڑی تہی اتفاقاً میر صاحب کی سواری آئی - ذات

بابرکات یہ کلام پیوستہ زبان پر لائی۔ مصرعہ

دیدم بدوش آمنہ طفلے پری نزادے	

جسکے جواب باصواب مین یہ خوش گپ یون لب کشا ہوئی۔ مصرعہ +

چون مصرعہ کہ باشد پیوند مستزادے	

الغرض یہ شعر بھی تصویر ہی کا سُنا گیا ہے +

فتنہ زائی منت شناختہ ام	بد بلائے منت شناختہ ام

تنبیہ۔ خزینۃ العلوم فی متعلقات المنظوم کی پانچوین کلید کی اخیر پر جو بحث مستزاد کی بندہ نے لکھی ہے۔ اور اسمین ثابت کیا ہے کہ مستزاد کے ارکان زیادہ شدہ نثر کے فقرے نہین ہوتے بلکہ نظم کے شعر یا مصرع ہوتے ہین۔ اُسکی تصدیق تصویر کا مصرعہ مندرجہ بالا بھی کرتا ہے۔ پس جو لوگ اس نکتہ سے بیخبر ہین وہ گویا باخبر عورتون سے بھی کمتر ہین فافہم

توتی نامی کوئی ایرانی عورت پاکدامنہ تھی جسکا شوہر امرد پرستی پر مائل تھا۔ ایکروز اس عصمت مآب نے دق ہوکر اپنے شوہر کو یہ دوبیت بے بغض ولکین تحریر کیین +

توتی

آن شوخ کہ ہست حسن عالمگیرش	یارب چہ شود تسبے بنجوا بم زیرش
ای خواجہ بیا تا من و تو صلح کنیم	تو با کونش باز دمن با کیرش

اس کلام طنز انظام نے ایسی تاثیر کی کہ۔ اُس مرد نے فعل ناجایز سے فوراً توبہ کی۔ اور باقی عمر اپنی منکوحہ کے ساتھہ عیش وعشرت سے بسر کی +

جانان بیگم دختر نیک اختر عبدالرحیم خان خانان۔ نہایت پارسا تھی۔ جسکے حسن کا شہرہ سنکر شہزادہ سلیم نے شادی کا پیغام کیا۔ خان ذیشان نے اُسکے دانت توڑ بال کتر حضور مین لا حاضر کیا۔ طالب نے بکمال افسوس

جانان بیگم

اُسکی عفت کی آفرین فرما مورد الطاف شاہانہ فرمایا۔ یہ شعر اُسکا ملا ؎

عاشق ز خلق عشق تو پنہان چسان کند؟
پیداست از دو چشم ترش۔ خون گریستن

جہانی

جہانی دہلوی کا یہ شعر اختر تاباں مین شایع ہوا ہے ؎

گل باغ و رخ آن غنچہ دہن ہر دو یکیست
قدر عناے دے و سرو چمن ہر دو یکیست

حاکمی

حاکمی۔ شہر خواف کی حکمران تھی۔ اس انداز کے شعر موزون فرماتی رہتی تھی

کمان ابروے او فکر من زار بلاکش کن
فگن در سینہ ام تیرے و پیکانش دو آتش کن

خجابی

خجابی۔ جرماد قانیہ کے یہ دو شعر اختر تاباں سے ملے ہین ؎

حفظ ناموس تو شد مانع رسوائی من
ورنہ مجنون تو رسوا تر ازین می نیست

بعمر خویش کسی کز تو یک سخن نشنود
اگر کند گلہ از تو شرمسار تو نیست

حسینہ

حسینہ۔ تخلص تھا حسینا بیگم نام زوجہ محمد عباس رفعت مرحوم جو محمد ابوالقاسم محتشم سلمہ مولف تذکرہ اختر تاباں کی والدہ ماجدہ تھی۔ اردو بیشتر فارسی کمتر کہتی تھی ؎

سرشت گردم کجا بوئے تو امروز؟
وصالت شد مرا عید دل افروز

ماہ نو ہر کس بیند بر رخ آنماہ رو
ماہ کامل بگزرد او را بشادی بیگمان

شاد

شاد۔ خاتون دختر امیر علی جلایر نظم و نثر کے نکات سے ماہر کو اختر تاباں والہ آقا بیگم متذکرہ گلشن ناز سے علحدہ خیال کرنا ہے میرے نزدیک ٹھیک ہی ہے۔ کیونکہ یہ شعر اُسکے نام پر لکھنا میرے دعوے کو ثابت کرتا ہے ؎ شکے کہ سر ..... الخیر ؎ دوسرا شعر اسکے نام پر اُس کتاب مین یہ لکھا گیا ہے ؎

حل شد از غم ہمہ مشکل کہ مرا در دل بود
جز غم عشق کہ حل کردن آن مشکل بود

دولت

دولت - تخلص بی بی دولت نام سمرقندی نابینا امیر تیمور کے وقت مین موجود تھی - مذکور ہے کہ جب امیر نے اس شہر کو تاخت و تاراج کیا لشکری لوٹ کا مال اس بیچاری کے سر پر رکھوا کر لائے - یہ آواز بلند شعر خوانی کرتی چلی آتی تھی - اتفاقاً امیر صاحب قبر نے اسکا شعر لاحقہ سنکر اسکو طلب فرمایا اور ارشاد کیا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اسنے جواب دیا کہ دولت حضور نے ارشاد کیا کیا دولت اندھی ہے؟ اس حاضر جواب نے بیدھڑک کہا کہ - اگر اندھی نہوتی تو لنگڑے کے ہاتھہ کیونکر آتی - شاہ ذیجاہ نے یہ لطیفہ نہایت پسند کیا - بہرکیف وہ شعر یہ ہے +

	آتش در شہر سمرقند باد		دین تمر لنگ چو اسپند باد

رابعہ

رابعہ - اصفہانی کے - دو شعر نظر آشنا ہوئے + از انجاست

	دعوتم آنست بر تو کہ (ایزدت عاشق کناد
	بر یکے سنگین دل مہرباں) چون خویشتن

رابعہ

رابعہ - بلخیہ شیرازیہ ہمعصر رودکی - بکتاش نام غلام پر عاشق تھی - چنانچہ اسی بیدادی مین اپنے بھائی حارث نامی کے ہاتھہ سے ماری گئی - فارسی بلکہ عربی شعر بھی اچھے کہتی تھی - جسکی یہ بانگی ہے +

	چو رہبان شد اندر لباس کبود		بنفشہ بگردین ترسا گرفت

تنبیہ - ہان ناظرین باتمکین و سامعین محقق گزین یہ مقام میرے اس بیان کا پورا گواہ ہے - جو گلشن ناز کے شروع پر لکھہ آیا ہون کہ - مردون کے ساتھہ ہی ساتھہ عورتون کی شعر گوئی بھی شروع ہوئی ہے - کیا معنی - جیسا بعض کا اعتقاد ہے کہ - رودکی ہی سے فارسی کی شعر گوئی کا اختراع ہے ویسی ہی دیکھہ لو کہ اسکے زمانہ مین یہ شاعرہ موجود تھی +

زبیدہ

زبیدہ - خاتون زوجہ خلیفہ ہارون رشید عباسی نے اپنے بیٹے کے مرثیہ مین کہا ہے

اے جان جہان! جہان ناخوش بتیو | بغداد پریشان و شوشش بے تو
رفتی تو دمن بتیو ماندم فریاد | تو در خاکی و من در آتش بے تو

زلیخا خانم زوجہ توغ بخش خان ترک جنگ دہلی مین مدفون ہوئی - اسکی ایک مثنوی قصۂ زلیخا دیکھی خوب ہے - جسکا یہ شعر اختر تابان سے لکھا گیا جو نہایت مرغوب ہے ؎

چون نباشی تو شریر و او باش | ہر دو چشم تو جوان شیر قزل باش

زہرہ - لکھنوی خواہر مشتری شاگرد شمس جسکا احوال ہمین انداز مین مشرح درج ہے - فارسی مین یون سخن سرا ہے ؎

ہے ہے چہ حیاست کہ در پیش مردان | پروانہ را بیزم بغلگیر کرد شمع

زینت - تخلص زینت النسا بیگم نام خواہر زیب النسا کا ہے - یہ ہی بانی زینت المساجد دہلی کی ہے جو اسکے صحن مین مدفون ہوئی اور یہ شعر اسکے مزار پر کندہ ہے

ہونس مادر لحد فضل خدا تنہا بس است | سایۂ از ابر رحمت قبر پوش ما بس است

سلیمہ - بیگم زوجہ بیرم خان خانخانان کا یہ مطلع ہاتھ آیا ہے ؎

کاکلت را گر ز مستی رشتۂ جان گفتہ ام | مست بودم زین سبب ہر پریشان گفتہ ام

سیدہ - بیگم سیدانی جرجانی مجہول الحال کا یہ شعر بہار مطبوعہ فسانۂ ثالث مین ہے ؎

مرا در دیست در دل ہیچ درمانم نمیگیرد | چہ گویم پیش بیدردان زور دیگر اخود

تنبیہ ہان اے ناظران بالغ نظر و شان ملاحظہ فرمائی کہ - یہ وہی جرجانی صاحب دیوان ہے جسکا تخلص ملکہ - گلشن نازمین لکھا گیا ہے - اور یہ شعر -

دلے دارم بہ پہلو ہیچ درمانم نمیگیرد - - - - الخ مع دیگر اشعار کے وہان موجود ہے - یعنی پوری غزل اسکی نقل ہوئی ہے - پس جناب حکیم فصیح الدین صاحب رنج کی تحقیقات کو ملاحظہ فرمائیے کہ - کس پایہ کی ہے - مینے اسمین قصور

شاہجہان

صرف اس بات کے ظاہر کرنیکو یہ دو چار سطر میرے سیاہ کی ہین۔ انشاء اللہ تعالیٰ

شاہجہان۔ تخلص نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والی بھوپال کا ہے آپ اردو زبان کے اشعار مین شیرین تخلص فرماتی ہین۔ حضور کی دارالریاست مین نیولا فارسی شاعرون کے پانچ تذکرے نئے تالیف ہوکر چھپی ہین۔ شمع انجمن۔ نگارستان سخن۔ صبح گلشن۔ روز روشن اور اختر تابان۔ نسخہ آخری مین صرف عورتون ہی کا کلام ہے۔ جو بندہ کی نظر سے بھی گزرا ہے۔ اور اُسیکی بدولت یہ تکملہ کامل ہوا ہے۔ کتاب موصوف مین بہت سا کلام فیضی انضمام سرکار دولت مدار کا مندرج ہے۔ مین تبرکاً یہ شعر زیب صفحہ کرتا ہون ؎

اے چرخ! چہ کردی بہ سلیمان و سکندر	کز تو ہوس عیش بود شاہجہان را

شاہی

شاہی۔ گیلانی ناحشہ کا فحش کلام اختر تابان مین موجود ہے۔ بندہ اُسکی تحریر سے معذور ہے ؎

شرم

شرم۔ اختر تابان کے مولف جسا کا یہ اعتقاد ہے کہ۔ یہ کوئی رنڈی لکھنوی زبان اُردو کی صاحب دیوان ہے میرا یہ گمان ہے کہ۔ یہ شاعرہ پاکدامنہ حکیم قمرالدین کی بیٹی متذکرہ ہمین انداز ہے۔ واللہ عالم بالصواب ؎

قامتش سرو و رخش گلفام است	چشم بادام و دو زلفش دام است

شیرین

شیرین۔ تخلص بیگانام جو اُردو زبان کی صاحب دیوان ہے۔ اسکی نو غزلین فارسی زبان کی مجھے ملی ہین۔ جو اسنے خوب کہی ہین۔ اگر یہ کلام اسی کا ہو تو بہت ہی اچھا ہے۔ اسکے کلام سے یہ بہی تراوش کرتا ہے کہ۔ اسکا مذہب شیعہ ہے۔ بہرکیف لکھنو مین یہ شاہد بازاری غنیمت ہے۔ جسکی ایسی طبیعت ہے ؎

زنیکان مرا مشمار	من آنم کہ من دانم
طریق حسن و ظن بگزار	من آنم کہ من دانم

اسیرِ نفسِ عذارم | گنہگار و خطا دارم
انیم کاذب بدین گفتار | من آنم کہ من دانم
رہِ نخوت نمے پویم | ہمی ہر بار میگویم
خراب و زشت و بدکردار | من آنم کہ من دانم
اگر خلقم گند تحقیر | نگردم شاد اے شیریں
بخلوت خالی از اغیار | من آنم کہ من دانم

صراحی - تخلص محترمۃ النساء خانم دختر میر علی اکبر شہندی زوجہ میر مرتضی شاہ یہ شعر ملا ہے ؎

صراحی گر غمی داری ز بخت سرنگون خود | قدح را ہمدم خود ساز و خالی کن ز خون خود

صراحی

فاطمہ - تخلص کسی شاعرہ نکاتِ علوم کی ماہرہ خراسانیہ کی یہ رباعی پسندیدہ ہاتھ آئی ہے ؎ دوبیتی ؎

اے! از تو وفا و مہربانی نایاب | بے وصلِ تو لذتِ جوانی نایاب
وصلِ تو حیاتِ جاودانی لیکن | مانندِ حباب زندگانی نایاب

فاطمہ

فاطمہ - تخلص بی بی فاطمہ سام نام دہلوی قدس سرہٗ حدیقۃ الاولیا مولفہ مفتی غلام سرور صاحب لاہوری مین اس عورت صالحہ قانعہ عارفہ کا ملہ کا یہ کلام نصیحت انضمام نظر آیا - جو یارانِ معنی طلب کو سنایا گیا - اور پارسا موصوفہ حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ علیہ سے پہلے گزری ہے -
چھ سو تینتالیس ہجری مین اسکی وفات لکھی ہے ؎

فاطمہ

ہم عشق طلب کنی و ہم جان خواہی | ہر دو طلبی و لے میسر نشود

فصیحہ - خانم ہراتی شاہ عباس قاضی کے زمانہ مین حبیب اللہ ترک اصفہانی سے نکاح کر اکبر شاہ کیوقت ہند مین آسودا گری کرتے کرتے مر گئی یہ کلام اسکا ہے ؎

فصیحہ

روزیکہ بخوان وصل مہمان گشتم | شرمندہ ز انتظار ہجران گشتم

زان چشمۂ حیوان کہ کشیدم آبے | از زندگی خویش پشیمان نشدم

قرۃ العین - زرین تاج اُم سلمہ خلیفہ باب اللہ مخترع مذہب بابی - میرزا محمد صالح ایرانی مجتہد کی بیٹی علم مین طاق صاحب دیوان ہونیسے مشہور آفاق تھی یہ مطلع اُسکے دیوان کا ہے ؎

لمعات وجہک اشرقت بشفاع طلعتک اشرقا | زچہ رویہ است برکم ترنی بزن کہ بیخبرے

کاملہ - بیگم دہلوی پاکدامنہ اکبر شاہ کے زمانہ مین تھی جسنے فیضی کے مرنے مین کہا ہے ؎

فیضی نخورد زین غم کہ دولت تنگی کرد | یا پائے امید عمر تو لنگی کرد
منجواست کہ مرغ روح بنیرنگ دوست | زین واسطہ از قفس تن آہنگی کرد

کنیز فاطمہ - والدہ شاہ سلیمان کابلی کا یہ شعر نظر آیا ہے ؎

سیزدکہ فخر بر دو آسمان بدر و نم | کنیز فاطمہ و مادر سلیمانم

کوکب - تخلص ستارہ بانو نام نیک انجام - دختر مصلح الدین سعدی شیرازی کا یہ مطلع ہاتھہ آیا ؎

عشق بازان را دو سوے قبلہ آن کو کنید | ہر کجا محراب ابرو دلبرے نماید رو کنید

گلبدن - بیگم دختر بابر شاہ بادشاہ ہند کا یہ شعر ہے ؎

ہر پیر دلے کہ او با عاشق خود دمساز است | تو یقین میدان کہ ہیچ از عمر برخوردار نیست

گلچہرہ - بیگم شاعرہ ممدوحہ ہمایوں بخن سرا تھی ؎

ہیچ کہ آن شوخ گلرخسار بے اغیار نیست | راست بجز دست آنکہ در عالم گل بیخار نیست

گلشن - اس شاعرہ مجہول الحال کی یہ مقال ہے ؎

بخیال قد رعنائی تو ای عبرت گل | سرو آہے ست کہ از سینہ گلشن برخاست

ماہ - یا ماہ لقا - جسکو بہ تخلص چند اچمن انداز مین زبان اردو کا پہلا

صاحب دیوان عورتو مین لکھا ہے - فارسی زبان مین یون گوہر ریز تھی ❊

گر نی میکند یار تبسم لعل جانان را	کہ آن لب را بخون عاشقان رنگین نمی سازد
بروز حشر الہی چو نامۂ عملم	کنند باز کہ آن روز باز خواہ منست
بکن مقابلہ آن را بسر نوشت ازل	کمی و بیشی اگر باشد آن گناہ منست

ماہی - خواہر ملا شاری کے نام پر اختر تابان مین یہ ہی شعر لکھا گیا ہے - جو بندہ نے آقا یکہ کے نام پر لکھا ہے - یعنی - اشکے کہ سر ... الخ دیکھو دلشاد کا ذکر محررہ بالا ❊

محترم - تخلص دختر ملا علی مشہدی زوجہ میر مرتضےٰ ارتمانی - یہ وہی شاعرہ ہے جسکو تخلص صرامی اوپر لکھا آیا ہون بعض نے اسکو اس تخلص سے بہی لکھا ہے - مگر وہی صحیح معلوم ہوتا ہے ❊

محوی - قمی - عربی و فارسی کی شاعرہ کا یہ کلام ہے ❊

نیست تا ین خال سیہ بیت ابرویت حوشت	نقطہ از کلک قضا در انتخاب افتادہ است

مخدومہ - یزد کی پردہ نشین عصمت کا یہ کلام محبت التیام ہے ❊

شب غربدہ با محنت ہجران کردم	با او دل و جان دست گریبان کردم
چون دیدم آن رو سے خلاصی مشکل	جان دادم و کار بر خود آسان کردم

مدینہ - مغلانی کے نام سے یہ شعر ریاض قصاید مین مرقوم ہے -

تہمتنی کہ - نہد زین - گر بہ پشت سمند	ہزار رہمن و
امیر اعظم و لقمان خرد ارسطو جاہ	کہ نام مہ

مستورہ - تخلص ماہ شرف نامی گرد ستانی پاک دامن نے سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین وفات پائی - اختر تابان والہ کو بہ ہدایت مطبوعہ طہران سے ہاتہہ آئی - یارون نے بہی کی یہ ہی سخن سرائی ❊

پیش بالاے بلندت بچمن از سرِ شرم | سرو پوشید بخود کسوت کوتاہی را
می سوزم و می نالم و پیوستہ بہجرت | رحمے بدل و جانم دست من و امانت
دل خستہ و محزونم از نرگس بیمارت | سرگشتہ و مجنونم از زلف پریشانت

نظیر مرزا امان اللہ بیگ شیرازی کی بیوی یون سخن سرا تھی ✣

مگر آن سرو خرامان سوے چمن می آید | کز چمن بر ایکہ مشک ختن می آید
شوخ عاشق کش من اینہمہ بیباک مباش | کہ ہنوز از لب تو بوے لبن می آید

نہانی - اصفہانی - آتون خاتون سلطان حسین مرزا یون گویا تھی ✣

از ہر دو طرف در طلسم زلف نگارت | در زہد و ریا سبحہ و زنار بنا شد

ہما - افراسیاب بیگ خان ترک جنگ کی بیٹی کا یہ شعر ملا ہے ✣

زخونم چہرۂ قاتل چو افشان وقت رنجش شد | زخش یک سادہ قران بود از خونم ترجم شد

یاسمین بو - سمرزا عسکری اور اسفانی میرزا مہدی اقبال شیرازی کی تھی - جب سکا شوہر گلبرگہ واقعہ دکن مین مرگیا - تو یہ کسی امیر کے ہمراہ دہلی مین آئی ... کی علاوہ ثلث - نسخ - شفیعہ اور نستعلیق خطوط خوب لکھتی تھی - یہ اُسکی ... کی نشانی رہی ✣

... چہ معنی دارد | صورت میش چہ معنی دارد
... ن بہ ادا | اے ستم کیش چہ معنی دارد

... ہمگر (پیوند کنندہ) شیرازی کی بیوی نہایت کریہ ... مصرعہ کہا ✣

... دلیل و نہار سے بودہ است

... البتہ مجھ سے پہلے ہوا ہے مگر تجھ سے پہلے ہر گز نہیں

ہوالنادر

چمن انداز

یعنی مرآۃ حیالی نامی تذکرہ النساء نادر ہی کا دوسرا حصہ جسمین
زبان اُردو کی شاعرون کا ذکر ہے

مولفہ

عجز بنیاد درگا پرشاد کھتری دہلوی پنشنر سررشتہ تعلیم ممالک
پنجاب جسکی تصنیف و تالیف سے کتب ذیل پہلے چھپکر شایع ہوئی ہین +
مطلع الحساب - نکات الحساب - معلم المبتدی - شجرہ خانیدان
تیموریہ - گلدستہ اخلاق یعنے ناصریکا خلاصہ مع ترجمہ و فرہنگ
تشریح طالع نامہ - رسالہ شطرنج - مختصر قصہ ممتاز - قصہ مہر و ماہ
ترجمہ رسالہ نحو فارسی مع ترجمہ رسالہ کافی در علم قوافی - خزینۃ العلوم
فی متعلقات المنظوم - اور یہ ہی تذکرہ جو پہلے حصہ حصہ چھپا تھا
اب مکرر تکملہ کی تکمیل اور ضمیمہ کی ایزادی سے مجموعتاً

سنہ ۱۸۸۳ع کو

دہلی کے اکمل المطابع مین سید فخر الدین مہتمم کے اہتمام سے چھپا

چمن پیرائی قلم معجزبیان بتسوید حالات چینی نسوان

تمہید

اللہ اللہ وہ ذات جامع الصفات کیا مسبب الاسباب ہے جسکا وصف بے پایان عشر عشیر بھی زبانِ قلم و لسان سے ادا نہین ہوسکتا - مینے پہلے حصّہ مین لکھدیا تھا کہ چین کی مستورات کے حالات مین کوئی کتاب اُردو زبان مین موجود نہین ہے ورنہ اُنکا احوال بھی لکھتا - اب اس کتاب کے چھپتے چھپتے اودہ اخبار مطبوعہ ۷ ستمبر ۱۸۷۶ع مین ایک مضمون نے مفید مطلب ملگیا - جسکا مدعا ہے کہ چین مین ایک کتاب مسمّی بہ **توشن** یعنی ہدایت نسوان مروج ہے - جسکے بموجب وہان بخوبی عمل درآمد ہوتا ہے + اُسکے چند قاعدون کا ترجمہ جو نہایت مفید و بکار آمد ہر شہر و دیار اور ہر قوم و ملت روزگار ہے - ہدیہ ناظرین باتمکین کیا جاتا ہے +

لب لباب خلاصہ توشن اعنی ہدایۃ النسوان

لڑکیون کو لازم ہے کہ - بڑی بھائیون اور بہنون کو بجاے والدین کے سمجھین - بزرگون کو صبح شام سلام کرین - ہمیشہ اُنکی رضا جو رہین - اگر وہ ناراض ہوکر کچھ کہین تو سر جھکا کر سنین اور جواب ندین - بلکہ آیندہ اُس سے دست بردار رہون جو ناراضگی کا باعث ہوا + لکھنے پڑھنے مین کوشش کرین - متقدمینون کی تصنیفین دیکھین - مگر وہ کتابین نکھوا لین جنمین عشقیہ مضامین ہون + حساب کا سیکھنا ایک امر ضروری ہے - ورنہ مصارف خانگی کی نوشتخواند مین محتاج رہین گی + یہ جوہر ذاتی پیدا کرین - نرم گوئی - کم گوئی نیک خلقی - آہستہ روی تعمیل ارشاد بزرگان + جو باتین آگے بتائی جاتی ہین اُنکا

ترک کرنا لازم جانین۔ سخت کلامی۔ ترش روئی۔ بیحجابی۔ بیباکی۔ عدول حکمی۔ اور جوابدہی بحکم والیان ۔ جب لڑکیون کی شادی ہوجائے تو انہین والدین کی یاد فراموش نکرنی چاہئے۔ بلکہ خاوند سے اجازت لیکر گاہے ماہے اُنکی خدمتین حاضر ہوا کرین۔ ساس سسر کی تعظیم بھی مثل والدین کے کرین۔ فروتنی کی عادت پیدا کرین۔ بزرگون کی اطاعت فرض جانین۔ تلوّن مزاجی سے باز رہین۔ رستہ چلتے پیچھے پھر پھر کر نہ دیکھین۔ جب گھر مین مرد آئین۔ مستورات کو علیحدہ مکانمین ہوجانا ضرور ہے۔ مردون کیطرف حسرت و حیرت کی نگاہ سے دیکھنا بُرا دستور ہے۔ بلکہ جو لگائی مرد کی جانب آنکھ اُٹھاکر نہ دیکھے وہ بڑی ذی شعور ہے مستورات کو لازم ہے کہ مندرون مین بجائین۔ قہقہہ مار کر نہ ہنسین۔ سادی وضع کا لباس رکھین۔ بیش قیمت زیور کی طمع نکرین ۔ جو بیوہ عورت اپنی ہیئت کرائی کو ایسا تبدیل کرے کہ۔ بالکل خاکسار ہوجائے حتی کہ لوگون کو اُسکی صورت سے نفرت ہوا کرے ۔ جسطرح لڑکیون کو والدین اور بھائیون کی اطاعت اور جوانون کو خاوند کی فرمانبرداری و متابعت فرض ہے اسیطرح ضعیفہ کو اپنے فرزند ارجمند کی رضاجوئی مقدم ہے ۔

ترغیب تعلیم نسوان بہ اہل ہند

دیکھو چین کی ولایت مین بھی کیا عمدہ قاعدے مستورات کے لئے مقرر ہین۔ کہو انکی پابندی سے کیا عمدہ نتیجہ نکلتا ہوگا۔ اگر ہمارے دیسی بھائی بھی اسپر غور فرمائین اور تعلیم نسوان کی ترقی مین کوشش کرین تو کیا اچھی بات ہو ۔ دیکھو جسوقت ہندوؤن کا دور دورہ تھا اُسوقت اسکی کسقدر ترقی تھی جسکا حال بھوج پربندھ وغیرہ سے پہلے حصہ مین لکھا گیا۔ پھر مسلمانون کی حملہ آوری

نے اس سررشتہ کو معدوم کردیا۔ زان بعد سرکار انگلشیہ کے ظل حمایت مین کمپنی بہادر کا عہدہ ہوا تو تعلیم کا سلسلہ بھی کھلا۔ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد جو حضور ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ زاد اللہ سلطنتہا نے ہندوستان جنت نشان کی باگ حکومت دست مبارک مین سنبھالی۔ اس محکمہ نے زیادہ رونق پائی + اب جو یکم جنوری ۱۸۷۷ء سے حضور ممدوحہ بلقیس زمان مریم دوران فرمانروای انگلستان و ہندوستان نے اپنے سال جلوس کے انتالیسوین برس مین شاہنشاہی کا خطاب منظور فرمایا ہے۔ تو یقین واثق ہے کہ اسملک کی بہبودی کے واسطے تعلیم کیطرف زیادہ توجہ ہوگی

یادگار قیصری کا اہتمام ہے
مدعاے اصلی پر جانیکا انتظام ہے

اگرچہ اس مقام پر دل عقیدت منزل تو چاہتا تھا کہ تاریخ مذکور الصدر کو جو دربار دربار دہلی مین نواب معلی القاب حضور وایسرائے صاحب بہادر گورنر جنرل ہند یعنی امیر کبیر لارڈ لیٹن صاحب بہادر زاد اللہ شرفاً نے بحضوری جملہ راجگان ذی شان ونوابان رفیع المکان مع والیان قرب وجوار ہندوستان منعقد فرمایا تھا۔ اُسکا مفصل حال ابتدا سے انتہا تک قلم بند ہو۔ لیکن پھر جو خیال کیا کہ۔ اُسکی تحریر کو تو ایک دفتر کا دفتر چاہیئے۔ اگر تو صرف معاملات چشم دید ہی لکھے تو بھی سو جز کا غذ سے کم مین نہ سمائین۔ چنانچہ دس دن مین بیس جزون کی کئی کتابین اس بیان مین شایع ہوگئی ہین۔ مگر اُنکے دیکھنے سے طبیعت مطمئن نہین ہوتی۔ کیونکہ کہ۔ اُنمین نہایت اختصار سے ایک بیان کیا گیا ہے۔ پس اسکے بیان مین اپنا مطلب بیجائیگا۔ اسی واسطے ان چند سطرون ہی کو یادگار دربار قیصری جسکا نظیر پیر فلک نے بھی شاید اب تک نہ دیکھا ہوگا۔ سمجھکر مدعا نگاری پر آمادہ ہوتا ہون۔

شعر

اے کارساز قبلۂ حاجات کارہا — آنمازکردہ ام تورسانی بانتہا
دیگر گرخطاے رفتہ باشد درکتاب — فاریا برمن مکن نظرِ عتاب

زمزمہ سرائی خامہ ہزار دستان
بہ تحسر اشعار شاعرات اُردو زبان

واضح رای علوم پیرائے ناظرین باعزو شان ہو کہ۔ ہندی کے حروف تہجی کل باون ہین۔ ازانجملہ بالاتفاق تین حرف خاص سنسکرت کے ہین۔ اور دو یعنی لری لری بھی بھاکھا مین بہت ہی کم آتے ہین۔ دس حرف مرکب ہین۔ ننا یعنی نون چار طرحکا ہوتا ہے۔ مگر اُردو فارسی مین ایک ہی آتا ہے پس اٹھارہ حرف گویا اُردو مین نہین بولے جاتے۔ باقی چونتیس حرف ہندی و اُردو زبان مین اشتراک لکھتی ہین۔ ہان اُردو مین ث س ص تین حرف ہین اور ہندی مین صرف ایک ستا۔ اسی سبب سے اس حصہ مین چھتیس دیفین لکھنی مناسب معلوم ہوئین۔ مگر ایسا تخلص یا نام کسی شاعرہ کا نہین ملا۔ جسکا سر حرف ڑ اور مشقلہ ہندی ہو۔ پس پنتیس دیفون پر اس رسالہ کو محدود کیا ؎

بندہ نے بخوف طوالت شاعرون کا حال نہایت ہی اختصار سے لکھا ہے پہلے مسودہ مین بہت طول طویل تھا۔ اُسکو فضول سمجھکر چھوڑ دیا۔ اسپر بھی اُس واحد لاشریک کی عنایت بیغایت سے یہ کتاب لاجواب اسقدر ضخیم ہو گئی ہے کہ۔ آجتک اسقدر اس بیان مین کوئی رسالہ نظر نہین آیا۔ بلکہ فارسی گو مستورات کا تذکرہ جواہر العجایب اور اُردو فارسی گویون کا ملا جلا بہارستان نامہ ہی چھپا ہے۔ مگر یہ دونو سے کئی حصہ بڑھا ہوا ہے۔ ہان اب اگر کوئی اور

صاحب ہمت ہمت کرے۔ تو اسکو کسیقدر اور زیادہ کرے۔ کیونکہ میںنے کچھ تمام زمانہ کی شعر کہنے والیون کو توفر اہم نہین کیا۔ بلکہ صرف نمونہ کیطور پر جھانتک ہوسکا لکھدیا۔ اللہ بس ماسوا ہوس ہے

ہر کہ نام زندگان آرد بیاد		نام نیکش در جہان آباد باد	

الف ممدودہ کی ردیف

آرایش تخلص کی کوئی مجہول الاسم کبھی بازار دہلی کی زیبایش بڑھاتی تھی۔ اب کسی کے گھر کی نمایش کر رہی ہے۔ اس نے یہ شعر اپنے حسب حال کہا ہے ؎

جوانی مین بھلی معلوم ہوتی تھی یہ آرایش		بڑھاپے مین تو مہندی مسی کی ہے خجالت زیبایش	

آرایش

الف مقصورہ کی ردیف

اچپل تخلص مہنگن جان نام کسی چلبلی عورت کا صرف ایک ہی شعر ہاتھ آیا اسکے مزاج کی اچپلاہٹ کو دیکھئے کہ۔ چلبلاہٹ کے مارے اپنا احوال بھی ظاہر نہ ہونے دیا۔ خیر اسکے کلام ہی کے چلبلے پن کو دیکھکر اسکے اچپلے پن کو سمجھلو ؎

ہے عیش اُسکے جیکو۔ اجی غم بہت ہے، یان		شادی ہے ہان جائی ہے ماتم بہت ہے یان	

اچپل

اختر تخلص ہے نواب اختر محل نامی گرامی کا اور یہ نیک اختر تیموریہ خاندان کی ہے جسکا اختر طالع ابتک اوج فلک نام آوری پر درخشان ہے۔ اور کیون نہو کہ یہ بلند اختر مضامین نعتی و منقبتی کی شاغلہ ہے۔ قدسی قدس سرہ کی غزل کو اسنے کیا اچھی طرح تضمین کیا ہے جسنے ریختی کا مزہ بھی چکھا دیا ہے۔ عام شعر بھی اس اختر برج نکوئی کے عام پسند ہین۔ عاشق مزاجون کے دلون کے پیوند ہین ؎

اختر

خمسی اختر - در نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

تجھ پہ قربان ہوں اے ہاشمی و مطلبی ! | کہ ہے مشہور دو عالم تیری عالی نسبی
دیکھ رتبہ کو ترے شوکتِ افلاک دبی | مرحبا سیّد مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت کہ عجب خوش لقبی

وہ ترا نور ہے ماہِ فلکِ مہرِ کرم | تیرے جلوہ سے منور ہوئے دونو عالم
تاب یوسف کو کہاں ہے کہ ترے دیکھے قدم | من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

واہ کیا درجہ ہے ۔ کیا شان ہے ۔ اور کیا رتبہ | خالقِ ارض و سما خود ہے ترا مدح سرا
انبیا کہتے ہیں سب صلی علی صلی علی ۔ | نسبتے نیست بذاتِ تو نبی آدم را
برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

تو ہے منسیانِ کرم اور سحابِ اکرام | بھر دیا موتیوں سے دامنِ امید انام
بار آور ترے باعث سے ہے نخلِ اسلام | نخلستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
زان شدہ شہرہ آفاق بشیرین رطبی

سب سے پہلے کیا پیدا تجھے اللہ نے نور | پردۂ ذات میں اُس نور کو رکھا مستور
اور اُس نور کا اظہار ہوا جب منظور | ذاتِ پاک تو درین ملک سب کردہ ظہور
زان سبب آمدہ قران بزبانِ عربی

ہے ترے نور سے پُر نور زمین و بدشت | گلشنِ چرخ ہے تیری ہی ثنا سے گلگشت
تیری ہی دم سے ہیں خلاصہ جہاتِ ہشت | شبِ معراج عروجِ تو ز افلاک گذشت
بمقامی کہ ۔ رسیدی نرسد ہیچ نبی

قدسیاں آنکھیں بچھاتی ہیں ترے زیرِ قدم | خاک کیا تیری ہی ہے سرمۂ چشمِ عالم

بخشدیجو مری تقصیر پرائے شاہِ امم! | نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگِ کوئی تو شد بی ادبی

سختیِ حشر سے گھبرائیگی جب مخلوقات | اور نہ بن آئیگی ای ابرِ کرم کوئی بھی بات
انبیا سب کہینگے کہ۔ ای ابرِ نجات! | ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آبحیات
لطف فرما کہ۔ زحد میگزرد تشنہ لبی

ہوگئی لہو لعب میں مری عمر بسر | یاد خالق میں نہ مصروف ہوئی میں دم بھر
گھستی ہوں ناصیہ عجز کو تیری در پر | چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
ای قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی!

دردِ عصیاں سے سبب سے ہے میرا بیمار چلی | اور بچنے کی نہیں سوجھتی تدبیر کوئی
عرضِ اختر کی بھی قسمت سی کیطرح سے ہی ہی | سیدی انت حبیبی و طبیبی قلبی!
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درمان طلبی

اختر کے متفرق اشعار پسندیدۂ عاشقِ زار

آستان پر تری پیشانیکو گھستے گھستے | سر ہی غائب ہوا جسمیں کہ ترا سودا تھا
اک آہ شعلۂ سے دلکو جلا دیا | لو آج تنے اسکا بھی جھگڑا مٹا دیا
لکھکر جو میرا نام زمین پر مٹا دیا | اُنکا تھا کھیل خاک میں ہمکو ملا دیا
خط لے کے نامہ بر سے جو ٹکڑے اڑا دیا | غیروں نے آج اُنکے تئیں کچھ پڑھا دیا
تقصیر یار کی نہ قصور عدو ہے کچھ | اختر ہمارے دل ہی نے ہمکو جلا دیا
تیغ نگاہِ یار کا دونو یہ وار ہے | مُدّت سے اِدھر مگر ہے اُدھر دل نگار ہے

اسیر تخلص ہے مسماۃ امیر بیگم نام کا۔ جو شاہ فخر الدین احمد صاحب دہلوی کے سلسلہ شاگردی میں اسیر بیگمات چغتائی کے زمرہ میں امیر۔ بدیہہ کو مبیظیر حاضر جواب

امیر

خوش تقریر ہے۔ ایک روز میرے کسی مہربان نے اس شاعرہ کو یہ مصرع سنایا ؎ بیقراری قرار ہے اپنا ؎ اس لطیفہ گو نے فوراً پیش مصرع بہم پہنچایا۔ بلکہ ایک بیت اور اسمین شامل کردی ؎ وہو ہذا ؎

عشق دارو مدار ہے اپنا		بیقراری قرار ہے اپنا	
خاک مین مل گئی وجیہہ اسیر		اُنکے دل مین غبار ہے اپنا	

اشک تخلص کسی شہزادی کا ہے جسکا دہلی مقام ہے۔ اور اس طرز کا کلام ہے ؎

نہ بوسہ دینا آتا ہے نہ دل بہلانا آتا ہے		تجھے اے کافر ترسانا فقط ترسانا آتا ہی	
کسی عاشق کا بیشک امتحان ہی مین نمانوں کا		کہ۔ شانہ تیری زلف تک اتنا بیباکانہ آتا ہے	

امراؤ جان متخلص بہ خود کوئی لکھنؤ کی شاہدبازاری سخن کی گرمبازاری اسطرح پر کرتی ہی ؎

گر مجکو سر کا کل خمدار نہوتا		تو مین یون بلاؤ نمین گرفتار نہوتا	
پلادی ساقیا زورون پہ ہی عالم جوانی کا		لگادے خم میرے منہ سے شراب ارغوانی کا	
نقاہت کو مری ناطاقتی مجھپر رولاتی ہے		ہنساتا ہے ضعیفی کو مرا عالم جوانی کا	
یہ دل جیسے کہ خلوتخانہ اُس آئینہ رو کا ہی		ملا ہے دیدۂ حیران کو عہدہ پاسبانی کا	
امراؤ کیا کہون کہ شب ہجر نیش غم		چبھتا رہا ہر اک رگ جانمین سر تلک	

امراؤ تخلص حسینی بیگم نام کسی پردہ نشین دہلوی کا کلام ہے ؎

باغ عالم مین چھڑانا تھا اگر اپنون سی		پہلے ہی سبزۂ بیگانہ بنایا ہوتا	
گرچہ منظور نہ تھی خانہ نشینی میری		تو مجھے ساکن ویرانہ بنایا ہوتا	

امراؤ جان بنت امیر جان معروف بہ علی بخش والی۔ شاہدبازاری۔ دلی کی مشہور ڈیرہ دار ہے۔ اُٹھتی جوانی نئی جوبن کی بہار ہے۔ کہتے ہین اُسکی یہ طرز گفتار ہے ؎

آئے امراؤ دن ترے اچھے		دان بدن مفلسی جو گھٹتی ہے	

امیر جان متذکرۂ بالا کے نام کا یہ شعر گوش آشنا ہے ؎

لہ صاحب بہارے جو لیسری دفعہ سنہ ۱۲۷۲ ہجری مین از سر نو بہار دلہای تو مسودہ مرتب فرمایا لہ یہ غزل کسی اور شاعرہ کی ہر لمراستہ

غصہ سے چہرہ میرا گل نار ہو گیا | بس بار مجھ کو طعنۂ اغیار ہو گیا

تنبیہ واضح رائے مشتاقان سخن ہو کہ میری مہربان نیک ساس میر عباس صاحب تاجر کتب دہلی نے یہ دو نو شعر علی بخش والیون کے مجھے سنائے۔ اور اس کتاب میں درج کرائے ہیں۔ افسوس اسی سال یعنی ۱۲۹۵ھ ہجری میں جبکہ یہ رسالہ اول دفعہ چھپا تھا میر موصوف نے وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امیر تخلص اور نام کسی لکھنوی گانے والے کا ہے جسکا یہ کلام ہاتھ آیا ہے۔

جسکو نظر کے دیکھنے سے جان جاتی ہے | اُسی طرف کو نظر بار بار جاتی ہے
یہ بغض تھا کہ بچھوڑا تمہارے کوچہ میں | صبا لئے مرا مشت غبار جاتی ہے
یہ محو دید رخ گل ہے بلبل شیدا | نہیں خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہے

با عربی کی ردیف

بستی نامی آگرہ کی قصبہ کا صرف یہی مطلع نظر سے گزرا۔

بستی ضرور چاہیے اسباب ظاہری | دنیا کے لوگ دیکھنے والے ہوئے ہیں

بسم اللہ تخلص اور نام ایک عورت ہندی نژاد کا ہے جسکی والدہ ولایت زاد ہے۔ عدد بعد عالم پیشہ سے کنارہ کش ہو کسی سے نکاح کر لیا ہے۔ یون عیش مباح روا رکھا ہے۔ میر عنایت فرما منشی انعام اللہ صاحب سے مشورہ سخن ہا۔ یہ کلام اُسکا برای یادگار لکھا گیا۔

بسم اللہ جان عشق میں قربان کیجئے | مانند زلف دل کو پریشان کیجئے
تیری الفت میں یہ حاصل ہوا ہے | کہے مضطر ہے دل گاہے تپاں ہے
تکیے ناز حسن عارضی پر | نسمجھو یہ بہار بے خزاں ہے

بیتاب نامی دہلی کی ایک مغنیہ تھی۔ جو کلاب سنگھ آشفتہ سے ربط ضبط رکھتی تھی۔ ایک روز آشفتہ آشفتہ مزاج نے اُسکی مفارقت اتفاقی سے اپنے گلے پر

خنجر پھیر لیا۔ یون زندگی کا قصہ پاک کیا۔ مگر واہ سے جذبۂ عشق کہ۔ دلبر ستی ہی مسیحائی کو دوڑا۔ مگر خویش و اقارب نے بہانہ دیوانگی گھیر لیا۔ ناگزیر اپنے مفتونکا یہ شعر پڑھنے لگی سے دل ناشکیب کی تسلی کرنے لگی ؎

بچتا نہیں ہے کوئی بھی بیمار عشق کا	یارب نہو کسیکو یہ آزار عشق کا

الغرض یہ شاعرہ اُسی روز ممنوعات سے تائب ہوئی۔ اور چھ مہینے کے عرصہ میں اپنے محب صادق کی روح سے جا ملی۔ اس موقعہ پر نواب نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ متخلص بہ غالب معروف بمیرزا نوشہ صاحب مرحوم مغفور کا فرمودہ کیا برجستہ صادق آیا ہے

کی میری قتل کے بعد اُسنے جفا سے توبہ	ہائے اُس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

انتباہ حضرت کے نام نامی سے یاد آگیا کہ اُنکی تاریخ وفات کسی شاعر نے برگل غالب و برگل غالب ۱۲۸۵ھ۔ نہایت عمدہ تجویز کی ہے۔ ہیچمدان نے بھی دو بیتیں عرض کی ہیں وہ بھی اسموقعہ پر لکھتا ہون ؎

تاریخ وفاتِ غالب ۱۸۶۹ء

اسد اللہ خان بہادر را	چون اجل پیش حق تعالیٰ بُرد
گفت نادر خود از سر افسوس	غالبِ بے مثال آہ بمرد

خیر کہتے ہین کہ۔ بنو آشفتہ کے غم ہجر مین بعارضۂ دق مبتلا ہوئی کسیکے معالجہ سے افاقہ نہوا تو اپنا دکھڑا یون رویا ؎

مین تپ غم سے جلون۔ اور یہ کرین جی کا علاج	ہو سمجھ اُلٹی طبیبونکی۔ تو اسکا کیا علاج

الغرض یہ شعر اس کے مشہور ہین۔ تذکرون مین مسطور ہین ؎

چھوکر مجھکو کہان اے بتِ گمراہ چلا	تو چلا کیا کہ دل بھی تیری ہمراہ چلا
چھوٹ گیا غم سے مرا کشتۂ ابرو مر کر	اک چھری میرے گلے پر بھی مری آہ چلا

موت آتی ہے نے زیست کا یارا مجکو — ہائے آشفتہ تیری مرنے نے مارا مجکو
موت پر بس نہین چلتا ہے کرون کیا ورنہ — تو نہین ہے تو نہین زیست گوارا مجکو
اب کسی چین کہان عیش کدھر بستر خواب — نہین مخمل بھی کم از بستر خارا مجکو
کیا ہوئی ہائے فغان کی تیری شور انگیزی — لیچلے تجکو تو تونے نہ پکارا مجکو
نعش آشفتہ کو بیرحمون نے پھونکا آگ سے — تش غم بھی جوانان مرگ کی کچھ کم تھی

بہو معروف بہ بہو بیگم صاحبہ مرحومہ محل خاص نواب یوسف علیخا نصاحب بہادر مغفور

ناظم الی رامپور یون گوہر فشان ہین سبحان اللہ کیا شیرین زبان ہین ؎

شب بزم ملاقات مین ہر چند یہ چاہا — قطعہ — آنکھین تو لڑاؤن ذرا اُس شوخ قمر سے
پر خوف مرے دل مین یہی آیا کہ ہے ہے — نازک ہے نہ دب جاے کہین تار نظر سے

بیگم اس تخلص کی تین شاعراون کا کلام اسوقت پیش نظر ہے - جو بالتفصیل یا رون

کی نذر ہے - **اول** میر محمد تقی کی بیٹی لکھنوی یون سخن سرا ہے - اللہ اللہ کس لب ولہجہ سے گویا ہے ؎

برسون سر گیسو مین گرفتار تو رکھا — لو کہتے ہو کیا تمنے ہمین مار تو رکھا
کچھ بے ادبی ہے نہ کی یار سے شب بھر — ہان یار کے رخسار پہ خسار تو رکھا
اتنا بھی غنیمت ہے تیری طرف سے ظالم — کھڑکی تہ رکھی وزن دیوار تو رکھا
وہ ذبح کرے یا نکرے غم نہین مجکو — سر سامنے تہ خنجر خونخوار تو رکھا
اس عشق کی ہمت سے مین صدقے ہو کہ بیگم — ہر وقت مجھے مرنے پہ تیار تو رکھا

دوم تاراہ بیگم مجہول الحال کی یہ مقال ہے - صاف صاف بول چال ہے ؎

کیون وصل مین چھپاتا ہی تو مجسے یار پیٹ — دکھتا ہے سو بہار کی یہ ایک بہار پیٹ

سوم رشک محل پنجابن جو واجد علی شاہ صاحب بہادر کے متاع مین ہے - اور

ہمرکاب حضور کلکتہ مین رہتی ہے - یون بختی کا ڈنگ دکہاتی ہے ؎

نہ بھیجو مجکو سسرال مین تمکو خانم — نہین مجکو دبر ہے کھانا تمہارا

میر کی نکھی چوٹی کی لیتی خبر ہو	یہ احسان ہی سر پر دوگانا تمہارا
ہوا بال بیکا جو مرزا ہمارا	تو پھر سنگ ہی اور شانہ تمہارا
گھر سہ گانہ کے دوگانہ مری مہمان گئی	مین تین انگار و نپہ لوٹی کہ مری جان گئی

پارسا فارسی کی ردیف

پارسا اسم با مسمی نبت کلان نواب میرزا تقی خان ہوشؔ نیشاپوری لکھنوی جو نواب مصطفےٰ الدولہ بہادر مرحوم کے عزیزون مین تھے۔ اور اپنے نزدیک بڑے صاحب تمیز ونمین تھے۔ میرزا موصوف کی ایک عجیب و غریب روایت مشہور ہے۔ جو کتابون مین بھی مسطور ہے۔ آپنے اس خیال خام سے اس جماعت کی شادی کتخدائی نکی کہ کسی کو اپنا داماد بنانا باعث ننگ ہی مسرا کہلانیسے دل تنگ ہی افسوس یہ نسمجھے کہ ہم بھی تو کسیکے داماد ہین جسکے سبب نہایت دل شاد ہین خیر یہ تو عرصہ کی بات ہی اس زمانہ مین وہ لوگ جو محض بعلم اور جاہل مطلق تھے دختر کشی کو جایز رکھتے تھے۔ اور اسی مسئلہ کے معتقد تھے۔ مگر مین اس سے بہت بڑھکر ایک اور فقرہ سناتا ہون۔ اور اہل دنیا کی خود غرضی ظاہر کرتا ہون ؎ (روایت حیرت خیز عبرت انگیز)

ایک ہندو صاحب عالیخاندان (فارسی و ناگری خوان۔ ناظم و ناشر ہر دو لسان یعنی فارسی و ہندی بلکہ اردو مین بھی صاحب دیوان) نے اپنے فرزند نرینہ سعادتمند دپتہ کی شادی اس خیال سے نہین کی کہ۔ مبادا لڑکا زن مرید ہو جائے۔ تو ہماری ضعیفی برباد جائے۔ سبحان اللہ اجل جلالہ۔ اس زمانہ مین بھی باوجودیکہ اسقدر علم کی روشنی نے جہالت کی تاریکی کو دور کر دیا ہے۔ پھر بھی ایسے ایسے خود بین خود مطلبی۔ اس دار ناپایدار مین جلوہ افروز یان کرتے رہتے ہین۔ آفرین ہی انکے وابستگان پر کہ وہ کس کس طرح تجاہل عارفانہ سے دیدہ و دانستہ ان ظلمون کو سہتے

رہتے ہین - الحاصل ایسی لغویات سے خاندان غارت ہو جاتا ہے - بزرگون کا نام ونشان مٹ جاتا ہے - کوئی نام لیوا اور پانی دیوا نہین رہتا - ہان یہ قصہ ضرور یادگار زمانہ رہتا ہے ؎ خیر جی ان جھگڑون کو چھوڑ کر پارسا کا کلام نیک فرجام سنو ؎

تن صورت حباب بنا اور بگڑ گیا	یہ قصر لاجواب بنا اور بگڑ گیا
چلتا نہین ہے ابلق ایام ایک چال	اکثر یہ بدرکاب بنا اور بگڑ گیا

پٹہ باز پٹہ باز کے نام سے صرف ایک شعر کسی عنایت فرما نے سنایا تھا - اور یہ ارشاد کیا تھا کہ یہ شاہد بازاری غدر سے پہلے سہارنپور مین موجود تھی اب اسکی حقیقت مفقود ہے - مگر اسکا شعر لاحظہ اچھا ہے - مضمون نیا ہے - جو سنتا ہے عش عش کرتا ہے - جو دلگدازی گھتا ہے - اس تازہ مضمون پر غش کرتا ہے ؎

گرتیان جالی کی پہنین ہین جو امان حسین	حسن کی فوج مین دیکھے یہ زرہ پوش نہ تھے

تنبیہ اس کتاب کے اول دفعہ چھپنے کے بعد رامپور کا تذکرۃ الشعراء جو دیکھا گیا - تو معلوم ہوا کہ یہ شعر عورت کا نہین ہے بلکہ مولوی وجیہ الزمان خان رحیق تخلص کا ہے ؎

تاء قرشت کی ردیف

تسلی تسلی تخلص ملا جان نام کرتال کی خانگی کا یہ مقطع بہار مین دیکھا ہے ؎

ای تسلی ترا دل چھین لیا ہے کسنے؟	ہاتھ سینہ پہ دھر کے گور مین کیون جاتی ہے

تصویر تصویر اس گل اندام کے کلام سے نغمۂ عندلیب بون گرم نوا ہے - یعنے صاحب گلستان بیخزان کی بزبان تصویر یہ صدا ہے ؎

چل ہوا کھانہ صبا اس دل دلگیر کو چھیڑ	کیا مزہ پائیگی تو غنچہ تصویر کو چھیڑ
محبت ابتلک رکھتی ہے یہ تاثیر مجنونکی	کہ بن لیلی نہین کھنچتی کہین تصویر مجنون کی

تنبیہ سخنوران معنی رس کو ظاہر ہو کہ کتاب مذکورہ بالا حکیم میر قطب الدین صاحب باطن اکبر ابادی نے بجواب کردہ گلشن بیخار چھپوائی ہے جسکا مختصر جواب الجواب مسمی بہ

ارمغان[۱۲] منجانب شعراء دہلی۔ میری ایک دوست نے چھپوا کے حکیم صاحب کی خدمت مین ارسال فرمایا۔ مگر اکبرآباد سے صدائے برنخاست کا معاملہ پیش آیا۔ چنانچہ اس ارمغان کی تاریخ طبع یہ ہے ؎

وحشی کا ہی کلام زبس طرفہ بےنظیر	ظاہر یہ ہے بن آئیگا باطن کو کیا جواب
باذوق داد طبع کی روسے لکھو میان	ہے یہ جواب گلشن بیخار کا جواب

ہان غرض اس تحریر سے اور مطلب اس تقریر سے یہ ہے کہ شاید یہ شاعرہ حضرت باطن ہی صاحب سے فیض ظاہری و باطنی حاصل کرتی ہوگی۔ جو آپ نے اسکی سکونت وغیرہ کا بھی پتہ نہ لکھا۔ بقول حکیم مومن خانصاحب مرحوم ؎

تہر شک ہمکلامی ہی مین گزرا داد سے	باز پرس اس سے مگر۔ کچھ داد اور محشر انہو

پس اس کلام پر اکتفا کی ہے۔ اس عالم تصویر کی کوئی نشانی نہین دی ؎

شکل حال اسکی ہنگام نظارہ پردہ پوش ۔ مصور طبع صفحہ خیال پر حسرت سے ہمدوش

تا مشقلہ ہندی کی ردیف

ٹھٹھولی کسی مجہول الاسم والمسکن کا شعر سنئے۔ جو اس تخلص کا مصداق ہے ؎

ٹھٹھولی باز کہے تھا یہہ کل ٹھٹھولی سے	کہ مان میرا کہا آ اُتر کے ڈولی سے

ثا مثلثہ کی ردیف

ثریا تخلص بڑی بیگم نام زوجہ میرزا علیخان مرحوم وظیفہ خوار شاہ دہلی۔ کا ہی جو غدر کے بعد کسی اپنے عزیز کے پاس آگرہ چلی گئی۔ بحالت بیوگی شاعری سے بھی تائب ہوگئی۔ نیک بختون کا ایسا ہی شیوہ ہوتا ہی۔ روز جزا ایسی ہی باتونمین منہ اُجلا رہتا ہے ؎

بتا دین ہم تمہاری کاکل شبگون کو کیا سمجھے	سیہ بختی ہم اپنی یا اسے کالی بلا سمجھے
جدھر دیکھا اُٹھا کر نیم بسمل کر دیا اُسکو	تری مژگان کو ہم سوفار پیکان قضا سمجھے

ثنا باشندہ آگرہ کا یہ شعر نظر آشنا ہے۔ وہی نذر محبان باصفا ہے ؎

زاہدہ توبہ کی جلدی کیا ہے؟	یہ بھی کر لین گے جو فرصت ہوگی

جیم تازی کی ردیف

جان تخلص صاحبجان نام فرخ آبادی مال بازاری کا ہی۔ جو دہلی مین بھی آئی تھی۔ مولف گلدستۂ نازنینان کے کسی دوست کی دوست ہی تھی۔ اُسی سے شعر کی اصلاح لی۔ پھر نہین معلوم کہ۔ نغمۂ عندلیب والہ یہ راگ بیحل اور دور از قانون کہان سے گاتا ہے اپنی کتابکے مشتاقون کو سناتا ہے۔ کہ "یہہ جان صاحبہ فیض آبادی ہے" خدایا اس تخصیص افترا پردازی مین آزادی ہے۔ بہرکیف اس شاعرہ کی طرز تحریر یہ ہے ؎

جان جاتی ہی دل ترستا ہے		جلد آجاؤ منہہ برستا ہے	
حال جانبازیکا مین کس سے کہون		جس سے کہتی ہون وہ ہی ہنستا ہے	
جان دل بیچتے ہین ہم اپنا		ایک بوسہ پہ لیلو سستا ہے	

جانی تخلص بیگم جان نام۔ نواب قمرالدین خانصاحب مرحوم کی دختر نیک اختر کا تھا جو بیگمات اودہ مین بہو بیگم کے خطاب سے سرفراز تھی۔ اور سب سے ممتاز تھی مشہور ہے۔ کہ بحالت بیماری آپکی عیادت کو ہمدم نامی خواجہ سرا آیا۔ آپنے یہ شعر سنایا ؎

کیا پوچھتے ہے ہمدم اس جسم ناتوان کی		رگ رگ میں پیش غم ذرے ہے نہان کہانکی	

بہار مین انکی نسبت ایک لطیفہ لکھا ہی جسمین یہ شعر درج ہے ؎

(تنبیہ تیسری دفعہ کی چھپی ہوئی بہار مین یہ چٹکلہ نہین ہی)

نہین پیکان پہ جوہر ہے نہ نالہ تیر پر لکھا		اشارہ قتل کا میرے یہ کس تقصیر پر لکھا	

مگر در اصل یہ شعر سودا کا ہے۔ اسی سبب سے مینے وہ چٹکلہ نہین لکھا ؎

بیان مین کس سے کرون جا کر اب کلا دلکا		یہ دلکا دل ہی مین ہوگا فیصلہ دلکا	
دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی		کچھ دلکا لگانا ہی ہمین راس نہ آیا	
نہین ٹانکے مری زخم جگر پر		یہ اُسکا خندۂ دندان نما ہی	
نہین ٹلتی کسی عنوان سر سے		شب غم بھی کوئی کالی بلا ہی	

لہ یہ شعر دہلی کے نام سے بھی لکھا گیا ہے ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

دیکھین ہنے باریک بٹکر سو سیان | | چیچا آ کے ناچھ سے چٹ کر سوتیان

حجاب تخلص نبی جان نام سکنہ ہاپور ضلع میرٹھ مقیم بنارس کا صرف ایک شعر ہاتھ آیا۔ اور کچھ احوال نکھلا ؎

نکلے نہ کیون کر بھلا منہ سے سداواہ واہ | | نام خدا اے صنم تیری ادا واہ واہ

حجاب یہ دوسری شاعرہ اُسی تخلص کی ہے جسکا نام عسکری بیگم ہے۔ یہ عفت پناہ ملا محمد زمان اصفہانی کی پوتی محمد علیخان مسیحا کی شاگردہ لکھنو کی ساکنہ ہے۔ کبھی اپنے مکان فیض نشان پر بزم مشاعرہ آراستہ فرماتی تھی۔ اب کسیکے عقد نکاح مین ہے۔ مگر ہنوز مشق سخن جاری ہے۔ چنانچہ حال کے مشاعرہ مین اسکی غزل پڑھی گئی۔ جو لکھنؤ سے چھپ کر شایع ہوا ہے۔ اُسکا ایک شعر مجھے یاد آگیا۔ وہی اس جگہہ لکھا گیا ؎

رات کو آئینگے ہم۔ صاف معما یہ ہے | | وعدۂ وصل کیا اُسنے دکھا کر گیسو

حجاب یہ تیسری شاعرہ پردہ پاکدامنی مین محجوب اپنے میان کی محبوب ہے۔ یہ عورت دراصل کشمیرن ہے۔ مگر بمبئی مین کسی بھلے مانس کے گھر خیمہ زن ہے فارسی بان کے شعر بھی کہتی ہے اُردو مین یون بولتی ہے ؎

کیا جانے بھلا لذت دیدار کو اپنی | | جبتک کوئی بادیدۂ خونبار نہووے

حجاب چوتھی نقاب پوش ہے جو بغایت ذی ہوش ہے۔ عالم تخلص نواب بادشاہ محل صاحبہ منکوحۂ امجد علیشاہ صاحب اختر کا دیوان جو نظر سے گزرا۔ تو اُسمین ایک خمسہ اسکا [illegible] دکھائی دیا۔ جسکا مقطع یہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تضمین

	کیا طوفان بپا بحر سرشک چشم پرنم نے
	گزاری رات ساری تار ہی گنگن کے عالم نے

ہوا شبکو جو دھوکا اپنے اختر کا ستارونمین

حجاب تخلص نواب بیگم نام عرف چھوٹی بیگم۔ دختر دارو غہ اعظم علیخان فرزند نواب معتمد الدولہ بہادر برادر شاہ غازالدین حیدر بادشاہ اودھ ۱۲۵۹ھ ہجری مین پیدا ہوئی۔ اسکا دیوان چھپ گیا ہے۔ یہ شعر ایک مہربان کی تحریر سے لکھا جاتا ہے۔ اور میرا قیاس چاہتا ہے کہ۔ حجاب مذکورہ بالا شاید یہی ہو۔ اسی سبب سے مین نے اسکو پانچوین حجاب نہین قرار دیا ؎

بجاب

بسکے تصویر حجاب اُسکو سراپا دیکھو	منہ سے بولو نہ کچھ آنکھو نسے تماشا دیکھو

حسن تخلص وزیر جان نام بنت گوہر جان۔ ساکن پاٹہ نالہ واقع لکھنو کی ایک غزل بسبیل ڈاک عنایت فرماکی معرفت آئی۔ اور بجنسہ درج ہوئی۔ اسکا اور احوال سوا بندیخبر ہے ؎

حسن

ہی زلیخا: ناز تجکو حسن یوسف پر ہوا	دیکھ دلبر کو مرے۔ جو نفس پیغمبر ہوا
بوسہ ابرو اگر مانگا۔ خفا دلبر ہوا	شکل ماہ نو خمیدہ وہ مہ انور ہوا
پہلے وہ چشم عنایت اب آیمین کیون حضور	وہ ستم کیونکر ہے؟ جو لطف کا خوگر ہوا
نالہ نازان جو کھینچے رو کے سینے ہجر مین	رشک سے بجلی جلی۔ شرمندہ ابر تر ہوا
وہ مریض غم ہون مین۔ جسکو دوا آئی نہ راس	سر پہ جب صندل لگایا۔ اور درد سر ہوا
جب کہا مینے۔ مجھے عشق دلی ہی آپسے	ہنس کے فرمایا کہ۔ ہان سچ ہی۔ مجھے باور ہوا
جسکی شب بھی نہ آیا شرم سے وہ شوخ	مسکرا کر پھیر لی کروٹ۔ ستم ہم پر ہوا
خلد مین لوٹے گلے بے شبہ حور و غلمان سے	حسن دنیا مین جو مست بادۂ کوثر ہوا

حشمت تخلص مہر جان نام۔ شاگردۂ سید احمد معروف

کمست مقیم بہار گنج متصل دہلی۔ اسطرح سخن ؎

منہ کہین پھیرتا ہے اے قاتل تیری تلوار کا	

حور اس تخلص کی دو عورتون کا کلام

حورین نے جلوہ ظہور فرمایا ہے - ازانجملہ ایک بستی بیگم نامی دلی مین کوئی خانمی بستی ہے - جو ریختی مین معاملہ بندی کا ڈھنگ اس خوبی سے برتتی ہے ؎

باغمین جاؤ گے کب کیونجی جہانگیر کہو	تمنے ٹھہرائی ہے جو مجھسے وہ تدبیر کہو
اپنے خواہندون کو ان سب نے کیا دیوانہ	نہ مجھے شیرین نہ لیلی نہ ملا گیر کہو

حور یہ حور ثانی سناجان نامی شاگردہ محمد رضا - المتخلص بہ طور بازار لکھنؤ کی کوئی شیرین ادا ہے - اسکا کلام بھی بامزہ ہے ؎

جو پہنا پاؤنمین سونیکا توڑا اسی پیری تو نے	مسل پائی دیوانہ ہوا زنجیر آہن سے
بدی کی جسنے ہمسے ہمنے اُسکے ساتھ نیکی کی	ہماری خوہی یہ ہم دوستی کرتے ہین دشمن سے

حیا تخلص اور نواب حیات النسا بیگم نام معروف بہ بھورا بیگم بنت شاہ عالم ثانی - شاگردہ شاہ نصیر صاحب مرحوم کی شاعرہ بینظیر دہلوی تھی - غدر سے پہلے بحالت نا کتخدائی کبر سنی مین اس پاکدامنہ نے سفر آخرت اختیار کیا - اس پارسا کا صرف ایک ہی شعر ملا ؎

تمیون حیرت ہو یارب وہ زمانہ آگیا ناصح	حیا ڈھونڈے نہیں ملتی برائی نام سوکوس

لہ اصلمین جو جمع کا صیغہ ہے حورا اسکا مفرد ہے مگر اردو اور فارسی والون نے اس کو مفرد ہی استعمال کیا ہے حوران جمع بنایا ہے جو دراصل جمع الجمع ہے اور اسی سبب سے ہمنے حورین تثنیہ کا صیغہ گھڑ لیا ہے اگر بیجا ورہ ہو تو ناظرین معاف فرمائین ۱۲ منہ عفی عنہ

لہ اس شاعرہ نے ان شعرون مین مذیون کے نام سوزیون کے ہین - اور وہ قصہ طلب ہین اسطرحکی بندش کو صنعت تلمیح یا بقول بعض تلمیح کہتے ہین - اور گو شیرین فرہاد اور لیلی مجنون کے قصے تو مشہور ہین مگر ملا گیر کے نام سے بھی شاید دلی والون کے سوا اور کوئی واقف نہو - اس سبب سے مین اسکا مختصر قصہ بیان کرتا ہون ؎

کہ اسی صدی مین میر آری نامی ایک نانبا تھا - جسنے کئی نوجوان خرید کر ایک ڈیرہ پیشہ عام کا قائم کر رکھا تھا - اسی کی ایک نوم کا نام ملا گیر بھی تھا - جو اسوقت اپنے سن انداز مین یکتا و زمانہ مشہور تھی - اور اس بمقدار کے نوابتون مین ایک صاحب ثروت رائے ہوڈرمل نامی گرامی کوٹھی والے ساکن کٹرہ مشرع واقعہ دریبہ کلان اسپر فریفتہ و شیفتہ تھے جسکا انجام یہ ہوا کہ - لاکھہ کا گھر خاک مین ملا کر حیدرآباد دکن مین جا بسے - لوگون کی زبانی تو مینے انکو کروڑپتی سنا ہو - واللہ اعلم بحقیقت الحال ؎ الحاصل تماش بینی ایسا فعل بد ہے کہ - اسمین سوائی و سرگردانی و پریشانی کے سوا اور کچھہ حاصل نہین ہوتا - اور اگر ہوتا ہو تو مرا ہی نصیب عدا ہوتا ہے - خداوند تو اپنے بندون پر رحم فرما - اور اس مصیبت مین کسی فرد بشر کو مبتلا نہونے دے ۱۲ آمین یارب العالمین منہ عفی اللہ عنہ

یا

حیا یہ وہ صاحب حیا ہے جو پارسا مسطورہ ردیف پے کی چھوٹی بہن ہے ۔

تنبیہ اب بہار آرا کی بہار دیکھئے ۔ نئے تذکرہ نویس کی گلکاریون کا گلزار دیکھئے پہلے تو حضرت سلامت اسکو صاحب دیوان سمجھے ۔ اور دیوان مطبوعہ کے شعر و نسی و صفحے کے قریب سیاہ کئے ۔ پھر ترمیم کے وقت اسکی خوب ہی ترمیم کی ۔ نہ وہ کلام رکھا نہ اسکو صاحب دیوان لکھا ۔ بلکہ صرف یہ پانچ شعر اوسکے نام پر رہنے دئے ۔ باقی سب اڑا دئے ۔

نہ سنئے گا کبھی بھولے سے بھی قصۂ محبت کا
اڑا دیتی ہے نیند اُلٹا اثر ہے اس کہانی کا

آج صیاد ستم پیشہ نے کیا گل کترے
دور لیجا کے چمن سے پر بلبل کترے

دل صاف چرایا مرا ۔ کیا تیری نگہ نے
اس بات پہ شاہد تری دزدیدہ نظر ہے

بنکئی کان کی بالی تلک اُنکی بجلی
گر مئی حسن عضب رو ہی غضبناک مین ہے

دلمین ایک بوند تو رہتی ہی لہو کی میرے
چشم خوبنار تری ہاتھ سے دم نا کمین ہے

عرض بیغرض یہ ہے کہ شاید پہلی دفعہ حضرت کو حیا کا دیوان ناقص ہاتھ آگیا ہوگا ۔ جو اول آخر سے کم ہوگا ۔ پس اُسمین صاحب دیوان کا نام کہانسے ملتا حضور نے اُسکو حیات الفنا کا کلام خیال فرمایا ۔ مگر درحقیقت وہ دیوان میرزا رحیم الدین صاحب حیا ۔ خلف میرزا کریم الدین صاحب شہزادہ والا تبار کا ہے ۔ چنانچہ اشعار مندرجۂ ذیل مرقومہ بہار اول تذکرۂ گلستان سخن ہی مین دیکھلو اور سمجھلو کہ کس کا کلام قابل اعتبار ہے ۔

رونا کہان ہوا مجھے دل کھولکر نصیب
دو آنسون مین نوح کا طوفان آگیا

یہ ناتوان ہون کہ آیا نظر نہ موت مین
قضا پھری مری بستر کے گرد ساری رات

جگر ہ کیا کہ نہو چاک نیمن سو سو بار
وہ دل ہی کیا ہے نہو جسکو بیقراری رات

اُلٹی چھری سے ایک تو کاٹا گلا مرا
مژگان جو مین تو اور وہ اولٹے خفا ہوئے

توبہ دھری رہی جو وہ آبیٹھے اے حیا!	ہے کسکو اعتبار تو کہ تم یار سا ہو

اسی اصل بہارستان ناز بلا ترمیم و ترمیم شدہ اور گلستان سخن اور حیا موصوف کا دیوان چار ون کتابین روبرو ہون - تو اس بیان کی تصدیق ہو - مجھے کسی سے تعرض نہین ہے - صرف اطلاعاً سامع خراشی کی ہے ؎

تنبیہ تیسری دفعہ جو بہار چھپی ہے تو پہلی بہار کا پہلا شعر اس شاعرہ کے نام پر پھر لکھدیا ہے - وہو ہذا ؎

موتیون کے ہار مین پر تو نگار کا	آب گوہر مین عکس نہانا ہی پار کا

اگر حضور پوری غزل ہے مشتہرہ دفعہ اول درج فرماتے - تو کہا کوئی مانع نہ تھا - واللہ اعلم اس خاص مطلع کے لکھنے کا کیا سبب ہوا ہے ؎

حیدری تخلص حیدری خانم نام زوجہ بشارت اللہ خان - خواص شاہ دہلی - غدر سے پہلے ستر برس کی عمر مین عالم جاودانی کو سدھاری - یہ ہی اُسکی یادگاری ؎

حیدری! نام ہی ترا کیا خوب	جو کہ - تجھ سے پھرا وہ حیدر سے

خاء معجمہ کی ردیف

خاکساری سنا ہے کہ کوئی پردہ نشین سرادق عصمت دلی مین کشمیری دروازہ کے قریب رہتی ہے - اپنے نام کو اپنے جمال کیطرح حجاب عفت ہی مین پنہان رکھتی ہے صرف ایک یہی شعر اُسکا ملا ہے ؎

لکھا نصیب کا کوئی مٹا نہین سکتا	کسیکے در پہ کو ہمدم بٹا نہین سکتا

خفی تخلص بادشاہ بیگم - بنت چھوٹی بیگم کا ہے - جنکا ڈیرہ دلی مین یوسف الیون کے نام سے مشہور ہے - سنا ہے کہ یہ شاعرہ محمد یوسف سادہ کار کشمیر کی نواسی ہے اور بلاک صاحب بہادر سے پیدا ہوئی ہے - پیشۂ مادری کو چھوڑ کر کسی انگریز ہی سے

منسوب ہی مگر صاحب بہادر کو نامرغوب ہی۔ زبان انگریزی سی بہرہ ور۔ فارسی خوانی و خوش خطی مین صاحب ہنر ہے۔ مینے اسکے ہاتھ کی تحریر بخط انگریزی و فارسی جلی قلم کی دیکھی ہے سبحان اللہ خوب لکھتی ہے۔ خاص خاص مردون کو اصلاح بھی دیتی ہے۔ بالفعل یہ شاعرہ یہان موجود نہین ہے۔ مجبوراً سکا کلام بہاری سے نقل کرتا ہون

خود شوق اسیری سی پھنسے دام مین صیاد — شرمندہ تری ایک بھی دانہ کے نہین ہم
جنسے ہم آشنائی کرتے ہین — ہمسے وہ بیوفائی کرتے ہین
اے خضی اپنے اشک بے تاثیر — مفت مین جگ ہنسائی کرتی ہین

خورشید نامی کوئی سیدزادی دہلوی عصمت پناہ علوم ضروری سے آگاہ تا کہ خدا مرثیہ خوانی مین یکتا ہے جسکا صرف ایک شعر سنا گیا۔ الا مجھے اسمین بھی کلام ہے کہ یہ اُسی کا کلام ہے۔ وہو ہذا ؎

کر جذبہ دل کیونکہ اجازت دو نہین تجکو — ہے سخت کشش تیری وہ ایسا نہو در جاے

دال مہملہ کی ردیف

دلبر خاص چھوٹی بیگم نام اکبرآبادی یا حیدرآبادی کوئی رنڈی تھی جسکی تحریر تذکرہ نویسون نے اس انداز کی لکھ رکھی ہے۔ الا اور کچھ حقیقت نہین کھلی ؎

ہر روز جو تم روٹھکے تیوری ہو بدلتے — بیجا تو ہمین ناز اُٹھانا نہین آتا
قسمت مین ہماری نہو اگر صد افسوس — اک روز لپٹ کر شب مہتاب مین سونا
جو اک دن آپ بھیجہ تشریف لائین — رقیبون کے گلے تمسے کہون سب ؎
دل مین ہو جو ارمان کرینا دو تم مستعار — اُسکو سکھلائین وہ ادا ایسی کہ ہو وے بیقرار
ہے جو کھٹ آپکی — اور سر ہمارا — قیامت تک یہین ٹکرائین گے ہم
اپنے آپکی جو سناتے ہو — شیخی ناحق یہ تم جتاتے ہو

اسپہ قسمین جو تم یہ کھاتے ہو	مدعا یہ کہ دل لبھاتے ہو
لفظِ رخصت نہ بانپہ لاتے ہو	جان کو میری تم گڑھاتے ہو
راتکو گاہ گاہ آتے ہو	اپنے کشتہ کو آجلاتے ہو
دلبر مجھے اسواسطے لکھتی ہے یہ سب خلق	تا مجکو تو دلبر ہی سمجھکر کبھی آئے

دلہن تخلص دلہن بیگم نام مشہور بہ نواب بہو صبیۂ نواب انتظام الدولہ ۱۲ زوجۂ نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم والی اودہ کا ہے۔ جو سرا باغ کی تیاری کے وقت فیض آباد مین رونق افروز تھین۔ پارسا سیرت مردانہ طبیعت رکھتی تھین یہ شعر اس شاعرہ کے مشہور ہین ۔ تذکرون مین مسطور ہین ؎

بیان مین کس سے کرون حال اب گاہ دل کا	یہ دل کا دل ہی مین ہو دیگا فیصلہ دل کا
بہا ہی پھوٹ کے آنکھو نسے آبلہ دل کا	تری کی راہ سے جاتا ہی قافلہ دل کا
جہا مکے باغمین ہم بھی بہار رکھتے ہین	مثال لالہ کے دل داغدار رکھتے ہین
ایسے کمظرف نہین ہین جو بہکتے جائین	گل کی مانند جدھر جائین مہکتے جائین
مت کرو فکر عمارت کی کوئی زیر فلک	خانۂ دل جو گرا ہو اُسے تعمیر کرو
دن کٹا فریاد سے اور رات زاری سے کٹی	عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری سے کٹی

دیکھ دریا کو مرے دل یہ لہر آتی ہے | کشتی عمر یہ افسوس ہی جاتی ہے

۱۲ چوتھے و پانچوین شعر جوابیہ ہین۔ یعنی نواب آصف الدولہ بہادر کے ان شعرون کے جواب ہین +

ساقیا مے سے جھکا دے کہ۔ بہکتے جاوین	برق کی طرح جہر جاوین لہکتے جاوین
جہان مین جہان تک جگہ پائے	عمارت بناتے چلے جائے

۱۳ یہی شعر جانی بیگم کے نام سے مشہور ہے۔ خدا جانے در اصل کسکا کلام ہے +

دال مشقلہ بتدیکی ردیف

۳ دھب

دھب تخلص مہر ان نام نازک بدن خوش اندام خوبصورت نیک سیرت بنکو
انعال سترہ اٹھارہ برس کی سن و سال بقول حسن ؎ مصرعہ جوانی کی راتین مزدو
کے دن وانشہ حسن مین سرشار مگر ہنوز لنا اندیدہ سے مہجور و برکنار کوئی ہندنی
پردہ نشین یون شکر شکن سنی گئی ہے۔ گو حرف آشنا نہین مگر مایہ کہ موزون
طبعون کے فیض سے ایسی ہوگئی ہے کہ معاملہ بندی مین گاہ گاہ بول اٹھتی ہے
یہ کلام اسکا اس تذکرہ مین برائے یادگار درج ہوا ؎

دھب بنگیا تو اینگے دل اپنا مت کر ہٹا | بید مھب لگی ہے دلپہ محبت کی تیر کی چوٹ

ذال نقطہ دار کی ردیف

۲ ذلیل

ذلیل تخلص کسی کنیز باتمیز کا تھا۔ جو میرزا سلیمان شکوہ بہادر کی غلامی مین تھی
گو اسکا نام نوبہار تھا۔ مگر تخلص کی رعایت سے اشعار نمکین ریختی زبان سے کہتی
تھی۔ دو شعر اسکے تذکرہ مین لکھے جاتے ہین ؎

مین فرشتہ کی بھی سنتی نہین ناصح کیا ہے | اپنے کر توت پہ جسدم کہ مین آجاتی ہون
تمسے اللہ رکھے اپنی امان مین تم تو | ہمسی پریون کو بھی دیوانہ بنا لیتے ہو

راء بینقطہ کی ردیف

۱ راوی

راوی یہ دلی مین سیتارام کے بازار کیطرف کوئی چھپی بچی اس تخلص سے اپنا رنگ
چمکاتی ہے۔ مگر اسکے کلام مین شوخی کم پائی جاتی ہے۔ شاید اسکو کوئی پورا استاد
نہین ملا جو اسکا کلام پھیکا رہا ؎

تنبیہ بعد انطباع رسالہ ہذا تحقیق ہوا کہ - یہہ شاعرہ دراصل شیخ زادی کسی ڈاکٹر کی بیٹی ہے - اور اسکا نام رابعہ ہے - اب اسکی عمر ۳۶ برس کی ہوئی کسی حکیم صاحب کے عقد نکاح مین منعقد ہے - انگریزی ڈھنگ کا کشیدہ وغیرہ خوب بناتی ہے ؎

ہوتی نہ محبت تو یہہ آزار نہ ہوتا	دل عشق کے صدمے سے خبردار نہ ہوتا
دے اپنی محبت مجھے اے بار خدایا	کر دور دل زار کا آزار خدایا
الٰہی پاک گنہ سے پاک کر کر	مجھے لیجا تو جنت کے در پر

رعنائی تخلص قدسیہ بیگم نام کا ہے ؎ تھی طرحدار آپ بھی لیکن ۔ رہ نہ سکتی تھی اچھی صورت بن ۔ اسکا صرف ایک شعر ہاتھ آیا - اور کچھ حال نہ کھلا ؎

مین جانتی تھی آنکھ لگی دل کو سکہ ہوا	کمبخت کیسی آنکھ لگی اور دکھ ہوا

زاء منقوطہ کی ردیف

زہرہ ابتک اس تخلص کی پانچ سخنورانون کا کلام جادو انضمام ہاتھ آیا ہے - ازانجملہ **ایک** شاہ دہلی کی کائنون مین کوئی عورت انیسبن نامی تھی - جسکو زہرہ کا خطاب ملا - اُسنے اُسیکو تخلص مقرر کیا - قبل از غدر یہ شاعرہ موجود تھی ؎

بوسہ دیتے نہ وہ مجھے زہرہ	مُنہ لگاتا ہے کون سائل کو
دل کہے مین ہو - تو کاہیکو کوئی بیتاب ہو	ساغر خون کسلئے یہ دیدۂ پرآب ہو
باغ ہو آب روان ہو اور شب مہتاب ہو	ساقی ہوش ہو - می ہو جلسۂ احباب ہو

دوسری کوئی انبالہ کی محبوبۂ بازاری ہے - جو غدر کے بعد دہلی مین بھی آئی تھی - اسکی غزل ایک شفیق نے بند کو عطا کی ہے ؎

آؤ جی آؤ! خدا کے واسطے	رحم فرماؤ خدا کے واسطے
زلفین سلجھاؤ خدا کیواسطے	جی نہ اُلجھاؤ خدا کیواسطے

یہہ تمہارا جان نثار اب مرچلا | دیکھتے جاؤ خدا کیواسطے
جب گئے گھر اُنکے تو کہنے لگے | "جاؤ جی جاؤ خدا کے واسطے"
جانجاتی ہے تمہاری بجر مین | اب لپٹ جاؤ خدا کیواسطے
غیر سے ملکر نہ چار آنکھین کرو | کچھ تو شرماؤ خدا کیواسطے
چال کمر ائیکی ایجان! مت چلو | راہ پر آؤ خدا کے واسطے
تو وہ آتے ہین کوئی کہتا نہین | "اب گھبراؤ خدا کے واسطے"
کیون ہو زہرہ سے خفا ای ماہ رو! | کچھ تو بتلاؤ خدا کے واسطے

۲ نمبر ۱۲

تسیری عنی جان نامی کشمیرن مقیم کلکتہ شاہد بازاری - شاگرد مولوی عبدالغفور نساخ صاحب تاج صاحب تذکرۂ سخن شعرا ریون محفل سرود گرم کرتی ہے ؎

کیا کسی ہوش کا زہرہ اسکو بھی ہی انتظار | دیدۂ عاشق کیصورت ہی جو بیدار ائینہ

۳ نمبر ۱۳

چوتھی مسماۃ لطیفن طوائف کرنال سے تھی جو شاگردۂ جناب تقدس مآب مولوی ظہور علی صاحب المتخلص بہ ظہور مغفور دہلوی کہ ضلع سکول ریورسی کے مدرس اول فارسی تھے ہے - غرضیکہ اس شاعرہ کا حال ایک مہربان کرنال سے یون ارقام فرماتے ہین ؎ زہرہ تخلص لطیف جان نام ماہ جمال مہر تمثال فارسی مع قواعد جانتی تھی - اور اُردو کے فقرات رنگین و دلچسپ خوب لکھتی تھی - فارسی گفتگو بھی بہت صاف بامحاورہ کرتی تھی - الحق ہزار دو ہزار آدمی مین منتخب تھی - شعر ع مین اس تنگ نائے چار خشبی سے عالم جاودانی کو رہگرا ہوئی" تمت الکلام ؎ تاریخ میرے عنایت فرما مولوی ذوالفقار حسین صاحب غنی دہلوی نے اس شاعرہ کی تاریخ وفات یون موزون فرمائی ہے ؎

لطیفا آن زن علامۂ عصر | شنیدستم کہ مُرد آن ماہ ثانی
سخن فہم و سخن سنج و سخنور | بہ مفتونان نمودی مہربانی

لطیفہ گاہ بذلہ گاہ شعرے | چنان میداد داد زندگانی
دریغا آن گل گلزار خوبی | دریغا آن گل باغ جوانی
بہ ٹیڑی کوہ مرگ او کشیدہ | اجل قطعش نمودہ زندگانی
ہزار افسوس بر تنہائی او | ہزار افسوس بر بے خانمانی
بیامرزاد او را رحمت حق | مباد او را عذاب آنجہانی
غنی میجست از پیر خرد سال | ندا آمد۔ دریغا رجوانی

المختصر اُسکا سخن اُسکی لیاقت کا گواہ ہے

دو پر تو کیا تھے؟ ہونے اگر نثار پر | پروانہ کرتا شمع یہ سارے نثار پر
وہ رقیب روسیہ بیٹھا ہے کیا دلبر کے پاس | ہے مگر مار سیاہ یہ گنج زر کے پاس
پاس ممسک کے دھرا ہے کیسہ زر سطرح | جسطرح تھپر دھرا ہو دی کوئی تھپر کے پاس
اشک گرم ہر گز نہ نکلے جبتلک ہو سے نہ درد | ہے کسیکے غم مین تو آخر گوہر بار شمع
نہ بزم مین کوئی دلسوز ہو اگر اپنا | جلے وہ بزم لگے ایسی انجمن مین آگ
غضب ہی طعن کیا آج اُسنے زہرہ | لگے الٰہی دل و جان طعنہ زن مین آگ

پانچوین زہرہ تخلص کا امراؤ جان نام ہے بی چھٹن جسکا عرف اور شہر لکھنؤ مین بہ بازار چوک مقام ہے۔ میرزا اغا علی شمس کی شاگرد خاص ہے۔ بلکہ ایک لکھنوی صاحب سے سُنا ہے کہ شمس معصوف کو زہرہ کی والدہ سے ربط با اختصاص ہے۔ اسی نظر سے اُنہون نے زہرہ و مشتری کو اسطرح تعلیم دی ہے۔ امیر اللہ تسلیم کے دیوان کلیات مین خط فارسی بنام زہرہ و مشتری شایع ہوا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ۔ یہہ دونون منہ بھٹ اپنے ایسے شفیق اُستاد سے منحرف بھی ہوگئین چنانچہ وہ رقعہ بجنسہٖ نذر احباب ہے اُسسے بھی ثابت ہوتا ہے کہ۔ ضرور شمس کو اُنکے گھر مین کسی سے لگاؤ ہے واللہ عالم بالصواب

نامهٔ تسلیم بزهره و مشتری

عطارد رقم زهره و مشتری — باوج سخن نوری و انوری
زهره خداوند خور شید و ماه — بماند براوج اقبال و جاه
ز تسلیم آواره و خسته تن — بسمع رضا بشنوید این سخن
که اینک زیار وفادار خویش — شنیدم که آن هر دو فرخنده کیش
ز آغاز علی شمس بهم شدند — بنوعی پریشان و پرغم شدند
ز منزل که عیش و آرام خویش — ز ایوان فرخنده فرجام خویش
بنا مهربانی بیرون کرده اند — ز تیغ ستم خون درون کرده اند
ندانم کدامی خطائی برفت — کزو بر سرش این جفائی برفت
بظاهر بجز لطف و عیش مدام — بروهست هر نهی منکر حرام
به تهذیب و اخلاق نام آور ست — سخن دان سخن گو سخن پرور ست
بعلم بدیع و معانی بیان — سبق برده از شاعران جهان
شمارا بیاموخت شعر و سخن — خبر داد از خوب و ناخوب فن
بجان داد تعلیم عقل و تمیز — بخدمت بسر برد عمر عزیز
فراموش کردن حق استاد — بود روسیاهی بدارا لمعاد
گرفتم که رند سیاه کار هست — خداوند خود را گنهگار هست
غفور یست پروردگار جهان — شمارا تعصب نزیبد چنان
گهی فکر باید بافعال خویش — دمی شرم باید ز اعمال خویش
همه وقت رقص سرود و غنا — همه شب فسوق و مجور و زنا
بجا گفت پیغمبر نیک فال — بقران کجا کرد ایزد جلال؟

زانصاف دورست نزد خرد	جفا برکسے کو بجان پرورد
شمارا بدین پایہ و اعتبار	رسانید شمس فلک افتخار
وگرنہ بسے نخبہ در لکھنوست	کرا اینقدر عزت و آبروست
نپرسد کسے را کسے در جہان	بتعظیم و تکریم و نام و نشان
بنازید بر خود کہ اندر زمن	شمار شما ہست در اہل فن
بدلسوزئی کو بآب و گل ست	ز ارباب معنی مرا حاصل ست
رخ صاف کاغذ سیہ ساختم	بہر زہ خیالی بپرداختم
دگر سر کو باشم کہ بر حال کس	بگستاخ کاری برآرم نفس
چہ من چہ بیانم چہ تقریر من	ہمہ پوچ تقریر و تحریر من

بہر کیف یہہ رنڈیان نہایت منہ زور مشہور ہین۔ اکثر اُردو زبان کے اخبارون مین اُنکے مباحثے مسطور ہین۔ اچھے اچھے اُستادون پر طعن کرتی ہین۔ شاید تخلص کے اثر سے آسمان پر پاؤن دھرتی ہین۔ دیکھو ایک جھگڑا اُنکا اشرف الاخبار دہلی مطبوعہ ۱۰ جولائی ۱۸۴۶ع مین ہے ۔ مشفق مہربان محمد میرزا خان صاحب اشرف الاخبار دہلی زاد عنایتہ۔ بعد اشتیاق ملاقات کے یہ عرض ہے کہ۔ آغا علی شمس جو منطق مین آج کل اپنے سے بہتر کسیکو نہین جانتے اور ادب و ریاضی و نجوم مین کسیکو نہین مانتے۔ اُنہون نے لکھنؤ مین زہرہ و مشتری دو رنڈیون کو علم موسیقی و عروض و قافیہ تعلیم کیا ہے۔ اور اُنکو خدمت حضرات آسائندہ مین گستاخ کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اودہ اخبار نمبر ۲۶ مین اُنکی غزلین اور باتین اُستادی منشی حسیب الدین صاحب سوز زان کے جوابمین دیکھین۔ اور زیارت غزل آغا صاحب کی بہی۔ جو جواب استاد مرزا اسد اللہ خان صاحب غالب من لکھی ہے۔ کی ہوگی۔ اور یقین ہے کہ طبع حق پسند و سخن شناس پر حقیقت اُنکی شرافت

واہلیت اور علم وفضل اور سخن فہمی کی کھل گئی ہوگی - اور حضرت مناظرہ سے کل گئی ہوگی - خیر مختصر یہ ہے کہ - ہرچند مین جانتا ہون کہ - اپکا مذہب اصلح کل ہے - اور مجادلہ ومناقشہ ومباحثہ سے آپکو نفرت بالکل ہے - لیکن اگر ان سب باتونسے قطع نظر فرماکے میری خاطر سے صرف ان غزلون کو اپنے اخبار مین طبع فرما دیجے تو سخنوران حق پسند کو سخندانی آغا معلوم ہو - اور حقیقت اُنکی سخن فہمی کی مفہوم - فقط اور ہان حضرت کو زہرہ ومشتری کی تقریر اور آغا شمس کی تحریر سنائی اور دیکھائی تھی - انہون نے ہنسکر یہ قطعہ انواری کا پڑھا اور یہ بات فرمائی "بھائی کیا کرون مجکو فلک پیمہا اور کواکب سپہر سے لہنا نہین ہے مجھ سے انکا کیا کہنا

قطعہ انوری

نے مراست از کواکب فیض	نے مراست از فلک بہرہ

(اسکا دوسرا شعر فحش ہے اسواسطے درج کتاب نہین ہوا)

الاقلام
نور محمد خان عطارد

اطلاع یہ کتاب تذکرۃ النساء ہے اس سبب سے غزلون متذکرۂ رقعہ بالا کو درج نہین کرتا - صرف زہرہ ہی کی غزل نقل کرتا ہون +

حیا سے نہین وہ جو آنیکے قابل	تو ہم خوف سے کب ہین جانیکے قابل
کرو خونسے میرے تم ہاتھ رنگین	یہ مہندی ہے صاحب لگانیکے قابل
رہے عمر بھر قید کنج قفس مین	کہان بال وپر ہم ہلانیکے قابل
سکندر کو دی آبرو تنے صاحب	ہوا آئینہ منہ دکھانیکے قابل
رقیب سیہ رو کو نامہ نہ لکھو	وہ حرف غلط ہے مٹانیکے قابل
ہوئین ترشرم سے دست مرجان	نہین تمسے پنجہ ملانیکے قابل
عبث وصل جانان کی بھو کہین عاشق	غم ورنج فرقت ہی کھانیکے قابل

مفصل کہون ماجرا حاسدون کا | جو ہون جمع سارے زمانہ کے قابل
نہ کہہ زہرہ اُسکی غزل پر غزل تو | کہ سوزان نہین مُنہ لگانے کے قابل

فی الجملہ اب وہ اشعار زہرہ مشتری شعار کے لکھے جاتے ہین - جو بسبیل ڈاک خاص اس تذکرہ کے واسطے آئے ہین ؎

دلمین تجکو پری لقا سمجھا | زلف کو تیری مین بلا سمجھا
تو نے ہر ایک کی سنین باتین | میرا مطلب بھی کچھ بھلا سمجھا
اپنی اپنی ہر ایک کہتا ہے | کوئی میرا نہ مدعا سمجھا
تیرے آنیکو اے صنم واللہ | درد کی اپنے مین دوا سمجھا
سب میرا حال سن کے ہین پُرغم | تو نہ کچھ یار بیوفا سمجھا
مینے واللہ دی دعا تمکو | تو خدا جانے دلمین کیا سمجھا
ہائے بیفائدہ خراب ہوا | عشق کی مین نہ انتہا سمجھا
بدگمان تجھ سے یار ہی زہرہ | شکر کو تیری وہ گلا سمجھا

ہمسے سخن عجز سنایا نہین جاتا | ہمسے کبھی روٹھے کو منایا نہین جاتا
صد شکر کہ طفلی سے جو آنیکا سن آیا | اب ہمسے ترا ناز اُٹھایا نہین جاتا
ہوتا نہین کچھ کام بھی اُس پردہ نشین سے | آیا نہین جاتا تو بلایا نہین جاتا
ہم معرکہ عشق مین شیرانہ کھڑے ہین | میدان سے اب پاؤن ہٹایا نہین جاتا
دیوانہ ہو جو کوئی مرے حسن پری پر | تا حشر سے دل اپنا لگایا نہین جاتا
کچھ آج عجب حال ہے سینہ مین جگر کا | سامان اب اچھا ہمین پایا نہین جاتا
کیا روز قیامت مین زبان اپنی مین کھولون | بگڑی ہوئی باتون کو بنایا نہین جاتا
مین بندہ ناچیز - وہ ہین حسن کے سلطان | زہرہ انہین گھر اپنے بُلایا نہین جاتا
سو بوسے گر دئے ہین تو دس اور دیجئے | تسبیح مین ضرور ہین دانے شمار کے

چنکلہ ایک لکھنؤ کے وضعدار باوقار مسمی نیاز احمد متخلص بہ محزون۔ اس شاعرہ کے مکان پر تشریف فرما ہوئے۔ توزہرہ نے یہ مصرعہ سنایا ؎

سیر فلک کو ہم کبھی تنہا نجائینگے	

محزون یون جواب وہ ہوئے ؎

زہرہ کے ساتھ جائینگے یا مشتری کے ساتھ	

یہ سنکر دونو اچھل پڑین۔ حضرت کا مُنہ چوم لیا۔ گویا پھر صلہ دیا۔ بہار مطبوعہ دفعہ ثالث مین چھپا ہے کہ مشتری کی تحریر سے معلوم ہوا کہ پانچ برس سے اس شاعرہ نے کسی رئیس عالیخاندان سے عقد کرلیا"+

زینت متخلص باسم اور اسم باسمی۔ میرزا ابراہیم بیگ مقتول کی قاتل جسکو کبھی دلی کے بازار مین کمال رونق تھی۔ قریب چالیس برس کے گزرے کہ۔ اپنے مقتول کی منظور نظر ہوکر لکھنؤ کو چلی گئی۔ بہار کا مؤلف کچھ اسکے خلاف لکھتا ہے مگر بنجار مین یہی دیکھا ہے۔ بہرکیف یہ شعر اُسکا یادگار ہے۔ جسکی کئی کتابون مین تکرار ہے ؎

شب مہتاب مین ناصح نہ نکل	خیال ماہرو ہے اور ہم ہین

ژاء فارسی کی ردیف

ژاژ تخلص کی کوئی عورت بازاری ایسے شعر کہتی تھی ؎

ژاژ گوئی سے تو پیارے باز آ	ورنہ پچھتائیگا سن کہتی ہے ژاژ

سین مہملہ کی ردیف

سردار تخلص سردار بیگم نام متوطن لکھنؤ۔ مقیم اٹاوہ کا ہے یہ عورت اصل مین لکھنؤ

کے کسی شریف خاندان کی ہے۔ مگر عذر کے بعد بیوہ ہوکر پہلے کانپور پھر قنوج گئی۔ اور اپنی بیٹی مسماۃ کاظمی بیگم کو ناچ گانے کی تعلیم دلوائی۔ اور ڈیرہ داروں میں مل گئی۔ اب اٰلہ آباد میں مجرے کراتی ہے۔ ساہا بجواتی ہے۔ یہ عورت گو ناخواندہ ہے۔ مگر شعر کہتی ہے۔ طبیعت موزون رکھتی ہے۔ جو کہتی ہے اور دنسے لکھوا لیتی ہے۔ اسکی بیٹی اکثر اسکی غزلیں گاتی ہے۔ سردار میں ابتک شرافت کی بو پائی جاتی ہے۔ باتیں بڑی پکی ہے۔ دل لگی بازیمیں یکی ہے۔ میرے ایک مہربان مسافرانہ اور سیاحانہ اٰلہ آباد گئے۔ تو دو چار ہی روز کی صحبت میں اسکا ایسا پتلا حال ہوا کہ کچھ عرصہ کے بعد دلی میں چلی آئی۔ مغل متذکرہ ردیف میم نے اسکی دعوت کی۔ بندہ بھی وہاں موجود تھا۔ خوب جلسہ دیکھا۔ کاظمی وغیرہ کا گانا سنا۔ سردار کے شعر سنے۔ آدھی رات تک محفل کا لطف اٹھایا۔ پھر ہر ایک شخص نے اپنے اپنے گھر کا رستہ لیا۔ ابتک میرے عنایت فرما ان محبوبوں سے خط و کتابت رکھتے ہیں۔ انھیں کے ذریعہ سے یہ شعر بھی ملے ہیں جنکو ہم یہاں درج کرتے ہیں ؎

تنبیہ سبحان اللہ بہار مطبوعہ دفعہ ثالث میں خواہ مخواہ لکھدیا ہے کہ پہلے تو شین تھی اب میم ہے ناظران تحقیق طلب انصاف فرمائیں۔ چمن انداز کی نقالی اور اوسپر بہتان بندی ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

لگایا مینے جو تم سے دل کو تمہاری دلپر ہان نہوگا	اٹھائی صدمے ہین جتنے مینے جہانمین کسپر عیان نہوگا
ہے خوف مجکو اکیلے گھر کا کہ ہوگا وہاں پر گزارہ کیونکر	مدد کو میری جو لطف یزدان نہ ہم دم و ہمزبان نہوگا
لگایا گل سے جو دل کو تو نے سمجھ لیں تو اپنے بلبل کو	ہین چند روزہ بہار کے دن یہ گل تو روز خزان نہوگا
بہت کتابین پڑھی ہین مینے یہ نامنے اے شیخ صاحب	چھپاؤ ہنسکے حال دل کو نہاں یہ عشق بتان نہوگا
کیا ہے سردار نکو وہ شت شفیع ہونگے رسول داور	جو زلزلہ سے ببرد محشر زمین نہوگی زبان نہوگا
وہ تو ہمارا لیگئے بیٹھے بٹھائے دل	ہرگز نہ کوئی آپ سے اپنا پھنسائے دل

آتی نہین ہے نیند شب ہجر مین مجھے — ہے کوئی ایسا اُسے میرا پھیرلائے دل
فریاد کررہا ہون مین گھڑیال کی طرح — یارب وہ خود جلے جو ہمارا جلائے دل
بیجرم مجکو یار نے مارا ہے دوستو — اب دل ہی دلمین کہتا ہون فریاد ہائے دل
سردار روز حشر کو اُٹھکر کہیگی یہ — عاشق کہا تھا سنگ کا اپنا بنائے دل

دل مرا اُٹھ گیا زمانہ سے — موت آئے کسی بہانہ سے
نہ لگی آنکھ سحر تلک مجھے یاد اپنی دلا گئے — میرے پاس سے وہ چلے گئے مری دلکو لیکے ملا گئے
بیان مین کیا کرون تمسے نہایت بیقرار ہی ہے — پھنسا ہی دل مرا اُسسے مجھے اب ایسی ہی ہے
کڑی منزل بہت ہیگی مجھے اب خوف بھاری ہے — وہان کیونکر گزر ہوگا یہان اب اشک جاری ہے
اندھیری گور ہوویگی نہ کوئی دوسرا ہوگا — ملیگا وہ صنم کیونکر ہمین اب انتظاری ہے
فرشتے آگے پوچھینگے کہو سردار سوتی ہو — پڑھو کلمہ محمدؐ کا چلو اب فضل باری ہے

تریا چلتر کا نمونہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین کاظمی عرف مٹھن۔ بنت سردار کا ایک خط اپنے خواہندہ کے نام آیا کہ۔ سردار نے انتقال فرمایا۔ بحالتِ بیماری ایک غزل کہی تھی۔ اور نزع کی حالت مین یہ مصرع فرمایا۔

ہم دم سے گئے ہمدم کے لئے ہم کی قسم ہمدم نکلا

ہمتو عاشق اُسیکے ہوبیٹھے — دل سے صبر و قرار کھو بیٹھے
یاد ہمکو اُسیکی ہر دم ہے — دار فانی سے ہاتھ دھو بیٹھے
صورت اُسکی نظر نہ آئیگی — دل ہی دلمین کڑھا کرون بیٹھے
یہ ہی محشر مین کام آئیگا — کلمہ مصطفےٰ پڑھو بیٹھے
تکو تر اب یہ لازم ہے — نام رب کا جپا کرو بیٹھے

ہان وہ خط بندہ نے بھی پڑھا۔ بڑے سوز و گداز کا بھرا ہوا تھا۔ بلکہ مینے اُسکی تاریخ وفات کی فکر کی۔ تو یہ فقرہ پایا۔ (فیض ربانی کفیل) اور اُنکے یارون نے تو خوب

ماتم داری کی - گریہ وزاری کی - فاتحہ دلوائی - چہلم کیواسطے روپیہ بھجوائے - پس روپیو کی رسید پر اُوڑی شگوفہ کھلا - یعنی سرزار زندہ وسلامت تھی - یہ تو یارونکی صرف دل لگی تھی + میرے نزدیک یہ بھی روپیہ لینے کی ایک چال تھی - سچ ہے - تریا چلتر جانے نہ کوئی خسم مار کر ستی ہوئے "

سلطان تخلص سلطان بیگم نام - دختر نواب معتمد الدولہ بہادر لکھنوی کا تھا - جو ظریف و ذہین صاحب دیوان گزری ہے - اور شیرین کلامی کی داد یون دیگئی ہے ؎

کب تک یہ تیرِ ہجر کے صدمے اٹھائے دل	ڈر ہے یہی کہ جانسے اپنی سجائے دل
قاتل نے کب کہا تھا کہ آنکھیں لڑائے دل	آخر یہ میری جانپہ آئے بلائے دل
تھی وہ نگاہ یا کوئی ناوک کا تیر تھا	ملتے ہی آنکھ رہگیا میں کھٹکے ہائے دل
سینہ اگر ہے داغونسے معمور کیا ہوا	خالی ہے تیرے واسطے عشرتسرائے دل
سلطان غزل اک اور بدلکر ردیف لکھ	پر شرط ہے کہ لفظ گل آئے بجائے دل

شین کی ردیف

شرارت تخلص امیر جان نام بنت چھوٹے خاں - کنچن دہلوی +

تحقیق کنچن کے لفظ پر خیال آیا کہ عوام الناس کل کسبیوں کو کنجنیاں کہا کرتے ہیں - اور پنجابی اُنکو کنجریاں بولتے ہیں - دامن کوہ یعنی اضلاع ڈیرہ دون وغیرہ میں پاتراؤں کے نام سے پکاری جاتی ہیں - کہیں اجنیاں کہلاتی ہیں - مگر اسکی کچھ اصلیت نہیں کھلتی - کہ کیا بات ہے - صرف اسقدر تو مجکو دریافت ہوا ہے کہ - ہندوستان میں شیوع اسلام سے پہلے - جو ہنجیاں قاصہ تھیں - اُنکو پاترا - گائنان اپچھرا - اور گندھربنیاں وغیرہ کہتے تھے - سنسکرت میں انکو بابدو لکھا ہے - اور جب سے اس ملک میں مسلمانوں کا تسلط ہوا - اور اُنہوں نے کسی وجہ خاص سے مسلمانیوں کو پیشہ کرنے کی اجازت دی - پس جس قسم کے فرقہ مذکورہ سے اُسنے تعلیم پائی - اُسیکے نام

سے شہرت کمائی۔ یا جس جس قوم کی مسلمانیاں اُنہیں آئیں۔ اُسی اُسی کے فرقے اُنکے بنتے گئے۔ چنانچہ اب یہ نام اُنکے مشہور ہیں + کنچن۔ کنجر۔ نٹ۔ رمجنے۔ پاتر۔ راوت۔ دھیوت۔ اور ڈھیے وغیرہ ؛

انکے علاوہ اگر اب کوئی اور چھنال اپنے گھر بار سے جدا ہو کسبِ عام اختیار کرے۔ تو اُسکو خانگی کہتے ہیں۔ اور یہ لوگ جبتک دعوت وغیرہ لیکر اُسکو اپنے میں شامل نہ کرلیں۔ اُسوقت تک اُسکو حقیر جانتے ہیں۔ گو وہ کیسی ہی تمول یا صاحب ہنر کیوں نہو۔ اور خانگیوں کے لواحق اُنے یعنی کنچنیوں سے ملنا ننگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ گھنگرو باندھنا بھی عار جانتے ہیں۔ وہ اپنے تئیں شریف گنتے ہیں۔ اور اُنکو رذیل ؛

ان دونوں سے بڑھکر تیسرا فرقہ چھنالوں کا ہے۔ جو نہ تو سرکاری دکھائی میں جائیں نہ اسپتالوں سے غرض رکھیں۔ بالاہی بالا مزے لوٹیں۔ اور اُن دونوں پر تبرہ پڑھیں خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے ؛

آمدم برسرِ مطلب غرضیکہ یہ کنچنی متھرا۔ آگرہ۔ اور ٹونک وغیرہ کی سیر کرکے ابھی آئی ہے۔ آگرہ کے مجموعۃ الاشعار میں بھی اسکی ایک غزل چھپ گئی ہے۔ یہ دوسری غزل لاجواب ٹونک کے اخیر مشاعرہ کی خاص اُسکی زبانی سنکر اس تذکرہ میں درج ہوتی ہے اُسکا بیان ہے کہ گو میں پہلے شعر کہتی تھی مگر میاں امیر خانصاحب منیر اکبرآبادی مقیم متھرا کی شاگردی سے یہ رتبہ حاصل ہوا کہ سو پچاس غزلیں کہہ لی ہیں" ؛

درنمولا اسکا سن و سال تیس سے اوپر ہے۔ علم سے بے بہرہ ہے ہاں کچھ حرف شناس ہے کاتی ناچتی بھی ہے۔ چاوڑی کے بازار میں ایک کوٹھے پر رہتی ہے۔ ظاہر اخلیق معلوم ہوتی ہے۔ مشاعرہ مذکور کی طرح کا مصرعہ یہ ہے۔ جسکا پیش مصرعہ اس شاعرہ نے خوب چسپاں کیا ہے ؛

جو نہ کرنی تھی ہماری سادہ دل نے کی

ملہ ہمارا مجموعہ [illegible] میں چھپا ہے۔ اندازہ [illegible] نے کویا چار برس اب پچھی ہے۔ اسکو [illegible]

ایسی مجھپر رات مشکل فرقتِ قاتل نے کی
ساتھ میرے صبح مرمر کر مسری مشکل نے کی

روسیاہی شب کو اپنی مشعلِ محفل نے کی
ہوگئی گل۔ ساق واجب بزم میں قاتل نے کی

آرزوئے بوسہ گر دلمیں کسی سائل نے کی
ہوگئی تدبیر درپردہ لبِ سکے سلنے کی

سینکڑوں منزل عدم سے آگے وحشت لیگئی
خاک اب عنقا کریگا فکر میرے ملنے کی

سایہ میرا مشعلِ برقِ تجلی ہوگیا
یہ نظر پر نور مجھپر کس مہ کامل نے کی

دور تھی۔ لیکن ہمارے ضعف پر کچھ رحم کر
پیشوائی سینکڑوں منزل میری منزل نے کی

بس نہیں چلتا ہے یارب کیا کریں ناچار ہیں؟
جو نکرنی تھی ہمارے ساتھ وہ اس دل نے کی

ایسی دریائے بلا میں غرق ہے کشتی مری
توبہ جسکے نام سے ای ناخدا ساحل نے کی

اسکو تم جوہر نسمجھو اپنے رہنے کے لئے
تیغ قاتل میں جگہ خونِ رگِ بسمل نے کی

گرمیٔ سوزِ جگر سے ہوگیا ہوں جل کے خاک
یہ شرارت آتشیں رخسار سے قاتل نے کی

شرفن نامی کانپوری رقاصہ کا صرف یہی کلام نظر سے گزرا۔ جو مذاقِ احباب ہوا۔ اسکا اور احوال نکھلا ؎

رات کو ایسا چڑھا نالہ فلک سے مل گیا
کیا کہوں عرشِ معلّٰی تک بھی سارا ہل گیا

یاد رکھتا خود بخود طبقہ الٹ دونگا میں
کوچۂ سفاک میں مجھسا اگر بسمل گیا

ڈھونڈتا کب سے ہوں دلکو کچھ پتا لگتا نہیں
اشک کر رہے میں شاید دل بھی آنسو میں مل گیا

دور سے قاصد پھرا ناشاد۔ وہ آیا نہ ہاتھ
کیا کرے قاصد بیچارا تو کئی منزل گیا

سو جھتا کچھ بھی نہیں تجکو بھلا کیا کیجئے
جسکو سمجھا تھا برا شرفن اُسی پر دل گیا

شرم تخلص کا چھوٹے صاحب نام ہے۔ اور اسکا لکھنؤ میں مقام ہے ؎

مردے زندہ ہوگئے پازیب کی جھنکار سے
ہر قدم پر حشر برپا ہے تری رفتار سے

یہ کس رشک مہ کا نظارہ ہوا ہے
کہ خورشید آنکھو نکا تارا ہوا ہے

ملے غیر سے یار آنکھوں کے آگے	مرے جان یہ کس کو گوارا ہوا ہے!

شرم تخلص اور شمس النساء نام بنت حکیم قمر الدین۔ شاگرد خواجہ وزیر کا ہے۔ اس شاعرۂ بنارسی الاصل لکھنؤی المسکن صاحبِ دیوان عروض و قافیہ داں کے چند شعر لکھتا ہوں انہیں سے اسکی شیریں کلامی خوش بیانی ظاہر کرتا ہوں ؎

جو تیری کاکلِ مشکیں کی بو صبا لائی	دماغِ عرش پہ اس خاکسار کا پہنچا
پڑے جو عکس گلِ تر ہزار بن جائیں	کہ شاخِ گل سی بھی نازک ہے یار کا پہونچا
مثالِ غنچہ تو کیوں دل گرفتہ ہے اے شرم!	خوشی خط ہو ترے اب گلعذار کا پہنچا
پھلے ثابت کریں اس وحشی کی تقصیریں دو	کیوں مری پانو میں پھناتی ہیں زنجیریں دو
دونو زلفوں کا تری آیا جو وحشت میں خیال	پڑ گئیں پانو میں میرے وہیں زنجیریں دو
کہا قاصد نے کہ۔ لایا ہو نہیں پیغامِ وصال	آج خاعت مجھے پھناؤ کہ۔ جاگیریں دو
درد دل دور ہوا سینہ کی سوزش بھی گئی	شربتِ وصل میں تیرے ہیں یہ تاثیریں دو
یا بہانہ سے بلائیں اُسے یا خط ہی لکھیں	شرم کیا خوب یہ سوجھیں ہمیں تدبیریں دو

شیریں تخلص جانِ نام بنت بندا طوایف۔ ساکن جلیسر ضلع متھرا۔ مقیم کوئل۔ عرف علیگڑھ کا ہے۔ جو میرے عنایت فرما میرزا امیر بیگ صاحب میرزا تخلص دہلوی رونق افزائے کوئل کی صحبت سے شعر کہتی ہے۔ یہ مقطع اُس ذکی کا ہے جو سنا سُنایا یاد رھگیا ؎

شیریں ایسا کچھ آفسوں پڑھ کہ شوخی قید ہو جائے	غزالانِ حرم سے اُڑ کے چشمِ یار میں آئے

شوخ تخلص گنا بیگم نام زوجۂ نواب عماد الملک غازی الدین خاں بہادر نظام مرحوم وزیر عالمگیر ثانی کا ہے۔ بعض تذکرہ نویس اسکو تخلص بنام شاگرد میر قمر الدین منت لکھ گئے ہیں۔ اور کسی نے اُسکا تخلص منتظر قرار دیا ہے۔ ایک کا قول ہے کہ۔ یہ شاعرہ علی قلی خان شمس انگشتی کی بیٹی نظام کی منکوحہ ہے۔ میر سوز اور رفیع السودا

ملاں شاید ردیف کی رعایت لفظ پر رکھی گئی ہے۔ ۱۲ منہ علی اللہ عفہ

سے اصلاح لیتی تھی۔ ایک شاعر اپنی کتاب میں اسکا نام زیب النسا لکھتا ہے۔ یا شاید کسی کاتب یا مصحح کی غلطی ہوئی ہو۔ کیونکہ نگہت سا محقق اور ایسی غلطی کرے۔ خیر میر قطب الدین صاحب باطن اکبر آبادی اپنے نغمۂ عندلیب میں اس نازک خیال کی نسبت یوں نغمہ سرائی فرماتے ہیں۔ "گنّا بیگم از خاندانِ عصمت جناب نواب عماد الملک غازی الدین خاں دختر علی قلی خاں نظام تخلص" خاکسار بیچارہ ان کا فہم ناقص اس فقرہ میں کئی جگہ سرگردان ہے۔ اوّل تو یہ کہ نظام تخلص کسکا تھا؟ ایا علی قلیخاں کا یا گنّا بیگم کا اور یہ دونو توہم غلط ہیں "از خاندان عماد الملک" کے معنی ظاہر نہیں کرتے کہ یہ اُس نواب کی بیگم تھی ؎ سبحان اللہ اسی برتے پر حضرت اپنے مسکن کو فخر دہلی اور حدِ دہلی کہتے ہیں۔ دلی والوں پر زبانِ طعن دراز فرماتے ہیں۔ کیا کیا عمدہ فقرے نئی نئی ترکیبیں گھڑتے ہیں۔ شیفتہ و آزردہ و مومن و وحشت و صاحب و غالب علی کل غالب تک پر مُنہ آتے ہیں ؎ بہر کیف شاعرہ موصوفہ کے لطائف دیکھئے۔ اشعار پڑھئے۔ ان فتنہ انگیز باتوں سے درگزریئے ؎

حکایت ایک دن کا مذکور ہے جو تذکرہ نمیں مسطور ہے کہ۔ نواب صاحب باغ نمین تشریف لائے۔ بیگم صاحبہ کو سیر چمن میں مصروف پایا۔ فرمایا کہ "چلو بارہ دری میں بیٹھکر سیر کریں"۔ جواب ملا کہ "حضور تشریف لیچلیں لونڈی بھی حاضر ہوتی ہے"۔ غرض کہ نواب صاحب تخت جا بیٹھے۔ فوراً باغ کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نے خواب نوشین کا شربت پلایا۔ اتنے میں بیگم صاحبہ بھی درآمد ہوئیں۔ آپکو سوتے دیکھ واپس چلیں۔ مگر اُنکے پاؤنکی آہٹ سے غزالِ خواب رم کرگیا۔ نواب صاحب نے معاً یہ مصرعہ فرمایا ؎

	آکر ہماری نعش پہ کیا کر چلے

اس حاضر جواب نے کہا ؎

	خوابِ عدم سے فتنہ کو بیدار کر چلے

تنبیہ مینے یہ حکایت بہارستان ناز مطبوعہ دفعہ اول سے نقل کی تھی مگر اب تحقیق ہوگیا کہ یہ شعر میرزا عظیم اللہ بیگ عظیم شاگرد حاتم کا ہے۔ واللہ عالم۔ بہار آرا نے یہ حکایت کہاں سے نقل کی تھی دیکھو ند کرۂ گلشن بیخار ؎

روایت ایک روز نواب صاحب نے یہ شعر موزوں کیا ؎

سر سے پاؤں تک سفیدی آگئی تسخیر حال | شمع سی ہمنے نہیں دیکھی کوئی بوڑھی چھنال

اس کا جواب اس بدیہہ گو سے آیا ؎

پردۂ فانوس میں رکھتی ہے عصمت کو سنبھال | کاٹ لو اسکی زباں جو شمع کو بولی چھنال

اب اسکے اشعار پُر مذاق ملاحظہ فرمائیے ؎

نیم بسمل نہ چھوڑ جانا تھا | ہاتھ ایک اور بھی لگانا تھا

ہماری خاک پہ اُس گل نے جب گزر کیا | دمِ مسیح نے سر سے آشکار کیا

یا الٰہی یہ کس سے کام پڑا | دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا

شمع کو چہرۂ دلدار سے کیا ہے نسبت | کیونکہ یہ ہے رخِ خنداں وہ ہے روتی صورت

شب کو میاں طلب میں تیری بھبھک بھبھک | جوں حلقہ در پہ رگڑے سر کو پٹک پٹک

میری بھی مشتِ خاک کا کچھ پایہ ہے ضرور | اے جامہ زیب جائیو دامن جھٹک جھٹک

مقابل ہو اگر کبھی ترے مصری چبا جاؤں | تری آنکھوں کی بیچشمی کرے بادام کھا جاؤں

آیا نہ کبھی خواب میں بھی وصل میسر | کیا جانئے کس ساعتِ بد آنکھ لگی تھی

ابر چھایا ہے مینہہ برستا ہے | جلد آجا کہ جی ترستا ہے

لے اڑی طرزِ فغان بلبلِ نالاں ہمسے | گل نے سیکھی روشِ چاکِ گریباں ہمسے

شمع کی طرح کون رو جانے | جسکے جی کو لگی ہو سو جانے

رقیبوں سے وہ جب ہنس ہنس کے تھے روبرو میرے | مری ہر مژہ سے در دِ جگر موتی پروتی تھی

تیرے منہ کی تجلی دیکھکر کل رات حیرت سے | زمیں پر لوٹتی تھی چاندنی اور شمع روتی تھی

جسطرح لگی دلکو مرے چاہ کسیکی — اسطرح نہ لگیو مرے اللہ کسیکی
اس زلف دراز اپنی کو عالم نکتر دی — کیا فائدہ جو عمر ہو کوتاہ کسیکی
نے نامہ پیغام زبانی نہ نشانی — حالت سے کوئی کیونکہ ہو آگاہ کسیکی
عندلیبوں کو وہ گلزار مبارک ہووے — ہمکو یہ سایۂ دیوار مبارک ہووے
راتدن جس لئے روتے ہو سو لدکر کہ — ایکدن تمکو وہ دیدار مبارک ہووے
جھوٹھ کہتا ہے تو قاصد زبانی پیغام — مجکو باور نہیں جب تک نشانی آوے
مجھسے کرتی ہی رہی زلف کجی کیا کیجے؟ — دل میرا لیکے یہ کہتی ہی رہی "کیا کیجے"؟
بغیر دیکھے تیرے اتو نہیں رہتی چشم — اسکی تدبیر کہو اتو اجی! کیا کیجے؟
جی تک بھی اگر چاہو تو سو اس نہیں ہے — کچھ اور جو ڈھونڈو تو مرے پاس نہیں ہے
اب خوابمیں ہی۔ وصل تراہوی تو ہووے — ظاہر میں تو ملنے کی ہمیں آس نہیں ہے
یا پردہ میں ہے اور عیش سے مایوسی ہے — نقش یا تک بھی مرے در پے جاسوسی ہے

شیرین تخلص اور بیگا نام ہے۔ اس شاعرہ کا لکھنؤ مقام ہے پہلے میر محمدی مہر سے ہم مشورہ رہی۔ پھر شیخ امداد علی بحر کی طبع مواج سے لب ریز سخن ہو کر صاحب دیوان ہو گئی۔ اسکی کئی غزلیں فارسی اور اردو کی بندہ کے پاس ہیں۔ جنکے چند اشعار اپنے اپنے موقع پر لکھے ہیں۔ سخن فہم ملاحظہ فرمائیں اور اسکی ذہانت کی داد دیں ؎

سنتا ہے کون کس سے کہوں ماجرائے دل — بہتر یہ ہے نہ کوئی کسی سے لگائے دل
کیونکر رہیں حواس؟ جو قابو سے جائے دل — ای کاش موت آئے کسی پر نہ آئے دل
باتیں وہ دلفریب ادائیں وہ دل ربا — ایسی پری خصال پہ کیونکر نہ آئے دل؟
کیونکر اسے نکال کے سینہ سے پھینکدیں؟ — زلفو نہیں پھر کسیکی نہ مجکو پھنسائے دل
الفت بھی چاہیئے پہ ذرا دیکھ بھال کر — ہر شعلہ رو کو چاہیے تو چوہے میں جائے دل

---

۱ بہ لفظ اج ل اکثر محاورہ میں الیطرح مستعمل ہے کہ پہلے کسو کی بولتے تھے اس شاعرہ نے بھی اسکو اردو سے باندھا کہ میں نے سنے لکھدیا ہو نہ ہو صحیح نہ ہو

یہ مہر و بمیروت و نا آشنا ہو تم
مجھسے خدا نخواستہ کوئی لگائی دل

شیریں کا یہ کلام ہے ہر وقت ہر گھڑی
جسکو خدا خراب کرے وہ لگائی دل

پریزادوں میں تم مشہور ہیں مشہور دیوانہ
اگر تم شمع محفل ہو۔ تو بندہ ہے پروانہ

گر اجو ہاتھ سے ساقی کے شیشہ ہو گیا ثابت
ہماری زندگانی کا ہوا لبریز پیمانہ

کہیں عشق حقیقی ہے کہیں عشق مجازی ہے
کوئی مسجد بناتا ہے کہیں بنتا ہے تجانہ

ہو میدان قیامت میں بھی دور ساغر مل کا
رہے آباد یارب حشر تک ساقی کا میخانہ

نہیں مسند تو کیا پروا۔ خدا پر اپنا تکیہ ہے
فقیری میں بھی اے شیریں ہے شاہانہ

اشعار متفرقات از غزلیات موجودہ

اُسنے جب مسی لگائی اور جوبن ہو گیا
برگ گل اعجاز لب سے برگ سوسن ہو گیا

آنکھ اُٹھا کر ادھر اُدھر دیکھا
ہر طرف تجکو جلوہ گر دیکھا

لخت دل آئے شاخ مژگاں پر
نخل الفت کا یہ ثمرہ دیکھا

دہن یار کا بوسہ نہیں ملتا دلکو
چشمۂ آب بقا پر ہے سکندر بیتاب

دلمیں جگہ بنائی ہے رہنے کی آپنے
حیراں ہوں مثل آئینہ آئی کدہر سے آپ

ہوئی ہے ہمیں لطف و آبرد کی الفت
مقدر میں تھی سانپ و بچھو کی الفت

چمکتے ہیں گیسو پہ افشاں کے ذرے
ہوئی شاخ سنبل کو جگنو کی الفت

خاکیا جانکر مجھے اپنا
دلمیں رکھو غبار کیا باعث ؟

وہ عالم ہے ترے گورے بدنمیں
جو دیکھے چاند آجائے گہن میں

خدا جانے کیا دلمیں ہے بدگمانی ؟
میرے ہاتھ کا پان کھاتے نہیں ہو

شیریں تخلص ہے اُس اسم با مسمی سخن گو معنی فہم کا۔ جو نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ والی ریاست بھوپال ادام اللہ سلطنتہا صاحب دیوان ہیں۔ مولوی حسیب الدین احمد

صاحب ذیت مرحوم: ارسی گو آپکے کلام پاک کو پاک نظر سے فرماتے تھے۔ اگر حضور کے اوصاف ہمایوں تحریر کرنے چاہوں۔ تو ایک دفتر بھروں پھر بھی یکے از ہزار نہ لکھ سکوں۔ اس سبب سے فرط ادب اُسکے لکھنے کی اجازت نہیں دیتا مجبور ایک غزل تبرکاً نذر احباب ہے ؎

خالق ہے خدائے سحر و شام ہمارا — مشہور اسی سے یہ کیا نام ہمارا
پیدا ہوئے ہم اُمتِ محبوبِ خدا میں — برتر نہو کیوں جا رتبۂ اسلام ہمارا
آتی ہے ہوا سرد گھٹا اٹھتی ہے گھنگھور — منگواؤ صراحی مئی و جام ہمارا
بیتابیٔ دل اُسکے بھی دل میں تو اثر کر — مدت سے یہی تجھ سے ہے پیغام ہمارا
اے بادِ صبا تو ہی تن زار کو لے چل — گلزار میں آیا ہے وہ گلفام ہمارا
ہم کرتے ہیں حج کوچۂ دلدار کا اپنے — ہے چادرِ تن جامۂ احرام ہمارا
فرقت میں تیری ساتھ دیا اپنا اُسی نے — کام آیا بہت یہ دلِ ناکام ہمارا
پہلی سی رُکاوٹ نہیں اب نظرِ لطف میں — آغاز سے بہتر ہوا انجام ہمارا
کافر کیا مجکو۔ تری اس زلف نے کافر! — اس لام نے کھویا ترے اسلام ہمارا
دنیا میں بڑا شور ہے شکر شکنی کا — شیریں جو تخلص میں ہوا نام ہمارا

شیریں تخلص شیریں وحید نام لکھنوی شاعرہ کا ہے۔ رسالہ سیر سیاح میاں اللہ داد خانصاحب صاحب لطائف نبی سے معلوم ہوا کہ۔ یہ رقاصۂ محبوبہ ہنوز اپنا ناز و انداز دکھا رہی ہے۔ اور اس طرز پر غزل طرازی کرتی ہے ؎

فصلِ گل آتی ہے ہاتھ دستِ جنوں دھیان رہے — ٹکڑے دامن ہو سلامت نہ گریبان رہے
دل پسا جاتا ہے قدموں کے تلے صاحب کے — پانو آہستہ سے رکھنے کا ذرا دھیان رہے
تری صورت پہ نظر ہو ترے قدموں پہ سر — تری الفت میں مروں میرا یہ ایمان رہے
خانۂ جسم سے یہ کہکے سدھاری مری روح — اپنے گھر جاتے ہیں۔ تھوڑی یہاں مہمان رہے

کیوں حضور! آپ نے وعدہ ہی پہ ٹالا برسوں
کسی شب آ کے نہ گھر میں مرے مہمان رہے

اب یہ خالق سے شب و روز دعا ہے شیریں
کہ "سدا دینِ محمد میرا ایمان رہے"

آرزو کوئی نہ بر آئی فلک کے ہاتھوں
دل بیتاب میں لاکھوں مرے ارمان رہے

صادِ سعفص کی ردیف

صاحب

صاحب تخلص امتہ الفاطمہ نام مشہور بہ صاحب جی۔ غدر سے پہلے پورب سے طلوع ہو کر جلوہ افروزِ دہلی ہوئی۔ حکیم مومن خانصاحب مومن مرحوم سے اپنی بیماری کا علاج چاہا۔ مگر یہاں یہ نقشہ ہوا ؎ مژدہ باد اے مرگِ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے یعنی حکیم صاحب حکمت کا رستہ بھول از خود فراموش ہو۔ نسخۂ عشق کا درس شروع کر دیجئے اس وفادار نے بھی اپنے مریض طبیب کو برابر ایک سال تک خوب ہی دل کھول کر شربتِ وصل پلایا۔ جب فریقین کو صحتِ کلی و تشفیٔ دلی حاصل ہو گئی تو یہ دلربا لکھنؤ کو چلی گئی۔ حضرت نے نسخہ مثنوی قول غمیں کا اسکی مفارقت کے بیان میں خوب موزون فرمایا ہے۔ اپنے فیضِ صحبت سے اس محبوبۂ عاشق نواز کو شاعرہ بھی بنا دیا ہے۔ اب نہیں معلوم کہ یہ رنڈی زندہ ہے یا مر گئی۔ مگر یار و نکی یادگار کیواسطے یہ کلام چھوڑ گئی ؎

رقیبو! کا جانا کہاں دیکھتا تو
سما یہ مرے گھر میں آیا تو دیکھا

نہ کیا بت صنم کے نظارہ میں زاہد!
یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا

کھولے ہیں اسنے پیرہن یوسفی کے بند
ملے کر رکھے نسیم سے کہدو کھلا دیکھا

نظر ہے جانب اغیار دیکھئے کیا ہو؟
پھری ہے کچھ نظر یار دیکھئے کیا ہو؟

جو خطِ جبیں کا مرے کاتب ہے اُسی کو
دکھلانا مرا نامۂ اعمال الٰہی!

صاحب جو بنایا ہے۔ تو مانند زلیخا
یوسف سا غلام اک مجھے دیڈال الٰہی!

صدر تخلص نواب صدر محل صاحبکا ہے انکا اور کچھ حال عاصی پر معاصی کو معلوم نہیں ہوا صرف اتنا سُنا کہ اس شاعرۂ لکھنوی کا ایک دیوان بنام بادشاہ نامہ اور ایک نامہ اسم گلدستہ تصنیف ہو چکا ہے ہنوز مشقِ سخن جاری ہے۔ یہ غزل اُسکی بھر یادگاری ہے ؎

جوشِ جنوں میں اتدن سے رہا الگ الگ	میں ہوں جمع الگ الگ لوگ جدا الگ الگ
مینے بلائیں لینے کو ہاتھ بڑھائے جب اُدھر	مُنھ کو پھیر آکے یار نے مجھسے کہا الگ الگ
شمع جلانے آئے ہیں۔ آج وہ میری قبر پر	چلیو خدا کیواسطے بادِ فنا الگ الگ
خاک ہو زندگی بھلا تیرے مریضِ عشق کی	میں ہوں دوا سے اور درد درد مجھسے دوا الگ الگ
ہجر میں خاک اُڑی۔ انکو ہوا نہ کچھ اثر	نالے گئے الگ الگ آہ رسا الگ الگ
حسرت و آرزوئے وصل۔ درد و مصیبتِ فراق	سب کا ہے لطف الگ الگ سب کا مزا الگ الگ
صدر وہ کم نصیب ہوں ہجر میں گر اُٹھاؤں ہاتھ	
بابِ قبول سے رہے میری دعا الگ الگ	

صنم تخلص کی درگا نامی اکبرآبادی ایک مغنی ہے۔ جو اس زمانہ میں بنام درگا بائی شہرت رکھتی ہے۔ کسی راجہ کی سرکار میں گانے پر نوکر ہے۔ اور نہایت متمول ہے میرے دو تین دوستوں نے جنھوں نے اُسکی صحبت کا حظ اُٹھایا ہے۔ اُسکی لیاقت اور حسنِ اخلاق کی بہت تعریف کی ہے۔ ایک مہربان نے اُسکا تخلص الفظ بتایا تھا۔ مگر کلام اوّل اوّل معلوم ہوتا ہے۔ بہرکیف یہی کلام اُسکا اسوقت موجود ہے ؎

چھپایا گر رخِ پُرنور اپنا	جئے گا طالبِ دیدار کیونکر؟
رومال کے لباس میں ابر آکے بارہا	پانی پیا کیا میری چشمِ پر آب سے

صنوبر تخلص اور جیونی نام سے [illegible] بصر کی طوائفوں میں کوئی گنجری تھی۔ جو

[illegible] کو دیکھا ہے۔ کیونکہ جناب اکبر اس شاعرہ سے [illegible] اول یا دوسرے دفعہ میں اسکا ذکر کیا ہوتا۔ اب دفعہ ثالث میں جس انداز کی نقاشی سے سخن سازی کیا کرتی ہو۔ ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

مدت تک دہلی میں رہکر رہکر اسے عقبیٰ ہوئی۔ بہار ہیں مذکور ہے کہ یہ شاعرہ بنواح قدم شریف مدفون ہے۔ سنہ ۱۲۱۹ ہجری میں اسنے اپنی جدائی کے داغ کا گل کھلایا تھا۔ مگر گلدستۂ سخن اسکا ابتک اُسی طرح تازہ ہے ؎

زندگی تک کسے یار ہیں وہ لوگ	مر گئے پر یہ آشنا کسکے
دل ندے انکو تو خدا کو مان	اے ضیا بت بھلا کسکے

ضاد ضغ کی ردیف

ضرورت تخلص شرف النسا نام زوجۂ میرزا کوچک مرحوم نسل تیموریہ سے تھی ؎

سرسبز رہے باغ سادین نبی کا	مکی مدنی ہاشمی و مطلبی کا
یارب ہے شاداب ہمیشہ چمن دیں	مکی مدنی ہاشمی و مطلبی کا

ضیا تخلص ضیائی بیگم نام۔ زوجہ حکیم انور علی۔ لکھنوی۔ بقول صاحب بہار یہ شاعرہ فاضلہ عربی و فارسی زبانوں میں بھی شعر کہتی تھی۔ باسٹھ برس سے زیادہ عمر کی ہوکر عالم ملک بقا ہوئی۔ یہ نمونہ اُسکی ریختہ گوئی کا ہے اور اچھا ہے ؎

تمہارا ہمسے۔ ہمارا تمسے۔ نہ اُٹھ سکیگا عتاب ہرگز ؎

اُٹھے تو کیونکر اُٹھے ہے بتاؤ کہ۔ تم ہو نازک میں ناتواں ہوں

میں ہوں وہ ننگِ خلق کہ کہتی ہے مجکو خاک	اُسکو بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی؟
مینے پوچھا قتل مجکو کیجئے گا کس طرح؟	بولے غفلت سے کبھی۔ گاہے نگاہِ تیز سے
سوتے میں شب جو بیچ کھلے زلفِ یار کے	دعوی دروغ ہوگئے مشکِ تتار کے
شمشاد گرد سایۂ قامت چمن میں ہیں	خورشید و مہ شعاع ہیں رخسارِ یار کے
بیوجہ بو شراب کی منھ میں نہیں ضیا!	چوسے ہیں ہونٹ تجھے کسی بادہ خوار کے

طا مہملہ کی ردیف

طلب

طلب مجہول الحال کسی عورت کی یہ مقال ہے ؎

طلب کو حسب تھی جو دیدار کی | کھلی رہگئی آنکھ بیمار کی

ظاء معجمہ کی ردیف

ظرافت

ظرافت جو گلستان سخن میں مسطور ہے۔ وہی یاں بھی مذکور ہے کہ یہ ظریف ایک پردہ نشین ہے جو کبھی شوخ رویوں اور دلبروں کے زمرہ میں شمار کیجاتی تھی ؎

اُسکے لب میں شراب سے بہتر | جس سے ہے آفتاب سے بہتر

عین بنیقطہ کی ردیف

عابد

عابد تخلص نواب مراد بیگم صاحبہ مرحومہ عابدہ فاضلہ کا تھا۔ جو نواب محمد یوسف علیخان بہادر مغفور والی رامپور کی دختر نیک اختر تھی۔ اور نواب زین العابدین خاں بہادر حال فوجدار راج سوائی جیپور کی محل خاص شمار کیجاتی تھی۔ علم و فضل میں گویا زیب النسا یعنی مخفی ثانی تھی۔ چنانچہ دبیر یکتا شاعر بیہمتا منشی محمد علی جویا مرادآبادی مقیم جیپور اپنی کتاب سرو دلبہی یعنی خیابان تاریخ میں زیب ارقام فرماتے ہیں۔ میں اُسیکے خرمن فیض کا خوشہ چین ہوں۔ اور یہ نگینی کلام اُسیکے مطبع سخن کا فیض ہے" ؎ الغرض بیگم صاحبہ مرحومہ دیوان فارسی و اُردو اور نیز مثنوی شکاری کے بیان میں یادگاری کے لئے چھوڑ گئی ہیں مگر افسوس کہ میری نظر سے ابتک اس عابدہ عارفہ فاضلہ کاملہ کا کلام نہیں گزرا مجبوراً اسکا وہی شعر لکھنا پڑا جسکا آخری مصرعہ بے کم و کاست اسکی تاریخ وفات ظاہر کرتا ہے۔ اور جویا موصوف نے اُسکو یوں تظمین فرمایا ہے ؎

یہ کرامت اُسکی ہے جویا کہ خود فرما دیا | (تا قیامت رحمتِ خلاقِ باری قبر کو)

کشتہ ہیں ای لاغری ہم رنگ گندم گوں کے جو ۱۲۸۶ ہے شکن گندم کی بس کاہی ہماری قبر کو"

تاریخ گوئی کا بیان

تمہید

ناظرانِ علم دوست کیخدمت میں عرض کیا جاتا ہے کہ۔ گو بندہ نے اپنے تذکرہ گلدستہ نادر الاذکار میں رمز البلاغت درج کی ہے۔ وہاں سے تاریخ گوئی کا ڈھنگ بھی کچھ اخذ ہو سکتا ہے۔ اور نیز میرے مہربان میر عباس صاحب نے ایک رسالہ بنام استخراج التواریخ چھپوا دیا ہے۔ پس یہاں زیادہ توضیح کی کچھ حاجت نہیں تھی۔ الا جو یا ممدوح کی کتاب لاجواب مسطور میں عجیب عجیب باتیں نظر آئیں۔ بے اختیار دل چاہا کہ۔ اُسکا لبِ لباب بھی نذرِ احباب ہو۔ پس نادر یاوہ گو عرض کرتا ہے ؎

عام باتیں جنکی واقفیت تاریخ گو کو لابدی ہے

ایسے چند حرفوں کے اجتماع کو تاریخ کا مادہ کہتے ہیں جنکے عدد جو جمل کے حساب سے حاصل ہوں سنہ و سال مطلوبہ کے برابر ہوں ؎

اب عام ہے کہ جملہ جسکو مادہ قرار دیا ہے موزوں ہو یا ناموزوں یعنی پیوستہ ہو خواہ پراگندہ ؎

سب سے بہتر وہ مادہ ہے جو اُس واقعہ پر دلالت کرتا ہو جسکی کہ۔ وہ تاریخ ہے۔ مثلاً میرزا رفیع السودا نے کسیکے باغ کی تاریخ میں کیا خوب کہا ہے ؎

سر عدو سے بہارش بریدم و گفتم	بگلشن تو الٰہی گزند دوے نرسد

مادہ تین طرح کا ہوتا ہے۔ کامل۔ ناقص۔ زائد

کامل جیسے مراۃ خیالی ۱۲۴۲ اس کتاب کا نام ہے ؎

ناقص جسکے عدد کچھ کم ہوں اور باشارۂ لطیفہ اُسپر کوئی حرف بڑھا کر سنہ مطلوب

نکالیں۔ جیسے جناب میر زا قربان علی بیگ صاحب سالک مدظلہ العالی نے بندہ کے تذکرہ نادر الاذکار کی تاریخ یوں موزوں فرمائی ہے۔ اور اس عمل کو تعمیہ کہتے ہیں ؎

زرشح کلک نادر نقش نادر برائے سال تالیف از سر فہم		ترا دید و میسر گشت کامش ۱۲۰۸ نہاد ہ نادر الاذکار نامش	

زائد وہ مادہ ہے کہ جسکے عدد اعداد مطلوبہ سے زیادہ ہو جائیں۔ اور اُسکو بکنایہ فصیح کم کریں۔ اس عمل کا نام تخرجہ ہے۔ جیسے بندہ کے شجرۂ خاندان تیموریہ کی تاریخ چھپی ہے ؎

بے سر بغض اے نکو سیرت ہست تاریخ غیرت گلزار			

یاد رکھو کہ چند باتیں فن معما کی تاریخ گویوں نے مان رکھی ہیں جو تعمیہ و تخرجہ کے علمیں مستعمل ہیں ذہن میں اُنکا حاضر رکھنا ضروریات سے ہے ؎

تعمیہ و تخرجہ اکثر دو حرفی سہ حرفی لفظ کے ایک حرف سے کیا کرتے ہیں۔ پس سر کلمہ کے حرف کو ابتدا۔ اول۔ لب۔ دست۔ چشم۔ رخ۔ دہان۔ دندان۔ روے۔ زبان۔ بینی۔ پیش۔ شاخ۔ سینگ۔ راس۔ سر۔ جعد۔ چوٹی۔ وغیرہ الفاظ سے تشبیہ دیتے ہیں ؎

دوسرے حرف کو کہ۔ وسط کلمہ ہو ان ناموں سے یاد کرتے ہیں ؎

وسط۔ اوسط۔ درمیان۔ میان۔ کمر۔ ضمیر۔ دل۔ جگر۔ قلب۔ شکم۔ پہلو۔ بازو۔ ناف۔ وغیرہ ؎

تیسرے حرف کے یہ نشان مقرر ہیں جو اکثر کلمہ کا اخیر ہوتا ہے ؎

انجام۔ پا۔ پس۔ پایاں۔ انتہا۔ حد۔ آخیر۔ دُم۔ پاشنہ۔ زانو۔ وغیرہ ؎

اگر میں ان سب کی مثالیں لکھوں۔ تو طول فضول ہو۔ مختلف شاعروں کی تاریخیں دیکھو سب کی مثالیں ظاہر ہیں۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ ؎

جمل کا حساب اس نظم سے ظاہر ہے۔ اور ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ۔ ان آٹھ کلموں میں عربی کے اٹھائیس حرف موجود ہیں۔ انکے مقابلات (ٹ پ چ ڈ ڑ ژ گ) کے اعداد بھی انہیں کے مطابق شمار میں آتے ہیں مخلوط الہجا حرفوں کے عدد انکی ترکیب کے موافق گنے جاتے ہیں۔ کہ بیانیہ وغیرہ کے اکثر پچیس سمجھے جاتے ہیں ✦

نکتہ منتخب التواریخ والہ سلطان محمد عادل عرف عدلی سور کے ذکر میں لکھتا ہے کہ اضافت کے ہمزہ کا ایکعدد شمار کر لیتے ہیں ✦

تو ابجد سے حطی تک ایک ایک گن	مگر تا بہ سعفص دے دس دس بڑھا
پھر آگے سے سو سو فزوں کر کے یا	دل اپنا جمل سے لے تا در بچھڑھا

خاص سرودغیبی کی اصطلاحیں

واضح ہو کہ اب شاعر تاریخ گوئی میں صنعتوں کو بہت کم برتتے ہیں۔ بلکہ اکثر تو سمجھ بھی نہیں سکتے نظر براں چند صنعتوں کی تعریف مع امثلہ لکھتا ہوں ✦

صنعت صوری و معنوی جس مادہ کے اعداد سے ایک سنہ اور الفاظ سے دوسرے سن نکلیں۔ وہ اس نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جیسا ✦ یکہزار و دو صد و ہشتاد و شش۔ تاریخ بنائے مدرسۃ العلوم علیگڑھ اٹھارہ سے پچھتر ✦ جسکے حرفوں سے سنہ ۱۲۹۳ ہجری ظاہر ہیں ✦

اور جائز ہے کہ۔ خواہ دونوں طرح ایک ہی سنہ نکالیں ✦

صنعت تجنیس تجنیس کی ایک قسم تجنیس خطی یہاں کام آتی ہے کہ نقطوں وغیرہ کی تبدیلی سے سنہ پڑھے جاتے ہیں ✦

اٹھارہ سے پہنچتر و یا سر میں مار

ف بعض شاعر اس مادہ کو اس نام سے یاد فرماتے ہیں۔ جس میں تاریخ بننے کا نام ہو اور اسکے عدد سال ظاہر

دیکھو اٹھارہ سے بہتر سنہ عیسوی ہیں ۔ ایضاً تین بتاسوں کی رسید کی تاریخ ۔

	سنہ تازہ شکے بتاسے آئے

پس سنہ بارہ سے بیاسی بھی اسیکو پڑھ سکتے ہیں ۔ اور عدد بھی مطابق ہیں ۔

صنعت مرصّع جسکے مادہ کا ایک حرف نقطہ دار ہو اور دوسرا بنیقطہ ۔

تنبیہ علم بدیع میں اسکو صنعت رقطا کہتے ہیں ۔ پس یہاں بھی یہی نام ہو تو مناسب معلوم ہوتا ہے ۔

	سال اسکا ۔ بلند تر قسمت

صنعت منقوطہ وہ مادہ ہے ۔ جسکے سب حرف منقوط ہوں ۔

	شب خفت شفیق ۔ ۱۸۷۲ع

صنعت مہملہ جسمیں مادہ بے نقطہ ہو ۔

	کہ گردد مالک و سردار و سرور ۱۲۸۷ ہجری

صنعت رعنا ۔ اگر کسی ایک مادہ سے دو تاریخیں اسطرح نکالیں کہ اُسکے حروف منقوطہ سے ایک کامل تاریخ نکلے اور مہملہ سے دوسری ۔ تو اُسکو اس نام سے نامزد کرتے ہیں ۔ کیونکہ گلِ رعنا دو رنگا ہوتا ہے ۔ اسکی دو مثالیں حسبِ انداز کے آخیر پر بھی ہیں ۔

۱۲۸۳ھ	روضۂ فردوس و رشکِ صد جمال ہر ورق	۱۲۸۳ھ

صنعت موصّل و غیر موصّل جبکہ مادہ کے حروف موصل سے بھی تاریخ کامل ملے اور حروف مقطع سے بھی ۔

۱۲۸۳	مثالِ نور چہ تاباں عجب چراغِ ادا	۱۲۸۳ھ

صنعت مقلوب کے مادہ کو چاہو جسطرح الٹ پلٹ کر پڑھو وہی پڑھا جائے ۔

	گفتم برائے سالش ۔ شاباش کلک شاباش	۱۲۷۸ فصلی

صنعت تقسیم وہ ہے کہ عدد کے حصہ دو چند یا سہ چند لئے جائیں ۔

لے دال کر دو چند سہ چند اُسکو پھر متیں ٭	سنہ ۱۲۸۴ھ

یعنی اوّل اکائی میں دال کے عدد ۴ کو رکھا۔ پھر اُسکے دو چند ۸ کو پھر اُسی کے سہ چند ۱۲ کو لکھا ٭

تنبیہ بچمان نادر زناداں عرض کرتا ہے کہ۔ اگر اس صنعت کا نام **صنعت صبر** رکھا جائے تو بہت ہی مناسب ہے۔ اس نکتہ کو محاسب خوب سمجھ سکتے ہیں۔ اور میری رائے ناقص کے موافق **صنعت تقسیم** کی مثال یہ ہو سکتی ہے ٭

بارہ کا پونہ اور چھٹا حصّہ دیکھلو	سنہ ۱۲۹۲ھ

یعنی پہلے بارہ کو سینکڑہ سمجھو۔ پھر اُسکے پونے یا تیں چوتھائی یعنی نو کو دہائی بناؤ اور اُسی بارہ کو چھ پر تقسیم کر۔ دو خارج قسمت کو اکائی کی جگہ لکھو۔ تو اس کتاب یعنی مرآۃ خیالی کی تصنیف و تالیف کے ہجری سنہ ۱۲۹۲ پیدا ہوں۔ فافہم ٭

صنعت اوائل جبکہ ہر لفظ سے تاریخ پیدا ہو ٭

ہاتف دجور و پری آدم گفت	سنہ ۱۲۸۵ ہجری

انتباہ اس صنعت کی دوسری مثال بندہ اسی کتاب کی تالیف سنہ عیسوی میں یوں عرض کرتا ہے ٭

ہمدم عابد و ضیا۔ غافل امد	سنہ ۱۸۷۵ء

گو ہر چہار شاعرات کے تخلص ہیں۔ مگر اوّل و آخر کو تخلص نگر دانو۔ تو گویا صحبت نسواں سے پرہیز کرنیکو ایک عمدہ نصیحت ہے اور تاریخ تالیف کتاب بھی ظاہر ہے ٭

صنعت فالی جبکہ کسی واقع کی تاریخ فال کے طور پر کسی کتاب سے دیکھی جائے جیسے اُمراؤ بیگم صاحبہ عابد کی تاریخ اُسکے کلام سے میر جویا صاحب نے لکھی ہے ٭

صنعت ریاضی جسقدر قاعدے ریاضی کے مشہور ہیں۔ سب سے تاریخ پیدا ہو سکتی ہے مثلاً جمع۔ تفریق۔ ضرب۔ تقسیم۔ اربعہ ستہ۔ کسور عشاریہ خطائین

سلسلہ وغیرہ کے کل قاعدوں سے تاریخ بنا سکتے ہیں۔ تمت مفاد کلامہ +

تنبیہ ذرہ بیمقدار عرض کرتا ہے کہ اگر اسکو **صنعت حسابیہ** کے نام سے لکھتے تو مناسب تھا۔ کیونکہ یہ قاعدے حساب کے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ۔ ایک ہی مادہ میں دو تین عملوں سے کام لیا جائے جیسے تذکرۂ نادر الافکار کی تاریخ مینے یوں لکھی ہے +

ولی مضروب ہے مولی کے سر سے	ولی کے دلمیں جسکا ایک نشان ہے

ولی کے ۴۶ عدد مضروب اور سر مولی کے ۴۰ مضروب فیہ جنکا حاصل ضرب ۱۸۴۰ ہوا۔ ولی کا دل لام ہے جسکے ۳۰ عدد ہین۔ دونو کو جمع کیا تو مجموعہ ۱۸۷۰ سنہ مطلوبہ ہوئے اسکے ظاہر معنی مصطلح فقرا ہین۔ اہل دل اسکو خود جانتے ہیں تشریح کی حاجت نہیں +

صنعت ملفوظی جبکہ حروف ملفوظی ہی کے عدد لئے جائین۔ یا یہ کہو کہ حروف کے اسموں کے عددلیں یعنی بر و بنیات دونون کے عدد ملا کر تاریخ پیدا ہو +

سراج سعادت۔ ہے تاریخ اسکی +	۱۲۸۲ھ

سین۔ را۔ الف۔ جیم۔ سین۔ عین۔ الف۔ دال۔ تا +

۱۲۰ ۲۰۱ ۱۱۱ ۵۳ ۱۲۰ ۱۳۰ ۱۱۱ ۳۵ ۴۰۱ = ۱۲۸۲

تنبیہ اگر اس کو صنعت الاسما کہیں تو شایاں ہے۔ کیونکہ اسمیں حرفون کے اسمون سے کام لیا ہے اور ملفوظی صرف تیرہ حرفون کا نام ہے (الف جیم دال ذال سین شین صاد ضاد عین غین قاف کاف لام) پس صنعت ملفوظی کا وہی مادہ ہو جسمین ان حرفون سے کام لیا جائے اور کوئی حرف نہ آنے پائے۔ جیسے قلق قلق شد کہ بارہ سو اکہتر ۱۲۷۱ عدد ہین + یا یہ اعتبار تقطیع کے ملفوظی حرفون کا لحاظ کیا جائے جیسے سودا نے ایک جگہ نواب کی واو مشدد کو دو حرف خیال فرما کر بارہ سو شمار کر لئے ہین +

یہ فتح نو مبارک نواب نامدار +	۱۲۸۳ھ

مگر یہ غلطی ہے۔ اسکو کسینے جایز نہیں رکھا ؛

صنعت نادر اسمیں شمار حروف کے عدد لیتے ہیں۔ جیسے الف مسمی کہ۔ اسکا شمار ایک ہے۔ پس یکسا کے تیس عدد لے لئے۔ جویا صاحب فرماتے ہیں کہ یہ صنعت بہت ہی مشکل ہے۔ اسمیں صرف مظفر خاں کرم اور مومن خاں مومن مرحومین نے ہی ایک ایک تاریخ لکھی ہے۔ اور کسی سے نہو سکی (مومن) ایں نسبت (جویا) باشد خوشی ۱۲۶۲ ۱۸۷۰

تشریح مادہ اول کی یہ ہے ؛

ا ی ن ا ن س ب ت حروف

یک دہ پنجاہ پنجاہ شصت دو چہارصد شمار

۳۰ + ۹ + ۶۱ + ۶۱ + ۷۹۰ + ۱۰ + ۳۰۳ اعداد

= ۱۲۶۴ سنہ مطلوبہ ؛

اور مادہ ثانی کی تشریح سرد فہمی میزبو ہے

جویا موصوف نے اس صنعت میں پچیس تاریخیں لکھی ہیں۔ مینے صرف نمونہ دکھا دیا ہے ؛

اس شاعر یکتا نے اس صنعت میں خوب ہی علم استادی بلند فرمایا ہے ؛

تنبیہ اگر اسکو صنعت شمار مسمی کہتے تو مناسب مقام تھا ؛

صنعت ایجاد جسمیں لفظ مادہ کے اعراب کے بھی عدد شمار کرلیں ؛

شہاب ثاقب کی تاریخ ؛

	اسکی تاریخ صاف۔ تارہ ہے ؛ ۱۲۸۶

ت + زبر + ا + ساکن + ر + زبر + ہ + ساکن = تارہ

۴۰۰ + ۲۰۹ + ۱ + ۱۳۱ + ۱۰۰ + ۲۰۹ + ۵ + ۱۳۱ = ۱۲۸۶

تنبیہ میرے نزدیک اس صنعت کو **صنعت الاسماء الحروف والاعراب** کے نام سے یاد کیا جائے۔ تو نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کما لایخفی علی الفہیم ؛

صنعت بلیغ جسکہ شمار حروف کو بھی حرف حرف فرض کرکے۔ اسکے عددوں سے تاریخ نکالیں۔ اور یہ سب سے مشکل ہے۔ آج تک کسی صاحب کمال نے تاریخ اس قسم کی نہیں دیکھی گئی۔ یہ جویا کا ایجاد ہے ؛

ایک ہاتھی کی تاریخ ✦	اسکی تاریخ پیل ۱۸۷۲ء ہے جویا ✦

پ	ی	ل	حروف مادہ
دو	۱۰	سی	شمار حروف مادہ
چہار شش	چہار پنج	شصت دہ	شمار حروف شمار مادہ
۸۰۹	+ ۲۶۴	+ ۷۹۹ =	۱۸۷۲ سنہ مطلوبہ

تنبیہ لیکن دوسری تاریخ جو حضرت نے بالاتشریح لکھی ہے درست نہیں آتی ✦

	ایمنہ ۱۲۷۲ ہے نام یہ ہی سال ہے

ا	ی	م	ن	ہ حروف مادہ
یک	دہ	چہل	پنجاہ	پنج شمار

دہ - بست + چہار پنج + سہ پنج سی + دو پنجاہ سہ - یک پنج - دو پنجاہ = حروف شمار کا شمار

۱۲۸۲ = ۱۳۶ + ۲۲۱ + ۱۹۰ + ۲۶۴ + ۴۷۱ اعداد

مگر اصل میں تو (۱۸۷۲) لکھے ہیں - واللہ اعلم یہ مغالطہ کیونکر پڑا ✦

اغلب ہے کہ - یہ کاتب کی غلطی ہو - مصنف صاحب نے (۱۲۸۲) ہی لکھے ہونگے ✦ اس صنعت کا نام صنعت شمار مسمّٰی زیبا معلوم ہوتا ہے ✦

صنعت عجیب اسمیں حرفوں کے عدد بجنسہ حسب مراتب لکھے جاتے ہیں ✦

حال - تاریخ - احبا ۱۲۸۲ - جویا	سال

ا	ح	ب	ا حروف
ا	۸	۲	ا اعداد
ا	۸۰	۲۰۰	۱۰۰۰ مراتب

پس ۱۲۸۲ ہجری حاصل ہوئے ✦

تنبیہ اسکا نام صنعت مراتب ہے زونہ معلوم ✦

صنعت غریب جسمیں کتابیہ تعمیہ تخریج کیا جائے ✦

	الف آخر - اللہ اکبر - کے لکھ

اللہ اکبر کے عدد ۹۸۶ ہوتے ہین۔ اور الف بمعنی ہزار اسکے آخر بڑھایا۔ تو ۱۲۸۶ سال ہجری ہوئے ✦

تنبیہ صنعت التعمیہ وصنعت التخرجہ کو ناطق ہی نام سے یاد کیا۔ اور ان دونوکی مثالین اس بیان کے شروع ہی مین موجود ہین ✦

صنعت اشکال جسمین ملفوظی حرفون کے شمار کے عدد لئے جاوین ✦

جامۂ عیش ۔ اسکا سال ہوا

جیم الف میم ہا عین یا شین حروف ملفوظی

سہ دہ چہل یک سی ہشتاد چہل دہ چہل ہفتاد پنجاہ + دہ۔ یک + صد۔ دہ پنجاہ = شمار

۲۱۲ + ۸۱۰ + ۸۵ + ۸۵۰ + ۵۶۰ + ۲۲۹ + ۳۹ عدد

جنکا مجموعہ ۱۹۲۰ سمبت راجہ وکرم نیت بکرماجیت ہوتا ہے۔ اور سرود عیسی مین اسکی تشریح کے تحت۔ لفظ شین کے نیچے جو عدد (۲۶۸) لکھے گئے ہیں۔ وہ سہو القلم خیال کرنے لازم ہین۔ شاعر کی استادی اور اسکی صحت پر ہزار آفرین ہے ✦

ع این کار از تو آید و مرداں چنین کنند ✦

تنبیہ اسکو صنعت شمار اسما کہیں تو بھی زیبا ہے ✦

یکحرفی تاریخ ✦ اسکی تاریخ کاف ہے جو یا ✦

تنبیہ کاف سے مراد کاف مرکب ہے یعنے کہ ہے۔ پس یکحرفی تاریخ ہی ہان یکحرفی کی مثال یہ ہے جو شیخ محمد جان شاد نے کہی ہے۔ اور یہ شخص میر کلو عرش خلف الرشید محمد تقی میر کا شاگرد تھا اس مثال مین صنعت ضرب بھی آگئی۔ کما مر ✦

کاف
بست یک ہشتاد پنج یک
۱۲۰۲ سنہ مطلوبہ ۸۵

الف بگیر ز فرق اسیری ممن ✦ سہ مرتبہ اس بمضاعف مضاعف افزون کن ✦ ۱۲۸۶ھ ✦

صنعت کمال جبکہ مادہ کے طاق طاق حرفونسے الگ تاریخ نکلے۔ اور جفت جفت سے الگ۔ گویا ایک مادہ سے دو تاریخین پیدا ہون ✦

فرخندہ و فرخ شود شادی بملک آید بہی ۱۲۸۷ھ

حروف طاق ۱۴

ف خ د و ر ش د ا ی م ک ی ب ی

۸۰ + ۶۰۰ + ۴ + ۶ + ۲۰۰ + ۳۰۰ + ۴ + ۱ + ۱۰ + ۴۰ + ۲۰ + ۱۰ + ۲ + ۱۰ = ۱۲۸۷

حروف جفت ۱۳

ر ن ہ ف خ و ش د ب ل ا د ہ

۲۰۰ + ۵۰ + ۹ + ۸۰ + ۶۰۰ + ۶ + ۳۰۰ + ۴ + ۲ + ۳۰ + ۱ + ۴ + ۵ = ۱۲۸۷

تنبیہ سرود عیسیٰ مطبوعہ مین اسکی تشریح بھی غلط چھپی ہے۔ افسوس کہ مصنف کی اسقدر جانفشانی یون رائگان جائے۔ مینے بڑی کوشش سی اسکو صحیح کیا ہے ٭ اسکو صنعت الفرد والزوج کہنا درست معلوم ہوتا ہے ٭

صنعت زبر و بینات مادہ کے حرفون سے زبر کے اعداد بھی سنہ مطلوبہ ظاہر کرین۔ اور بینات کے عدد بھی ٭

نکتہ ہر شخص جانتا ہے کہ۔ ہر ایک حرف کا ایک اسم ہوتا ہے جسکا ہر حرف وہی مسمّی آتا ہے۔ اسی کو زبر کہتے ہین۔ اور باقی کو بینات۔ جیسے حرف د کا نام دال ہے۔ پس د زبر ہے ال بینات۔ وقس علی ہذا البواقی ٭

حاصلِ کارِ مرا آرام کامل عمدہ مرد ۱۲۸۷ھ

سطر نمبر ۱ زبر ح ا ص ل ک ا ر م ر ا

سطر نمبر ۲ اعداد ۸ + ۱ + ۹۰ + ۳۰ + ۲۰ + ۱ + ۲۰۰ + ۴۰ + ۲۰۰ + ۱ = ۱۲۸۷

سطر نمبر ۵ بینات ا لف اد ام اف لف ا یم ا لف

سطر نمبر ۶ اعداد ۱ + ۱۱۰ + ۵ + ۴۱ + ۸۱ + ۱۱۰ + ۱ + ۵۰ + ۱ + ۱۱۰ = ۱۲۸۷

سطر نمبر ۳ بقیہ زبر ا ر ا م ک ا م ل ع م د م ر

سطر نمبر ۴ اعداد ۱ + ۲۰۰ + ۱ + ۴۰ + ۲۰ + ۱ + ۴۰ + ۳۰ + ۷۰ + ۴۰ + ۵ + ۴۰ + ۲۰۰ = ۱۲۸۷

سطر نمبر ۷ بقیہ بینات لف ا لف یم اف لف یم ام ین یم ال ام ا ال

سطر نمبر ۸ اعداد ۱۱۰ + ۱ + ۱۱۰ + ۵۰ + ۸۱ + ۱۱۰ + ۵۰ + ۴۱ + ۲ + ۵۰ + ۳۱ + ۱ + ۵۰ + ۱ + ۳۱ = ۱۲۸۷

نوٹ۔ سطر نمبر ۲ و سطر نمبر ۴ مجموعہ ۱۲۸۷ = سنہ مطلوبہ

صنعت کامل جبکہ ایک مادہ سے چند تاریخین نکالین۔ اور چند مادون سے صدہا تاریخ استخراج کرین۔ تو اُسے صنعتِ کامل سمجھین ۔ جیسے جو یا صاحب نے دس شعر لکھے اور اُنسے بارہ ہزار تاریخین نکالین۔ اسطرح پر کہ۔ اوّل تو ہر مصرعہ تاریخی کہا ہے۔ پھر ہر شعر کے حروف منقوط سے اور نیز غیر منقوط سے جدا جدا تاریخ برآمد کی۔ پھر پہلے مصرعہ کے حروف معجمہ اور دوسرے کے مہملہ۔ اور اسیطرح اسکے عکس سے۔ الگ الگ تاریخ نکالی۔ پس یہ کل ساٹھ تاریخین ہوئین۔ مگر حضرت نے آگے ترتیب کے قاعدہ کو جاری فرمایا کہ۔ پہلا مصرعہ اخیر کے سب مصرعون سے ملے تو ۶۰ تاریخین بنین پھر اسیطرح باقی نو مصرعہ اولی مصاریع ثانی سے ضم ہون تو ۶۰ ۲۴۰ تاریخین ہوجائین پس یہانتک ۶۰ ۳۰۰ تاریخین ہوئین۔ پھر حضرت فرماتے ہین کہ مصاریع اوّل کو دوم فرض کیا۔ اور دوم کو اوّل۔ گو اس ترکیب سے ۶۰ ۳۶۰ تاریخین اور ہوجائینگی۔ مگر میرے نزدیک یہ سراسر تکلف بیجا ہے۔ الغرض کل ۲۰ ۷۳۲۰ ہوئین۔ اس تکلف سے بھی پوری بارہ ہزار نہین آئین۔ شاید مصنف صاحب نے کوئی تکلف اور دور از قیاس بھی کیا ہو۔ جو اس بیچارے ان کی سمجھ مین نہین آیا۔ کیونکہ حضرت نے اسکی تشریح بہت ہی کم لکھی ہے۔ خیر یہ کیا کم ہے ؎

چامراج پریس بنگلور کا قاسم الاخبار نمبر ۵ جلد ۲۳ مطبوعہ ۱۱۔ دسمبر ۱۸۸۶ء لکھتا ہے کہ جناب عبد الحفیظ صاحب معجز بنگلوری نے یہ چھ شعر تاریخی اس پرچہ کی تعریف کے اسی صنعت کے لکھے ہین جنسے دس ہزار تاریخ نکلتی ہین۔ اور وہ یہ ہین ؎

تاریخ بصنعت کامل متعلقہ صفحہ ۱۲۶ احمین انداز	
۱۰۰ — قاسم قرطاس ابتہاج نور ہوا — ۱	
۸ — صل گلشن مرہم شاہد سوار — ۲۰۰	
۵ — ہالہ مہ نور خاور کاسم ملک — ۲۰	

۵۰ — نسخۂ درود جمام کامگار — ۲۰۰	
	۹ — طالع خرسند ببال لمع باد — ۴
۷۰ — عالم نشر گل و ماہ و قار — ۲۰۰	
	۴۰ — مطلع نور خیبر و اہل کلہ — ۵
۶۰۰ — خندہ طور حصول کوہسار — ۲۰۰	
	۳۰۰ — شمع روشن پایہ و طالع صلح کمل — ۳۰
۸ — حافظ رحم کل انحل حصار — ۲۰۰	
	۵۰ — نشر قاسم مطلع کامل حسام — ۴۰
۶۰ — سیف معجز للبند روح نثار — ۲۰۰	
۱۳۰۰ میزان اول	۱۳۰۰ میزان آخر

۱۳۰۰ ہجری نبوی کے دس ہزار مادہ اسطرح پیدا کرلو (۱) سر مصاریع (۲) ہر مصرعہ کا اخیر (۳) ہر مصرعہ تاریخی ہے (۴) اول و دوم مصرعوں کے حروف منقوط (۵) غیر منقوط (۶) پہلے نیمون کے معجمہ حروف دوسرون کے مہملہ (۷) اول کے بے نقطہ ثانی کے نقطہ دار (۸) ہر ایک مصرعہ اولی کو باقی کے مضاریع ثانی سے ربط دیکر اعمال بالا جاری کرو + تمت مفاد کلامہ

میرے نزدیک توجو یا اس فن مین سب پر سبقت لیگیا۔ جیسے معما کے فن مین صہبائی جنت ماوائی۔ کہ۔ اس ایک شعر ۵ چو آن مہ روئے خود از پردہ نمود + دل از مابرد و آخر کرد نابود + مین سے تین سو ساٹھ نام نکال گئے ہین۔ یا علم قافیہ مین مع لانا مرحوم نے ایک رسالہ وصفحہ خرد کا لکھا۔ پھر اُسکی شرح چودہ جزو مین زیب ارقام فرمائی

۵ اس رسالہ مسمے بہ کافی در علم قوافی کا ترجمہ بیانہ نے رسالہ نحو فارسی جناب فاضل صاحب کے ترجمہ کے ہمراہ چھپوا دیا ہے۔ اور اصل فارسی دو اور رسالون کی جناب کے کلیات مین بھی شامل ہوئی ہے ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

سبحان اللہ علم استادی ایسے ہی استاد بلند فرمایا کرتے ہین۔ یہی لوگ قیامت تک کو یادگار چھوڑا کرتے ہین ؛

غرض دریا کو کوزہ مین بند کرنا اور قطرہ کو دریا بنانا اسی کو کہتے ہیں ؛

صنعت مسلسل جبکہ ایک مادہ کو بہت طرح پڑھ سکین اور اسکی سجر مین فرق نہ آئے اُسکو مسجع بھی بولتے ہین ؛

حضرت نے اس صنعت مین دو شعر مہاراجہ جیپور کی صحت یابی بیماری چشم مین لکھے ہین۔ اور انکو چار دائرون مین لکھا ہے۔ پس وہ چونسٹھ طرح پر پڑھے جاتے ہیں + مگر آپکا ارشاد ہے کہ۔ یہ چھیانوے طور پر پڑھے جاتے ہین۔ وھو ھذا ؛

مہر سخا ماہ کرم در عجب سرو قدی سنہ ۱۲۸۱ ھ	یوسف لقا لیلی شیم عالی نسب نازک سری سنہ ۱۲۸۸ ہجری
روح وفا ثابت قدم اہل ادب لقمان وشی سمت ۱۹۲۸	وصف ترا جوید قلم اوج طرب آید بسی سنہ ۱۲۷۸ فصلی

دائرہ کی صورت مجوزہ مصنف صاحب کی اصل کتاب مین ہے ؛

صنعت مربع کئی طرح پر ہو سکتی ہے۔ الا مصنف صاحب نے جو شطرنج کی قید لگائی ہے اور مثال مین یہ مصرعہ ؛ حاکم عادل مالک نامی بینا قابل مصنف سرور + سنہ ۱۲۸۵ ہجری بساط پر مرتب فرمایا ہے۔ شاید سہو کاتب سے غلط ہو گیا ہے کہ۔ اچھی طرح سمجھ مین نہین آتا ؛

صنعت نو ایک مادہ مین لاکھ تاریخین ہون۔ یہ بھی ایجاد خامہ جویا ہے ؛

زدست باغی بقتل آمد غم فراوان بما مرکب	سنہ ۱۲۷۲ ھ

تاریخ قتل میو صاحب گورنر جنرل بہادر ہند ہے ؛

پہلے اوّل حرف کو لو اور بعد تیسرے پانچوین ساتوین وغیرہ کو اسیطرح جا ہو جس حرف سے

شروع کرو۔ اُسکے بعد کو ترک کرتے جاؤ + یہہ بھی پُر از تکلف ہے +
اس تکلف سے بھی اول مرتبہ تیس تا پچیس نکلین گی۔ اگر اسکے عکس پر عمل کرو جیساکہ
مصنف صاحب نے فرمایا ہے یعنی پہلے پچھلا حرف لو پھر ۲۸۔ و ۲۶ وغیرہ
بعد ازان ۲۹ و ۲۷ وغیرہ تو تیس اور سہون
پورے کل ساٹھ ہوئین۔ اب وہ کہتے ہین پھر دوسریکو پہلا سمجھو اور وہی عمل کرو۔ غرض
اسطرح ۶۰ × ۶۰ = ۳۶۰۰ ہو جائینگے نہ ایک لاکھ بارہ ہزار ہو جائین۔ جیساکہ حضرت
فرماتے ہین۔ مگر بان اور کوئی تکلف دور از قیاس جاری کیا ہو۔ تو سمجھ مین نہین
آتا۔ بہرکیف یہ باتین خواہ مخواہ کی فرضی ہین +
خاتمہ اسکے بیانکا۔ یہ شوخی بیان خامۂ جویا سحر لسان کا خلاصہ تمام ہوا +
بندہ عرض کرتا ہے کہ علم بلاغت مین جسقدر صنایع لفظی و معنوی ہیں۔ اگر شاعر اُنپر بخوبی
حاوی ہو تو صدہا صنعتون مین تاریخ کہہ سکتا ہے۔ غرض جسقدر کسیکو کسی خاص فن مین
مہارت ہو۔ وہ اُسیقدر اُسمین ترقی کر سکتا ہے۔ یہ بیان صرف نمونہ کے طور پر اچھا ہے
اے نادر شاہ خواہ! تو کہان سے کہان چلا گیا۔ نازنینون کی باتون سے پہلوتہی کرنا۔ اُنکے
مشتاقون کو شاق گزرا ہوگا۔ خیر گزشتہ را صلوٰۃ۔ اب پھر اصل تذکرہ کا تذکرہ چھیڑ +
عالم تخلص ہے خاص محل صاحبہ بادشاہ واجد علیشاہ صاحب ممدوح الصدر کا جو صاحب
دیوان و مثنوی ہین۔ ستار خوب بجاتی ہین۔ یہ شعر اُنکا ہے +

عالم! وہ طلبگار ترے ہونگے اُسی دن	جب تازہ ستم اور کوئی ایجاد کرینگے

عزت تخلص عزت النسار نامی ضلع مظفر نگر مین کوئی عورت یون سخن سرا ہے +

قافیہ تنگ نہو اہل سخن کا کیونکر	ہے مری شعر مین مضمون کمر اُس گل کا
مین اپنی آہ کی تاثیر کے فدا عزت	کہ۔ بزم غیر سے یان اُسکو کھینچ لاتی ہے

عزیز تخلص کی کوئی دہلوی کسی سعادت یار خان رنگین کی شاگرد اسطرح لب گشا تھی +

تم نہ دیکھوگے گو ہمین ایک بار	ہم تمہین بار بار دیکھین گے
جبکہ باغ و بہار دیکھین گے	ایک گل کیا ہزار دیکھین گے

عشرت تخلص ہے۔ نواب عشرت محل صاحب محل شاہ اودھ موصوف کا ✦

عشرت

گرمیٔ عشق مانع نشو و نما ہوئی	مین وہ نہال تھا کہ اگا اور جل گیا

عصمت یہ وہ عصمت نامی دہلوی ہے۔ جو لاہور مین مدرسہ مشہور ہے۔ لکھنؤ کا پانی بھی پی چکی ہے۔ سنا ہے کہ عربی فارسی زبانون مین بھی مداخلت رکھتی ہے مگر نہین معلوم کہ شعر کی اصلاح کس سے لیتی ہے۔ یہ شعر اُسکا بسبیل ڈاک آیا ہے ✦

عصمت

لب ہوے بند نام احمدؐ سے	اور مشکل کشائے کھولدے

عفت تخلص نجم النسا نام باشندہ لکھنؤ شاگرد مقصود عالم مقصود کا ہے۔ جسکا صرف یہ ہی ایک شعر سنا گیا۔ اور کچھ حال معلوم نہین ہوا ✦ ۵

عفت

ہم جو ایجانِ جہان اتنے بچھڑ جاتے ہین	صدمے ہوتے ہین قلق ہوتے ہین گھبراتے ہین

علی مینے ایک پورب کے طالب علم کی زبانی سنا ہے کہ۔ علی بخش نامی لکھنؤ کی شاہد بازاری صاحب دیوان متمول و مخیر حسینہ و جمیلہ آتش و ناسخ کے زمانہ مین شعلہ فشان گزری ہے مگر افسوس کہ اُسنے اس شاعرہ کا صرف ایک مصرعہ ہی سنایا تھا۔ وہی لکھا گیا ✦

علی

	الٰہی گھر گئے اب کس ستمگر کے ہم

عیدو نامی کسی عورت بازاری دہلوی کا یہ شعر سنایا گیا ✦

اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس شعر کو جناب مفتی صاحب بہادر مرحوم از رہ پسند فرماتے تھے۔ اور تحقیق ہو گیا ہے کہ اب شاعرہ کسیکے عقد نکاح مین ہے ✦

عیدو

غنچہ کو رگِ گل کو دکھا۔ مانی سے کھدوا	تصویر مین ہے کینچے دہن ایسا کمر ایسی

۵ بعد انطباع اس رسالہ کے رسالہ معارضہ انشر محمد مقبول عالم برادر مقصود دیکھا گیا تو اسمین اس شاعرہ کا کلام تو اور ملا۔ مگر اور کچھ حال نکلا ✦

۱۲ منہ عفی اللہ عنہ ✦

غین منقوطہ کی ردیف

غریب

غریب تخلص اور امیر النسا نام مکنونہ میر برکت علی ساکن پٹنہ کا یہ کلام ہے ؎

لو اور وہ تو جلنے لگا میرے نام سے
دل سرد اتبوآہ شرر بار نے کیا

کھلتا نہ تا بمرگ مرا یہ معاملہ
رسوائے شہر محبوب دل زار نے کیا

دلکو در پردہ جلایا مثل شمع کیون اے غریب!
وہ جو پروانہ ہے غیر و نیر تو ہو کچھ غم نکر

آہ! اگر دلمین جگہ اُسکے نہین کرتی تو خیر
اسقدر بھی مجھسے اُس محبوب کو برہم نکر

فے کی ردیف

فاطمہ بیگم

فاطمہ بیگم نامی آگرہ مین کوئی خانگی اس لب و لہجہ سے سخن سرا ہے ؎

نازک دماغ وہ ہین تو یہان بھی ہے تمکنت
ہم خود بھی ایسے ہین کہ بنایا نہ جائیگا

فاطمہ

فاطمہ تخلص فاطمہ سلطان بیگم نام معروف بہ الہ داد۔ مدرسہ مدرسۂ نانہ دہلی کا ہے۔ جو مٹیہ محل کے مدرسہ مین لڑکیون کو پڑھاتی ہے۔ فارسی خوان ہے خلیق بھی ہے۔ ایک وزیر سے ایک مہربان نے جو اُسکو کچھ پڑھاتے بھی تھے۔ یہ مصرعہ سنایا تو آپکی مرضی ہمنے پالی ہے ؎ اس نوجوان حاضر جواب نے یون جواب دیا پھر یہ کیون لیت و لعل ڈالی ہے ؎

فرحت

فرحت تخلص باسم۔ کوئی محبوبہ فرحت بخش فیض آبادی یون سخن سرا ہے ؎

مین جلون اور کرے غیر سے یون گرم عشق
دلمین ٹھنڈک ہو میرے تو بھی نہ مجھسا

دل لگایا ہے تری زلف دوتا سے کچھ ہو
سانپ کو چھیڑ لیا اب تو بلا سے کچھ ہو

مین نہ چھوڑونگی سر زلف بتان اے واعظ!
میری کیا تجکو پڑی تیری بلا سے کچھ ہو

فرخ تخلص فرخ بخش نام کسبی پوربی حسن فروش

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے | نگاہِ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فریدن

فریدن نامی میرٹھ کی شاہ بازاری، قریب پینتالیس برس کے گزرے کہ دہلی مین آئی تھی حافظ عبدالرحمن خانصاحب کو شعر دکھاتی رہی۔ غدر مین زندہ تھی شیر اسکا ہے ؎

ایک ہی زبان رکھو۔ تو ہمکو زبان دو | کرتی ہے روسیاہ قلم کو زبان دو

قاف کی ردیف

قادری

قادری متخلص بہ ہاشم جعفری مسطور کی چھوٹی بہن شاہ نصیر صاحب مرحوم کی شاگرد تھی مسلسلہ غزل ہاتھ آئی ہے ؎

شرطِ وفا یہ تھی شبِ غیر کے گھر جائے | کچھ تو حیا کیجئے جیمین تو شرمائے

ترس خدا چاہئے ظلم ترسا تجھے! | عاشقِ رنجور کو اتنا نہ ترسائے

لب سے کہہ کیجئے اپنے لبِ لعل کو | شرم نہ کچھ کیجئے چھاتی سے لگ جائے

مین ہون فقط اور تم۔ نام نہین غیر کا | پاؤن مری گود یمین شوق سے پھیلائے

بحر مین اے قادری بخت ہے مضطر دل | ایکدن اُسے ضرور ملنے کی ٹھہرائے

قمر

قمر تخلص حیدری بیگم نام عرف ماہ طلعت۔ صاحبہ مرحومہ محل واجد علیشاہ صاحب ممدوح الصدر کی یہ یادگاری ہے ؎

تنبیہ اس تحریر کے بعد سنا گیا کہ یہ قمر آسمانِ حسن و خوبی مولانا ساغر صاحب کے عقد نکاح مین بھی رہی ہے ؎

نشو و نما مین جو مین نشو یاب ہوکر اپنے مسکن شہر دہلی مین آیا تو بشرح مشتقریر صاحب سے معلوم ہوا کہ۔ یہ شاعرہ میرزا ہمایون بخت کی بیٹی میرزا محبوب علی نہ سہی کی بھتیجی تھی اسی کے شعر بھی کہتی تھی ۱۲۷۵ ہجری مین اسی ملک بقا ہوئی واللہ اعلم کہ یہ فقرہ [illegible] صحیح ہون یا ان تخلص اور نام مین [illegible] کا ہو تو

عجب نہین۔ واللہ اعلم بحقیقت الحال ؎

لگیا قیس پہ بھی فوق تمہارا وحشی	مرکے بھی دستِ جنون سے نہ گریبان چھوٹا
ہوگئی نیند بھی ہمسایہ کی تا صبح حرام	مینے نالہ جو کسی رات سرِ شام کیا
ہجر مین دلکو بیقراری ہے	جوشِ فریاد و آہ و زاری ہے
آنکھین پتھرا کے ہوگئی ہین سفید	کسی بُت کی جو انتظاری ہے

قمر تخلص اور قمر النسا نام۔ زوجۂ اشرف علیخان مسرور مہرور کا ہے۔ کہتے ہین میان بیوی مین اسقدر تعشق تہا کہ تین روز کے آگے پیچھے دونو راہی ملکِ بقا ہوئے ہان یہ اشعار یادگاری کو چھوڑ گئے ؎

جسے لوگ کہتے ہین خورشید رخشان	شرارہ ہے یہ میری سوزِ نہان کا
ترین کہد و منہ بند غنچے سب اپنا	مین لکھتی معما ہون اسکے وہان کا
خطر سے مری آہ کے ایسا بھاگا	پتہ لامکان تک نہین آسمان کا
وبالِ حضرتِ دل! تمکو زیست ہوجاتی	جو تمسے لطف سرزلف موبمو کہتی
موئی ہون تشنۂ جامِ شراب اے ساقی!	اٹھونگی گور سے ساقی! سبو سبو کہتی

کاف عربی کی ردیف

شمن ہندی بازار بھکتپور کی ایک بھنگین سبزہ رنگ تھی جسکے سامنے ضلع جگت اور بھگڑ مین رہنے والون کی عقل دنگ تھی۔ کہتے ہین کہ نوشتخواند مین بھی کچہ لکھنی تھی۔ یہ کہکر اس شعر کے سوا اسکی اور تحریر نہ ملنے لگی ؎

دیدین ہوئی اگر حضرت پیر کے سامنے	ارتی شمر ہوئے کو کسی تدبیر سے

نیز خلصت سے نکلکر ہی حضرت الور و بہادر گوکھنوی کی چھوٹی بیٹی کی لونڈی تھی۔

اصلا بہادر خلصت سے نکلکر ہی حضرت الور و بہادر گوکھنوی کی چھوٹی بیٹی کی لونڈی تھی۔ [illegible] بہادر کی بیوی کا بہائی [illegible] اس شعر کو [illegible] کہتے ہین کہ [illegible] فرماتی ہے [illegible] دانون کی نوکری ہے نہ سو لفظ کی مزدوری یہ حضرت سے نصیحت کو نصرت خود بنا لیا ہے [illegible] بندی کا خدا ہی حافظ ہے ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

نقل ہے کہ۔ یہ کنیز یا تمیز پندرہ برس کی عمر مین علوم ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو کر شعر گوئی پر مائل ہوئی تھی۔ اور بیس برس کی عمر مین مرگئی یہ کلام اُسکا ہے ؎

نقاش نے اُس بُت کا مرے نقش جو کھینچا	ساعد پہ نہ پہنچا تھا کہ۔ جو ہاتھ کو کھینچا
جانتے بھی ہو پری! تم کیا کرتے ہو کیا؟	مارتے ہو زندہ کرتے ہو قیامت کرتی ہو
وصلکی شب ہوگا کیا حاصل؟ ہمین جو مارسے	جبتلک تم بند کھولوگے سحر ہو جائیگی

کنیز تخلص مخصوخانم نام بنت حکیم طبیب الدولہ لکھنوی کا ہے۔ جس نے بارہ برس کی عمر مین یہ رباعی موزون کی تھی۔ اور حال سکا کچھ معلوم نہین ہوا ؎

اے دستِ الٰہ نام ترا بادشاہ ہے	بس غیر کے ہاتھ پہ نہ رکھ میری نگاہ
تیری ہو کر غیر کی دست نگر	لاحول ولا قوۃ الّا باللہ

نکتہ اس دو بیان کا چوتھا مصرعہ عروضیون مین ترانہ کا وزن ظاہر کرنیکو ضرب المثل ہو رہا ہے۔ جو چار مصرعے اس وزن کے ہون وہ دوبیت ہی کہلاتے ہین ؎ نکتہ تحقیقی بندہ نے یہ چوتھا مصرعی بہار سے نقل کی تھی۔ مگر اب دریافت ہوا کہ۔ دراصل یہ تو میر علی اوسط صاحب رشک کا کلام ہے۔ دیکھو اُنکا دیوان جو بنام تاریخی نظر مبارک کے نام سے مشہور ہے ؎

کیفی تخلص کی ایک شہزادی تیموریہ خاندان سے تھی۔ جسکا یہ قصہ حدیث قدسی مین چھپا ہوا ہے ؎

چونکہ حدیثِ قدسی کے لفظ پر مجھے اسوقت ایک لطیفہ پاکیزہ یاد آگیا ہے جو یارانِ ظرافت پسند کو سناتا ہون ؎ واضح ہو کہ۔ قدسی تخلص کا ایک شاعر شاہجہان بادشاہ کے عہدِ دولت مین ملک الشعرا تھا۔ میرزا رفیع السودا نے اُسکے کسی مضمون کا سرقہ کیا۔ اور اردو زبان مین نہایت پاکیزہ غزل لکھی جب وہ مشاعرہ مین پڑھی گئی۔ مرحبا و آفرین کا شور و غوغا ہوا۔ اُسی وقت سراج الدین علیخان آرزو نے فرمایا

قول سودا حدیثِ قدسی ہے | چاہیے لکھ رکھیں فلک پہ ملک

پس غزل مذکور سے زیادہ اسکی واہ واہوئی - بلکہ خود سودا بھی اُچھل پڑا * حدیث بات کو کہتے ہین - اور شرعی اصطلاح مین خاص پیغمبر خدا کی بات کو حدیث بولتے ہین اور حدیث قدسی شرعی محاورہ مین اُن آیاتِ پاک کا نام ہے جو قرآن شریف کے علاوہ ہین *

الغرض حدیث قدسی کے نام سے ایک مجموعۂ مخمسات بھی چھپا ہے - جسمین قدسی مذکور کی ایک نعتی غزل کی تضمین نئے نئے ڈھنگ کی مختلف شاعرون اُردو فارسی گو کی جمع کی گئی ہین - گویا وہ بھی ایک تذکرہ ہے - اُسی سے یہ خمسہ لکھا جاتا ہے * خمسہ

کسکا منہ ہے جو کرے مدح تری میرے نبی | نعتِ اطہر مین ہے جب شخص ذکی محض غبی
جبذاذات تری مایۂ حاجت طلبی | مرحبا سیّد مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

نور تھا تیرا وہان نورِ حقیقت سے بہم | دیکھکر موسیٰ و عمران ہوئے خش شاہ اُمم
اور مہر رخ تابان پہ ہے کیا ہی عالم | من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدین بو العجبی!

مہبطِ روحِ قدس آپکی ذات والا | عرش اعظم درِ دولت پہ کہے صلِ علیٰ
عظمت رتبہ والا ہو شہا! کس سے ادا | نسبتے نیست بذاتِ تو نبی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی!

نور سے تیرے منور ہے زمین دشت بدشت | تو نبی بانی ہے بنائے فلک زین طشت
نہ فلک ہشت جنان کی خوش آئی گلگشت | شبِ معراج عروج تو ز افلاک گزشت

بمقامی کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

حق تعالیٰ نے کیا آپ کو ابرا کرام | تجھسے خنداں ہے لبِ غنچۂ اُمید انام

نقل ہے کہ۔ یہ کنیز یا تمیز پندرہ برس کی عمر مین علوم ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہوکر شعرگوئی پر مائل ہوئی تھی۔ اور بیس برس کی عمر مین مرگئی یہ کلام اُسکا ہے ؎

نقاش نے اُس بُت کا مرے نقش جو کھینچا	ساعد پہ نہ پہنچا تھا کہ جو ہاتھ کو کھینچا
جانتے بھی ہو پری! تم کیا کرتے ہو کیا؟	مارتے ہو زندہ کرتے ہو قیامت کرتے ہو
وصلکی شب ہوگا کیا حاصل؟ ہمین جو ناز ہے	جبتلک تم بند کھولوگے سحر ہوجائیگی

کنیز تخلص منجھو خانم نام بنت حکیم طبیب الدولہ لکھنوی کا ہے۔ جس نے بارہ برس کی عمر مین یہ رباعی موزون کی تھی۔ اور حال اسکا کچھ معلوم نہین ہوا ؎

اے دستِ الٰہ نام ترا بادشاہ ہے	بس غیر کے ہاتھ پہ نہ رکھ میری نگاہ
تیری ہو کر غیر کی دست نگر	لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ

نکتہ اس دوبیتی کا چوتھا مصرعہ عروضیون مین ترانہ کا وزن ظاہر کرنیکو ضرب المثل ہورہا ہے۔ جو چار مصرعے اس وزن کے ہون وہ دوبیتی ہی کہلاتے ہین ؎ نکتہ تحقیقی بندہ نے یہ چومصرعی بہار سے نقل کی تھی۔ مگر اب دریافت ہوا کہ۔ دراصل یہ تو میر حلی اوسط صاحب شک کا کلام ہے۔ دیکھو اُنکا دیوان جو بنام تاریخی نظر مبارک ۱۲۵۳ھ کے نام سے مشہور ہے ؎

کیفی تخلص کی ایک شہزادی تیموریہ خاندان سے تھی۔ جسکا یہ خمسہ حدیث قدسی مین چھپا ہوا ہے ؎

چٹکلہ حدیثِ قدسی کے لفظ پر مجھے اسوقت ایک لطیفہ پاکیزہ یاد آگیا ہے جو یارانِ ظرافت پسند کو سناتا ہون ؎ واضح ہو کہ۔ قدسی تخلص کا ایک شاعر شاہجہان بادشاہ کے عہدِ دولت مین ملک الشعرا تھا۔ میرزا رفیع السودا نے اُسکے کسی مضمون کا سرقہ کیا۔ اور اُردو زبان مین نہایت پاکیزہ غزل لکھی جب وہ مشاعرہ مین پڑھی گئی۔ مرحبا و آفرین کا شور و غوغا ہوا۔ اُسی وقت سراج الدین علیخان آرزو نے فرمایا

قول سودا حدیثِ قدسی ہے | چاہیے لکھ رکھیں فلک پہ ملک

پس غزل مذکور سے زیادہ اسکی واہ واہوئی۔ بلکہ خود سودا بھی اُچھل پڑا ٭
حدیث بات کو کہتے ہیں۔ اور شرعی اصطلاح میں خاص پیغمبر خدا کی بات کو حدیث
بولتے ہیں اور حدیث قدسی شرعی محاورہ میں اُن آیاتِ پاک کا نام ہے جو قرآن
شریف کے علاوہ ہیں ٭

العرض حدیث قدسی کے نام سے ایک مجموعۂ مخمسات بھی چھپا ہے۔ جسمیں قدسی
مذکور کی ایک نعتی غزل کی تضمین نئے نئے ڈھنگ کی مختلف شاعروں اُردو فارسی گو کی
جمع کی گئی ہیں۔ گویا وہ بھی ایک تذکرہ ہے۔ اُسی سے یہ خمسہ لکھا جاتا ہے ٭ خمسہ

کسکا منہ ہے جو کرے مدح تری میرے نبی | نعتِ اطہر میں ہے جب شخص کی محض غبی
جبذاذات تری مایۂ حاجت طلبی | مرحبا سیّد مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

نور تھا تیرا وہاں نورِ حقیقت سے بہم | دیکھکر موسیٰ و عمران ہوئے غش شاہ اُمم
اور مہر رخ تاباں پہ ہے کیا ہی عالم | من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی!

نہبطِ روح قدس آپکی ذات والا | عرش اعظم درِ دولت پہ کہے صلِّ علیٰ
عظمتِ رتبہ والا ہو تمہا! کس سے ادا | نسبتے نیست بذاتِ تو نبی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی!

نور سے تیرے منور ہے زمین و دشت و بام | تو نبی بانی ہے بنائے فلک ہفتم
نہ فلک ہشت جنان کی نہ خوش آئی گلگشت | شبِ معراج عروج تو ز افلاک گزشت

بمقامی کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

حق تعالیٰ نے کیا آپ کو ابرا کرام | تجھسے خنداں ہے لبِ غنچۂ اُمید انام

ہین شجر اور حجر غرقِ سحابِ اکرام | نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

ذاتِ انور سے بنا سارا جہان عالمِ نور | اور فروغ اُسکے سے ہر خانہ ہے بیت المعمور
رب عزت کو جو اعزازِ عرب تھا منظور | ذاتِ پاکِ تو درین ملکِ عرب کرد ظہور
زان سبب آمدہ قرآن بزبانِ عربی

رتبہ وہ تیرے سگ کو کا ہے اے شاہِ اُمم | سر پہ اُسکے رہا شیہ فلک ہی ہر دم
رشک فرمائی ملایک ہے سوائے آدمؑ | نسبتِ خود بسگان کرد مدلس منعم
زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

فرقت روئے مقدس مین نہین تاب حیات | زہر پیجاؤن پلائین جو مئی ناب حیات
تشنۂ وصلتِ اقدس نہین سیراب حیات | ماہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آب حیات
لطف فرماکہ ز حد میگزرد تشنہ لبی

چشم ہر آپ سے اے شاہِ سرافراز! نظر | نظرِ لطف سے عصات پہ ہو باز نظر
تا کرین خلد برین پر بھی وہ یا ناز نظر | چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی! ❊❊

دردِ عصیان سے ہے بیتاب نہایت کیفی | حکمتِ لطف سے اس درد کے ہو تم سلیق
عازمِ درگہہ کیفی ہے مثالِ قدسی | سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی!
آمدہ سوئے تو قدسی پے دربان طلبی

کاف فارسی کی ردیف

گنا متخلص باسم بکسبی شاعرہ لکھنوی کا یہ کلام ایک مہربان کے ذریعہ سے ہاتھ آیا۔ اور کچھ احوال نہ کھلا۔ این ہم غنیمت ست ❊

بلفین کیجئے دولت سرا مین یار نہین | دلِ طپیدہ کو پہلو مین جو قرار نہین

نہ مجکو دیجئے بوسہ مین آپ لے لونگی
مین آپ بھی تو اُٹھاتی کسیکی عار نہین

بنایا مجکو زمانہ نے آخرش چو رنگ
کیا ہی کونسا یارون نے مجھپہ وار نہین

فلک زدہ جو ہے گنّا تو اندنون صاحب
بغور سنئے جو دیکھا کسیکی یار نہین

گوہر متخلص بہ اسم۔ در اصل کابل کے کسی رسالدار کی بیٹی ہے۔ خدا معلوم کس سبب سے اپنے والدین سے ناراض ہو کر ہندوستان مین چلی آئی۔ لڈہیانہ مین مہراج بسر اوقات کرتی ہے۔ فارسی تو اُسکی زبان مادری ہے۔ اُردو مین یون گوہر فشانی کرتی ہے ؎

عشق کیسا بلا ہوا صاحب!
کس سے کہئے یہ ماجرا صاحب!

غیر اچھا ہے۔ ہوگا اپنے لئے
ہمکو کہتے ہو کیون بُرا صاحب!

ستم کر جور کر۔ ظلم و جفا کر
پرائے ظالم! کبھی مجھسے ملا کر

لجا کر۔ شرم کھا کر۔ کسما کر
دیا بوسہ۔ مگر کچھ مُنہ بنا کر

ہمارے دلمین ہی تصویر جانا
جو چاہا دیکھلی۔ گردن جھکا کر

مچل جائینگے طفل اشک میرے
نہ حاصل ہوگا کچھ مجکو رولا کر

گوہر تخلص اصل بے بہا نام لکھنؤ کی کسی کسبی کے یہ اشعار میرے پاس آئے ہیں ؎

حسرت و یاس و الم اور غم تنہائی ہے
اپنی قسمت مین بھی انجمن آرائی ہے

تھا ابھی ذکر تمہارا کہ ابھی تم آئے
میری تاثیر زبان کھینچ کے لے آئی ہے

مژدہ ای شوق تجاہل آغوش کہ۔ جاگر مین نصیب
لیکے انگڑائی وہ کہتے ہین کہ نیند آئی ہے

روح پیاسی گئی کس مست کی میخانہ سے
مے اُڑی جائے ہے ساقی! تری پیمانہ سے

راہ مین ملگیا تجانہ سجدے کو زاہد!
کعبہ کو جاہی چکا تھا ترے بھکانے سے

گیتیارا متخلص باسم۔ ساکن پہاڑ گنج واقعہ دہلی فارسی خوان ہے۔ گو عام پیشہ کرتی ہے۔ مگر اپنے تئین شہزادی بتاتی ہے۔ یہ شعر اُسکا سُنا گیا ؎

ہمنشین ہین وہ کہان کوئی ٹھکانا نرہا | یا ہمین وہ نرہے یا وہ زمانہ نرہا

لام کی ردیف

لطیف

لطیف تخلص لطیف النسا نام عظیم آبادی کا اس نبان مین یہ کلام ہے جسکا ذکر خیر اسی کتاب کے پہلے حصہ یعنی **گلشن ناز** مین لکھا گیا ہے

یہ طفلِ اشک مری جسکو گھڑی مچلتے ہین | تو پھر ہزار سنبھالو نہین سنبھلتے ہین
یقین نہ والیل پر کرینگے جو تیرے گیسو نہ دیکھ لینگے
رہینگے مصحف سے بلکہ منکر جو تیرے رو کو نہ دیکھ لینگے

لطیف

لطیف یہ دوسری لطیف مزاج ہے جسکا نام اللہ جوائی اور پٹنہ وطن ہے۔ اندنون یہ رقاصہ محبوبہ بازاری علیگڑہ مین مقیم ہے۔ دربارِ قیصری کی تقریب مین وارد دہلی ہوئی تھی۔ تو معلوم ہوا کہ کسیقدر حرف آشنا بھی ہے یہ شعر اُسکا ہے۔

آئینکا اُس پری کے مجھے اشتباہ ہے | دروازہ ہی کیطرف مری ہر دم نگاہ ہے

لعلن

لعلن ۱۸۵۷ع کے غدر سے پہلے سہارنپور کی دو رنڈیان لالن اور خیرن نامی وارد دہلی ہوئین۔ جو گانے مین اچھی دستگاہ رکھتی تھین۔ ازانجملہ لالن کے یہ دو شعر امیر خان کوئے دہلوی نے جو اُسوقت اُنکا سنگتی تھا مجھے سنائے ہین

جلوہ گر جیسے ہوئی اُس غنچہ دہن مین لالی | شرم سے چھپ گئی مرجان کی نہین لالی
جعدِ مشکین مین پر اشوخ کے وان سرخ ہو باف | اگئی عکس سے یان سانپ کے من مین لالی

میم کی ردیف

ماہ

ماہ تخلص کی دو عورتون کا کلام ملا ہے۔ ایک کا نام منجھلی بیگم تھا۔ جو دلّی کی رہنے والی تھی۔ طرز تحریر اُسکی یہ ہے

ماہ کا ہیدہ ہوا جاتا ہے ابرو دیکھکر		دیکھ لو بنکر کے نکلا آج وہ شکلِ ہلال

دوسری کا نام نامی اُسکے جمال کی مانند پردہ عصمت ہی مین مستور رہا الا اسقدر معلوم ہوا کہ۔ اس ماہ نکوئی نے اپنے پیر میان غلام نصیر الدین صاحب عرف میان کالے صاحب دہلوی مرحوم مغفور کی وفات کے بیس روز بعد رحلت فرمائی۔ لاہور مدفون کے باہر خاص اپنے باغمین مدفون ہوئی۔ اس فاضلہ نے ایک دیوان فارسی زبان مین دوسرا اردو مین مرتب کیا تھا۔ لیکن غدر مین اسکا کل کلام برباد ہوگیا۔ اب بہزار تجسس صرف ایک شعر مستزاد کا اُسکے ایک رشتہ دار نے اپنی یاد سے لکھوادیا ہے وہ ہذا ؎

ماہ کے دل مین جو ترا نقشِ محبت ہے یار! ۔ نہ مٹے گا وہ کبھی	
باغِ جنت بھی کوئی دیوے تو درکار نہین۔ تیرے کوچہ کے سوا	

ماہ لقا نامی ایک رنڈی طوائف ملازمان راجہ چندولال صاحب مرحوم مغفور کھتری نائب الریاست حیدرآباد دکن سے صاحب دیوان تھی ؎

ایک روز راجہ صاحب نے صبح کے وقت اُسکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا ؎

ہے چین کہان جب سے مری آنکھ لڑی ہے		ملنے کی نجومی تو بتا کون گھڑی ہے

اس شوخ دیدہ دہن دریدہ حاضر جواب نے فوراً یہ شعر بدیہہ موزون کرسنایا ؎

پہلے ہی سے چلّا کے مری دلکو شامت		ایمرغِ سحر چپ رہ ابھی رات پڑی ہے

مبارک آپکا اسم مبارک سرادقِ عصمت وتوقیر عفت مین جلوہ نما ہے۔ آپکی آل مبارک سے ایک مبارک فال نے صرف یہی ایک مقطع مبارک سُنایا۔ اور فرمایا کہ۔ ایکدفعہ جناب مبارک نے ایک مکان خریدا۔ جسپر حق شفع والون نے دعوی کیا۔ تو زبان مبارک سے ایک غزل موزون ہوئی۔ جسکی اخیر بیت یہ ہے ؎

کھہ لینا مبارک کو یارب! یہہ مبارک ہو		بیفائدہ لوگون کو ناحق کی جلن آتی ہے

یقین ہے۔ کہ آپنے شاہ نصیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ سخن کیا ہو ؎

تنبیہ اس کتاب کے اول دفعہ طبع ہونیکے بعد تحقیق ہوا کہ۔ آپکا نام نامی مبارک النسا بیگم تھا آپ شاہ نجم الدین صاحب صغیر مرحوم خلف شاہ نصیر صاحب مغفور کی زوجہ نامی تھین سنہ ۱۸۱۶ء تک آپ کی ذات مبارک سے کعبۂ اللہ شریف کا کوئی حجرا آباد ہے۔ گیارہ بارہ برس کا عرصہ ہوا کہ آپ دہلی سے ہجرت کرگئی ہین۔ پیشتر عارفانہ شعر موزون فرماتی رہین یہ کلام انکا اور ملا ہے ؎

مجھے کیا خوفِ محشر ہو مبارک دن قیامت کا
پکڑونگی مین گوشہ دامنِ خاتونِ جنت کا

عذابِ گور کی سختی الٰہی کیونکر جھیلون مین
تھکا ہارا ہوا آیا ہون مین بیبی ہی مہنت کا

محبوب تخلص نواب محبوب محل بیگم صاحبہ منکوحہ حضرت واجد علیشاہ صاحب بہادر کی یہ غزل سراپا سخن سے نقل کیجاتی ہے ؎

اُٹھا سکی نہ مصیبت فراقِ یار مین روح
نکل گئی تنِ لاغر سے انتظار مین روح

ہزار مرتبہ تجھ پر سے مین فدا کرتا
اگرچہ ہوتی مری پیاری! اختیار مین روح

جو آنا ہو تجھے مدِ نظر تو آ ظالم!
نکل نجائے کہین تیری انتظار مین روح

نہ نکلی حسرتِ دل ایک بھی کہ موت آئی
ہمیشہ تڑپیگی تیرے لئے مزار مین روح

نہین ہے گورکی تنگی سے کچھ ہمین وحشت
رہیگی بعد فنا کے بھی کوئے یار مین روح

جو آئے زیست کے بھی وقت وہ مسیحِ جمال
مریضِ ہجر کے آجائے جسمِ زار مین روح

ترے فراق مین یون زندگی گزرتی ہے
ہے کرب قبر مین جیسے! اور انتظار مین صبح

کہا آزردہ تو نے دہ سے نکل مومن بھی
لگی ہوئی ہے تری تیغ آبدار مین روح

تری حکم مین ہی موت زندگی محبوب
حقیقت ہے دلا دست کردگار مین روح

محفی تخلص احمدی جہان بیگم نام اُس مرحومہ مغفورہ کا ہے جو صاحب عالم میرزا فخرو بخش صاحب کی (جنکے نام نامی سے تذکرہ گلستان سخن معمور ہے) اصل خاص با اخلاص تھی اگرچہ بیگم صاحبہ کا کلام بہت کچھ ہے۔ مگر مجھے ایک شہزادہ کی

والا نیار نے یہ ہی دو شعر عطا فرمائے ہین ؎

لڑھائی مے کہ پیئین خفتگانِ خاک شراب	قسم خدا کی عسس کو بڑا صواب ہوا
خدا جانے کیا بات ہے۔ اسمین مخفی	کہ۔ اس ظلم پر جیکو بجاتا بہت ہے

مشتری تخلص ہے۔ اُس زہرہ جبین کا جسکا مشتری ہر ایک عطارد خصال ہے مگر قمر نجان اسکا نام ہے۔ شہر لکھنو کے چوک مین اسکا جاے قیام ہے۔ یہ لولی لکھنوی بھی مثل اپنی زہرہ کے آغا شمس صاحب کی شاگردی پر نازان ہے ؎ ہر طرح سے شاداں و فرحان ہے۔ گو ان دونو رنڈیون پر ہر طرف سے بوچھاڑ رہتی ہے۔ پر انکی طرف سے بھی گوہار رہتی ہے۔ چنانچہ ایک اخبار مین منشی گنیش داس صاحب لائق سابق ملازم راج پٹیالہ کے نام نامی سے ایک غزل دیکھی گئی جسمین یہ شعر بھی تھے ؎

ہم رشکِ شمس زہرہ جبین کے ہین مشتری	خوبو نسے یون بھرا ہوا گو لکھنؤ تو ہو
شاگرد شمس زہرہ ہو یا ہو دے مشتری	لکھے اک اس نسین مین غزل دو دو تو ہو

مگر دریغ لا ایک خط انکی طرف سے باسم گرامی میان دادخان صاحب سیاح صاحب لطائف غیبی جو مشتہر ہوا تھا۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ۔ شاید اب کچھ یہ کجرفتارین راہِ راست پر آگئی ہین۔ جو ایسی ملائم باتین بنا رہی ہین۔ اب بندہ ان جھگڑون کو چھوڑ کر مشتری کی وہ غزل لکھتا ہے۔ جو خاص اس تذکرہ کیواسطے بسبیل ڈاک آئی ہے ؎

پہلو مین ہمارا دلِ ناشاد نہین ہے	ویرانہ تنِ ہجر مین آباد نہین ہے
کافی ہے رگِ جان کے لئے نشترِ مژگان	عاشق کو تری حاجتِ فصاد نہین ہے
کس عہدہ فراموش کو دل دیدیا ہمنے	اللہ رے انسیان کہ۔ ذریاد نہین ہے
کاشانۂ دلمین ہے کہان ساقی میکش؟	شیشہ مین ہمارے وہ پریزاد نہین ہے
کافی ہے ترا حلقہ گیسو عوضِ طوق	گردن مری منت کشِ حداد نہین ہے
وہ سبز قدم ہے یہ مبارک ہے سراپا	قامت کے مقابل تری شمشاد نہین ہے

اے طائرِ جان! پھیر سے کر آسمین نسیرا
یہ خانۂ تن خانۂ صیاد نہین ہے

شاید کسی محرور کا ہے آبلۂ دل
یہ گنبدِ چرخِ ستم ایجاد نہین ہے

اے بانیٔ بیداد! کچھ انصاف بھی ہوتا
یہ جانِ حزین قابلِ بیداد نہین ہے

وہ دشت مین تھا۔ مین صفتِ گردِ جہان مین
مجنون میرا شاگرد ہے۔ اُستاد نہین ہے

وہان حسن خداداد ہے۔ یان عشقِ خداداد
کم اُنسے کبھی عاشقِ ناشاد نہین ہے

فرماتے ہین وہ سُنکے مرا شکوۂ فرقت
سرکار مین شنوائیٔ فریاد نہین ہے

کھینچے سرِ موزلف سیہ تاب کا نقشہ
تابِ قلمِ مانی و بہزاد نہین ہے

کس سے کہون کو وہ غم و وحشت کی مین اُفتاد
افسوس کہ مجنون نہین فرہاد نہین ہے

اس صفحۂ دلپر ہے تری آنکھ کا نقشہ
کہنے کو تو سب کہتے ہین۔ اے مشتریِ اشعار!
کیجے نظری جسکو یہ وہ صاد نہین ہے
لیکن کوئی اب شمس سا اُستاد نہین ہے

معشوق تخلص ہے۔ حیدری خانم فیض آبادی کا۔ جسکا صرف ایک شعر پسندیدہ لکھنؤ سے آیا ہے ؎

پان کھا کر جو کہین تھوکو یا اُس گل نے
رشکِ یاقوت نئے باغ کے کنکر پتھر

مغل تخلص **بیا جان** نام مشہور بہ **مغل جان** بنت امیر بیگم کا ہے۔ (جو پنڈت گلاب سنگہ کشمیری کے گھر مین تھی۔ اور اُسکی وفات کے بعد ساری عمر تائب رہی۔ اس عورت کے پنڈت مسطور سے جو مرتے وقت کلمہ پڑھکر مدفون ہوا چار لڑکیان اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ازانجملہ مغل اُسکی پیٹ پوچھن ہے) ایک بہن اُسکی معروف بہ بیگم جان جو سید امیر صاحب خوشنویس دہلوی عرف میر نجف کے گھر مین پڑگئی تھی اور بعد وفات سید مرحوم غدر ہی کے زمانہ مین رحلت کرگئی۔ اُسکی بیٹی ولایت نامی ناچنے مین خوب مشاق ہوئی۔ مگر مسکرات کی عادی ہوکر ذلیل و خوار رہی۔ اب اُسکی لڑکی بچہ نامی عنفوان جوانی مین تعلیم پا رہی ہے۔ دوسری

معشوق
مغل

ایک نواب زادۂ دہلوی مغل بچہ کے نکاح مین رونق افروز رامپور[۹۱] ہے اور اُنکا نسب نامہ مادری بھی مغلون ہی سے ملتا ہے۔ صرف اسیر بیگم ہی گردشِ زمانہ سے پنڈت کے آتھ آگئی تھی۔ مگر بعد تو یہ خانگیون کا ڈیرہ خوب مشہور ہوا۔ ناچنے گانے کا بھی چرچا پھیل گیا۔ املی والی پہاڑی پر ایک مکان رفیع الشان بنوالیا + رتھ اور پالکی خریدی۔ اسطرح کی ناموری حاصل کی۔ تیسری عمدہ جان[۹۲] نامی۔ جو میرے ایک عنایت فرما سے آشنائی رکھتی ہے۔ اپنی جوانی کے زمانہ مین اچھا گاتی تھی۔ اب اپنی لڑکی زہرہ[۹۳] نامی عرف مجوبن کو تعلیم دلوا رہی ہے۔ (اور ہان یہ نوخیز کچھ فارسی بھی پڑھتی ہے۔ چنانچہ آج کل گلستان کا سبق لیتی ہے۔ اور گانے بھی مزہ سے ہے۔ "نونہار بروا کے چکنے چکنے پات") الغرض یہ مغل خانگی کہلاتی ہے اسنے پیشۂ عام کو طرح دے ناچ مجرے کو سلام کر۔ فقط ستار ہاتھ مین لے اپنے خواہندہ کا پہلو برسون گرم کیا۔ اور کسی سے کچھ سروکار نہ رکھا۔ مگر ۱۸۵۷ء کے شروع سے وہ بھی کسی سبب سے کنارہ کر گیا۔ تو یہ ثابت قدم روزہ نماز کی پابند ہوئی مسکرات و منہیات سے سوائے زردہ کے سب ترک کر بیٹھی۔ ہان وہ وفا شعار بھی اسقدر سلوک کرتا رہتا ہے کہ۔ اُسکے کھانے پینے کو کافی ہوتا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے یہ کسی دوسرے کی محتاج نہین ہے۔ اپنے لواحقون کے شامل گزارہ کر رہی ہے۔ اللہ جل شانہ اس نیک نیتی کا اُسکو اجر عظیم عطا فرمائے۔ بہرکیف یہ دو تین غزلین اُسکے نام کی ہین +

جستجو تیری مجھے بعد از فنا تھی مین نتھا	روح میری طائر قبلہ نما تھی مین نتھا
نعش خونین آلودہ میری کیون نہین کی پائمال	پانو لگنے کو تری کیا بس خطا تھی۔ مین نتھا

[۹۱] ۱۲۷۳ھ مین جبکہ یہ کتاب دوسری دفعہ چھپ رہی ہے حاکم صاحبہ حیدرآباد دکن مین رونق افروز ہین۔ بلکہ مثل اول کو بھی اُنہون نے اپنے پاس ہی بلا لیا ہے۔ اللہ مجھے اللہ غنی ہے [۹۲] اس کتاب کے چھپتے چھپتے ماہ نومبر ۱۸۷۶ء مین عمدہ جان بعارضۂ بخار رہی ملک عدم ہوئی۔ حضرت بشیر خوش تقریر نے اسکی تاریخ وفات یون موزون کی + آن عفیفہ مرحمت گستر دار الفنا + رفت سوئے خلد حسب لحم خلاق العباد + لم یقل کی بے تاریخ رحلتش ہاتف + گفت زیرا من چہ آنجا جاوید بادا + ۱۲۹۳ھ و دسمبر ۱۸۷۶ء مقام لاہور از فوارۂ حیات بشیر در بہار پر شاد وفی اللہ عنہ۔ [۹۳] ۱۸۷۹ء تحریر مین زہرہ یعنی مجوبن بھی نوعمری مین ہی رحلت کر گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ [۹۴] ۱۸۸۲ء کے اخیر سے وہ شخص بالکل دست بردار نائب ہی جی ہوئی ہے۔ غنیمت ہے + ۱۸۸۵ء کو یہ شاعرہ دکن سے حیدرآباد مین اپنی بہن کے پاس چلی گئی ہے چھوٹے سے

میری ہوتے غیر کو تو نے بلایا کس لئے
اوبت کا فزا یہ کیا طرز جفا تھی مین نتھا

جبکہ اُس قاتل نے قتلِ عام پر باندھی کمر
دائی نا کامی کہ وہان خلق خدا تھی مین نتھا

برگ پان و ہار گل تھے اور می و جام گزک
سبطرحی اُسکی محفلمین فضا تھی مین نتھا

زلف کی بو سہ پہ حق مجھ پہ برہم ہو گئے
یہ دل سودائی کی پیار کی خطا تھی مین نتھا

شاخ گل گلشنمین اُسپر اسطرح دوڑائی ہاتھ
اہی مغل کیا کہیئے اُس گل کا ساتھی مین نتھا

غزل دیگر

حال دل کا کرون جو کچھ اظہار
واجب الرحم سمجھے وہ دلدار

لیک ہے مہر خامشی لب پہ
چپکا بیٹھا ہون مثل نقش حصار

ہے توقع یہ اپنے نالون سے
جلد ہون سینۂ عدو کے پار

دیکھے کب خدا دلاتا ہے
یار کو یار سے دوبارہ یار

راتدن اے مغل تصور مین
مثل بلبل رہون ہون زار زار

دیگر

بیوفائی نکر خدا سے ڈر
خودنمائی نکر خدا سے ڈر

بحر الفت کی انتہا ہے کہان
آشنائی نکر خدا سے ڈر

بیوفا دُنسے کیا وفا ہو گی؟
آشنائی نکر خدا سے ڈر

ظاہری زہد کو بھی دیکھ لیا
پارسائی نکر خدا سے ڈر

ہے حیا دین و دنیا کی زینت
بیحیائی نکر خدا سے ڈر

کیون جلاتا ہے اور یارہ ہے
ہت! خدائی نکر خدا سے ڈر

دست نازک کا کچھ خیال تو رکھ
یون کلائی نکر خدا سے ڈر

یار آظلم ہے تو خیا طلن!
یہہ سلائی نکر خدا سے ڈر

* دلی کا دیوان دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ مصرعہ بعینہٖ اسطرح موجود ہے * بیوفائی نکر خدا سے ڈر لیکن چونکہ اس شاعر نے یہ غزل دلی کے بھی دسنی تھی لہذا اسکو قافیہ سمجھنا لازم ہے۔ تدیہ سرقہ ہے یہ تضمین اس غزل کے چھٹے مصرعہ کا بھی یہی حال ہے * ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

وہ بُرا ہے۔ تو اُسکو ہو ذوق	تو بُرائی نکر خدا سے ڈر
منتوں سے منا رہا ہے وہ	اب ڈھٹائی نکر خدا سے ڈر
ہے مغل راتدن ترے قربان	اب جدائی نکر خدا سے ڈر

منور تخلص ہے۔ منور بخش نام لکھنوی۔ مقیم حال جونا گڈھ کا۔ سنا ہے کہ اچھے شعر کہتی ہی لیکن ہمکو کلام ہاتھ نہیں آیا۔ صرف ایک مصرعہ سنا گیا ہے جو اُسنے اپنے نام کے سجع میں کہا ہے۔ وہی لکھا جاتا ہے۔ اور کچھ احوال اسکا دریافت نہیں ہوا ✦

	یا الٰہی دلِ منور بخش

منو تخلص ہے۔ منوجان نام۔ سکنہ کرنال کا۔ جو منورونی طبیعت سے کبھی کبھی شعر منوران کرتی ہے ✦

تو نے کر دیکھا ہر ایک سے بُتِ رعنا اخلاص	جب ہوا لفش ترے دلپہ ہمارا اخلاص
تم سنو یا مت سنو۔ اے جانِ من!	پر دعا ہر صبح دیجاتے ہین ہم

مہتاب متخلص باسم کسی کی یلوی عورت بازاری کا یہ شعر نگاہ سے گزرا ہے ✦

دل اُٹھاتا ہے مرا جور و جفا کیا کیا کچھ	آہ کرتا ہے وہ عیّار دغا کیا کیا کچھ

مہر تخلص جیناجان نام عرف کالی سکنہ کرنال کے یہ شعر دستیاب ہوئے ہین ✦

بوقتِ نزع بالین پر مرے آئی۔ تو کیا آئے	دمِ آخر جو تمکو ایکدم دیکھا۔ تو کیا دیکھا
یون چمکتا داغِ ہجران مہر کے سینہ مین ہے	جسطرح فانوسمین ہو زیرِ پیراہن چراغ
ہمکو سینہ سے لگانا چاہئے ✦	غیر کی چھاتی جلانا چاہئے ✦

نون کی ردیف

ناز اس تخلص کی چند ازنینو کا کلام ملا ہے۔ جو بے کم و کاست لکھا گیا ہے ✦

اول بیجان نامی شاہد بازاری فرخ آبادی یون مترنم ہے ✦

زہرہ جبائین لینے لگی آسمان پر		توڑا لیا جو ناچمین آسنے اٹھا کے ہاتھ

دومی دلی والی گمانی خانم کی بیٹی۔ بنام گیتیارام بیگم ہے۔ جو نہایت شوخ مزاج بڑی چالاک۔ زبان دراز۔ چال باز۔ چلتی اوزار۔ رنڈیون مین مشہور روزگار ہے اسنے دلی کے ایک رئیس کی بجو بھی ناموزون موزون کی تھی۔ یہ عورت کبھی کسیکے گھر مین بیٹھ جاتی ہے۔ کبھی پیشہ پر کمر باندھتی ہے۔ ۱۸۷۶ء کے شروع مین یہ شاعرہ جیپور چلی گئی۔ وہانسے اسکے کچھ شعر لالہ کنہیالال صاحب وحشی۔ صاحب جواب الجواب تذکرۂ گلشن بیخار لائے۔ کچھ پہلے میرے ہاتھ آئے تھے۔ وہ سب مذر احباب ہین ؎

وصالِ یار کا سامان جہان بنا بگڑا		ہمارا کام یونہین ہر زمان بنا بگڑا
تمہارے پانو کے ناخن کی ہمسری نہوئی		ہلال لاکھ سر آسمان بنا بگڑا
ہمارے عین لکھنے پر ہزارون صاد کرتے ہین	ایراد	یہ انکی عین عنایت ہی کرم افزاد کرتے ہین
تم تو اترا گئے جفا کر کے		ہمنے مارا نہ دم وفا کر کے
ہمنے دکھلا دیا بکمالِ عشق		ابتدا ہی مین انتہا کر کے
غلط فہمی ہے اپنی۔ آپ کو ہم باوفا سمجھے		بڑا دھوکا ہوا۔ نا آشنا کو۔ آشنا سمجھے
ہمارا دل زلف کو زنجیر دام بلا سمجھے		ہزارون پیچ ہون جسمین اُسے انسان کیا سمجھے
تمہین ہم دوست سمجھے دوست کو نا آشنا سمجھے		ہمی نادان تھے صاحب! جو تم سمجھے بجا سمجھے

سوفی ایک شہزادی تیموریہ خاندان کی پیرو مذہب امامیہ دہلی مین عمر رسیدہ موجود ہے غدر سے پہلے جوانی کی ترنگ مین شعر کہتی تھی۔ اب جو دو چار یاد تھے۔ خود لکھوا دئے ہین۔ اور وہ یہ ہین ؎

شعور ہے اُسکی بیوفائی کا		بس نہین چلتا وہان سائی کا	
دامِ زلفِ سیاہ اُسکی ہے		نہ بنا کوئی ڈھب رہائی کا	

کر غلامی علی کی تو اے نازؔ!	ہے اگر دھیان بادشاہی کا
مجھ سے روٹھا وہ یار جانی ہے	جان جانیکی یہ نشانی ہے

چہارمی امیر جان بنت گوہر جان لکھنوی کی یہ غزل موصول ہوئی ہے ؎

اپنے پہلو مین جگہ دی سرِ محفل مجکو	دلدہی یار نے کی دیکھ کے بیدل مجکو
الفتِ یار سے بس ہوگا یہ حاصل مجکو	خاکسین خوب ملائیگا مرا دل مجکو
لیگیا بام پہ وہ حورِ شمائل مجکو	آج معراج کا رتبہ ہوا حاصل مجکو
کرکے تیغ نکہہ ناز سے بسمل مجکو	دیر تک غور سے دیکھا کیا قاتل مجکو
جسکا دیوانہ و سرگشتہ پھرا کرتا ہون	اُسی لیلی کا دکھا دے کوئی محمل مجکو
اور مہمان ہون کوئی دم کا ذرا ٹھہرو تو	کیا چلے جاوگے اب چھوڑکے بسمل مجکو؟
بدگمان ہو تو قسم کھانیکو مین حاضر ہون	کیون اُٹھانے نہین دیتی ہو حمایل مجکو؟
ہجر مین اُس مہ خوبی کے ہوا یہ نقشہ	دل رُلایا کیا پھرون لبِ ساحل مجکو
سببِ گریہ مین اُس بحرِ کرم سے کہتا	گر خدا کرتا عنایت لبِ ساحل مجکو
گر میان یار نے کین غیر سے میری آگی	صفتِ شمع جلایا سرِ محفل مجکو
چشمِ احباب مین افزون میری عزت ہوجاتی	تم جو تو کہکے پکارو سرِ محفل مجکو
نالہ و آہ و بکا۔ کاہشِ دل۔ داغِ جگر۔	اُس ثمر کی ہوا الفت مین یہ حاصل مجکو
زلفِ پیچ کا دیوانہ سمجھ کر حدّاد	موسمِ گل مین پہناتے ہین سلاسل مجکو
اور بھی بعدِ فنا مرتبۂ عالی ہو	گر کرے اپنے شہیدون مین وہ داخل مجکو
قیس کی شکل سے مجنون کسی لیلی کا نہیز	دل لیے جاتا ہے کیون جانبِ محمل مجکو
نازؔ احباب کی خاطر سے کہی مینے غزل	گو کہ دیتا تھا اجازت نہ مرا دل مجکو

نازکؔ تخلص زینت جان نام ایک عورت اسی شہر کی نزاکت فروش بازاری ۱۲۷۸ھ مین موجود تھی جسکا یہ کلام ہے۔ اغلب ہے کہ اب رحلت کرگئی ہوگی ؎

ملے واہ واہ کیا کہنا ہے۔ بہار مطبوعہ دفعۂ ثالث مین لکھا ہے۔ نہ سلوت سے اسکی خبر نہ نشان مقام ہے یہ دو شعر اسکے یاد تھے لکھدیے + محققان زمانہ اس تحریر بے تاثیر کو ملاحظہ فرماکر مین ۱۲ منہ غفی اللہ عنہ

یاد آتی ہے اُن انکھونمین آمدہ نشہ کی | ساقی نے گلرنگ سے جب جام بھرے ہے
ہنالہ وزاری کا مری شور فلک تک | پر وہ ہے تیرے گلفام کو کوئی کان دھری ہے

نازی

نازک دوسری نازک مذام سیہ فام فتن جان نام خوشخرام شیرین کلام ہے۔ جو میرزا شاہرخ بہادر مرحوم کی گائینون مین تھی۔ وہانسے امام خان گوئے کے ذریعہ سے ممتاز جان والدہ بتن جان رقاصہ متوفی کے ڈیرہ مین آئی۔ اور ناچنے گانے مین مشہور ہوئی یہ شاعرہ اکثر لکھنؤ کے ڈھنگ برتتی ہے۔ مثنوی بہار عشق کو بہت ہی مزہ سے پڑھتی ہے۔ اور اس مسدس کو خوب ہی ادا کرتی ہے ؎ مشہور ہے کہ تھا کوئی ایک خواجہ مصحفی ؎ الخ چال باز بھی ایسی ہی بنی کہ۔ اپنا ثانی نہ رکھا۔ سنا ہے کہ۔ اسنے کبھی تماشبین کو خرچی چکا کر نہین رکھا۔ مگر دو چار روز کے بعد اُسپر وہ چھپر رکھا کہ۔ سر نہ اُٹھا سکا۔ جو اسکے پنجہ مین پھنسا۔ اُسکے چھکے چھوٹ گئے۔ اس آفت جان کی بدولت ایک دو بیچارے مارے بھی گئے۔ بعض اسکی کھکھیڑ سہار سکے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ۔ اس بہروپن نے بنارسی شہزادی کا بھیس بنایا۔ اور دلی کے ایک رئیس زادہ ہندو کو جو رنڈیون سے متنفر اور چھنالون کیطرف مائل رہتا تھا دام تزویر مین پھنسایا۔ ابتو پو بارہ ہوگئے۔ ہزارون کے واری نیاری ہوگئے ہفتہ عشرہ مین خود ہی راز فاش کر دیا۔ اُس سادہ لوح کو چٹخا دیا۔ باوجود ایسی چالاکیون کے یہ دلربا دلفریب اپنے آشناؤن کی ایسی خاطر مدارات کرتی ہے کہ جسکی نظیر مینے اور کوئی نہین سنی۔ غرضیکہ اس زمانہ مین پوری بیسوا ہے۔ یہ مثل شاید اسی کیواسطے درست ہے ؎ "اُن سے مارے تان سے مارے ران سے مارے جان سے مارے"

مہاراجہ شیودان سنگھ بہادر مرحوم مغفور والی الور کے لڑکا پیدا ہوا تو اس رقاصہ نے بھی جاکر مجرا کیا۔ اور اپنی چرب زبانی و شیرین کلامی سے مہاراجہ صاحب کو ایسا مائل کیا کہ۔ ہر روز کی حاضری کا حکم لیا۔ وقت خواب عرصہ تک مثنوی سناتی

رہتی تھی۔ یون مشتاقون کو لبھاتی رہتی تھی۔ وہین چند اشعار جلسۂ مذکور کے بیانمین موزون کر سنائے۔ منجملہ اُنکے چار شعر مجھے بھی لکھوائے ہین۔ مگر اتنو یہ مثل ہے کہ ؎ تُو سوچ ہے کھاکے بلی حج کو چلی" یعنے ممنوعاتِ شرعی سے توبہ کر ایک مسلمان کو گھیر لیا ہے۔ گو بظاہر نکاح نہین کیا۔ لیکن نکاح کی شرطین پوری کر رہی ہے۔ مسئلہ مسائل کی کتابین بھی پڑھ رہی ہے۔ کلام اللہ بھی پڑھی ہوئی ہے۔ کسیقدر زبان فارسی سے بھی آشنا ہے۔ المختصر یہ شعر اُسکے ہین۔ جو اُسنے خود لکھوا دئے ہین ؎

کہتا ہو نمین خدا سے یہ بار بار اے دل	ایسا نہو کہ میرا کسی بت پر آئے دل
ڈرتے رہو خدا سے تو اظلم مت کرو	ایسا نہو کہ تمکو کوئی دے سزائے دل
بس جائیے یہانسے نہ باتین بنائیے	تلوونسے ملکے پھینکئے۔ جو ایسا ستائے دل
نازک ہے شبِ فراق مین اتنا نرو سے	اشکونکی جانکل نہ پڑین لخت ہائے دل
جلوہ گر ہے رونق پر یہ جلسۂ لاثانی ہے	چکر مین ہے جس سے فلک ہر اختر کو حیرانی ہے
کوئی پستی اور ہے چادر کوئی دوشالہ سری سُتر	سرخ کیکا جوڑا ہے پوشاک کیسی دھانی ہے
آج ہے یہ اُس عقدہ کشا کی لخت جگر کی سالگرہ	ہوگئی جسکے باعث سے دل بستو کی آسانی ہے
بزم طرب آراستہ یہ کیا قاعدہ اور آداب سے	والی الور کا ہے سنا دربار بھی سلطانی ہے

نجمین اس تخلص کی ایک عورت کا کلام ایک عنایت فرمانے عنایت فرمایا اور کچھہ حال بھی بتایا ؎

چشم بد دور۔ گریہی ہے آنکھ	دل جگر مین تو دونو کھو بیٹھی
ہوگئی دو جہان مین وہ بھی غنی	تکیہ کر کر خدا پہ جو بیٹھی

نجمین تخلص یہ اسم دہلی کے اُردو بازار کی رونق انگیز تھی۔ جسکی گفتگو نہ صرف دہلی و جگت بلکہ جگدمبہ تھی۔ سنا ہے کہ اُسنے ایک غزل پان کے تلازمہ پر لکھی تھی جسکا ایک شعر کسی مہربان نے سنایا۔ وہ ہی درج اوراق ہوا ؎

نزاکت

نرگس نے بچھالیا ہے ہمارے مزار کو	تک دیکھو بعد مرگ میرے انتظار کو

نزاکت اس موزون تخلص کی مصداق تین نزاکت شعاروں کی حقیقت آئینہ اپنی نزاکت ظاہری و باطنی سے جلوہ گری کرتی ہے +

اول وہ نزاکت تخلص مجو نام نارنول کی بت بازاری ستم شعاری ہے۔ جو شیفتہ مرحوم صاحب گلشن بیخار کی دوست داری سے شاعری مین نام پاگئی۔ انجام کار حضرت سلطانجی صاحب کے قدمونمین جا مدفون ہوئی اور جنگلو نامی اسکی دوسری بہن میر رحم علی مختار کار عدالت فوجداری کے گھر مین پڑ گئی تھی۔ یہ دونو خانگیان یکتائے زمانہ مشہور تھین۔ چرخہ والون مین انکا مکان عالیشان ابتک موجود ہے۔ جسکو لالہ لچھمین نرائن صاحب ساہوکار کتھری اور حکیم احسن اللہ خانصاحب بہادر مرحومین مرۃ بعد اخری خرید فرما کر اپنے اپنے تحت تصرف مین لا چکے ہین۔ اور غدر کے بعد ایک برانچ سکول بھی اسمین جاری ہوا تھا۔ اب اسکے متصل ایک مشن سکول کی شاخ ہے۔ الحاصل مجو کا یہ کلام ہے +

بسکہ رہتا ہے یار آنکھونمین	ہے نظر بیقرار آنکھو نمین
محفل گلرخان مین وہ گل رو	لیگیا دل ہزار آنکھو نمین
سرمۂ خاک پا عنایت ہو	آگیا ہے غبار آنکھو نمین
یاد آئے کمر جو گلشن مین	ہو رگ گل بھی خار آنکھو نمین
کہئے جو قیسون کی برائی۔ تو کہے وہ	"ہے وہ ہی وفادار جو ایسوں سے بنا ہے"
پڑا ہے خون دل سر سے قدم تک جا بجا میرے	بنایا ہے مجھے گویا کہ خاک کوئے قاتل سے
کہتا ہے "آپکی بھی ہے کیا عاشقی غلط"	"گر کہئے تیری عہد مین الفت نہین رہی"
کیون نہ مین قربان ہون یہ جب وہ کہے ناز سے	"ہمکو جفا کا شوق ہے۔ اہل وفا کو ہے"
مرے شوق نہانی کی تاثیر دیکھو	کہ۔ دلدار بھی گرویا جانتا ہے

نزاکت ہون پر ناتوانِ محبت		لطیفہ مرے نام کا جانتا ہے
نا منصفی اور اے بتِ بیداد گر ایسی !		چاہت تری غیرونکو بھی ہوگی مگر ایسی
کہتے ہو علاج آپ کرینگے خفقان کا *		جی کا ہیکو ٹھیریگا سنائی اگر ایسی
حرماں سے اگر چاہ کی تقدیر تو ظالم !		تقصیر نہوگی کبھی بارِ دگر ایسی
ہم بزمِ عدو دشمن کو چھپاتا ہے۔ تو فاصد !		کہتا ہے کسی سے کوئی نادان۔ خبر ایسی
کملائی ہے گرمی کی نگہہ سے وہ گل اندام		اللہ ! یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہے

دوم وہ نزاکت تخلص کند و نام بنت حسینی ہے۔ جو خوشحالی والی دلّی کی کنچنی مشہور ڈیرہ دار ہے۔ اور بالفعل جیپور مین اقامت گزین ہے۔ گو تا خواندہ ہے مگر طبیعت موزون رکھتی ہے ستار خوب بجاتی ہے۔ میر واجد علی لکھنوی مخلصہ مقیم جیپور سے مشورہ سخنی ہے یہ شعر اسکی زبانی لکھے گئے *

بلبلِ زار ہون تو تیرا ہون		مین گرفتار ہون تو تیرا ہون
ان فرشتون کو واسطہ مجھسے		مین گنہگار ہون تو تیرا ہون
خواہشِ دین نہ کام دنیا سے		مین طلبگار ہون تو تیرا ہون
ہون اچھا کبھی مسیحا سے		مین جو بیمار ہون تو تیرا ہون
سجدہ کردانہ غیر کے آگے		بندہ اے یار ہون تو تیرا ہون

ہمین غیرون سے بھڑ کاتے ہین آپ آرام کرتے ہین
کسیکے کام سے کیا کام ! ہم اپنا کام کرتے ہین
نہ بوسہ رخ کا دیتے ہین۔ نہ گیسو چھونے دیتے ہین
یون ہی اک عمر گزرے گی کہ۔ صبح و شام کرتے ہین
ہوئے دو چار خون۔ گرنا گہانی سے۔ عجب کیا ہے ؟
وہ جب مہندی لگاتے ہین۔ تو قتلِ عام کرتے ہین

جگانا ہے اُنہین تا صبح اکدن وصل کی شب مین
ابھی سونے دو گر طالع مری آرام کرتے ہین

تنبیہ اس شاعرہ کے کلام پر بعض جا سرقہ کا احتمال کرتے ہین۔ مگر مینے جسطرح اُسکے مُنہ سے سنا لکھدیا۔ ۱۸۷۶ء مین یہ شاعرہ بیمارہ اپنا مجرا کرنے وارد دہلی ہوئی تھی۔ اور ریوڑی والہ کٹڑہ مین ٹھیری تھی۔ اُسوقت مین خود اس سے ملا تھا ✦

سوم وہ نزاکت تخلص کی محبوبۂ بازاری مقیمۂ بمبئی ہے۔ جسنے ایک رقعہ نثر کا مع غزل لاحقہ اسمی زہرہ و مشتری لکھنؤی کے مشتہر کیا تھا۔ مینے طولِ فضول سمجھکر اُسے قلم انداز کیا۔ صرف غزل کو لکھ لیا۔ وہ ہا ہا ✦

نزاکت

نہین گر ترے در پہ جانیکے قابل	یہ قسمت ہے کس کام آنیکے قابل
جسے دیکھئے بیوفا سنگدل ہے	نہین بُت کوئی دل لگانے کے قابل
نہین کیا کیا ضعف نے کام اپنا	نہین ہم رہے لب ہلانیکے قابل
کیا عشق نے ہمکو بدنام سب مین	کہان اب رہے مُنہ دکھانیکے قابل
اسی سے ہے درد و الم عاشقون کو	یہ ہے نقشِ اُلفت مٹانیکے قابل
طبب کیا کشش دل کی اُس سے ملادے	کہ ہے اسمین طاقت ملانیکے قابل
عبث ایک بیدرد سے دل لگا کے	ہوئے ہم غم و غصہ کھانیکے قابل
عجب دھرا یا ہے ناقابلون کا	فلک ہین کہان؟ وہ زمانیکے قابل
اگر رزم مین ہو نہ ساقی نزاکت	تو پھرے نہین مُنہ لگانیکے قابل

نشانی سنا ہے کہ۔ اس تخلص کی کوئی عصمت پناہ لکھنؤ مین یون لب کشا ہے

کیا کہین تم سے ہم کہ کیا ہین ہم	پاکدامن ہین۔ پارسا ہین ہم

نظیر تخلص ہم۔ کسی شاعرہ کا یہ مطلع گوش آشنا ہے ✦

نورن

جو تو اغیار کے پہلو مین میان رہتا ہے | مجکو تنہائی مین پہرون خفقان رہتا ہے

نورن نامی کسی فرخ آبادی عوت کا یہ شعر ہاتھ آیا ہے ؎

مارا تھا تیری زلف نے کل جسکو گلبدن | باغ جہان سے آج وہ بیمار اٹھ گیا

واو کی ردیف

وزیر

وزیر ہم تخلص ہم نام کسی عورت خیر ابادی ماہرو بازاری کا یہ کلام ہے ؎

کسی پردہ دار کا غم - جو نہ پردہ دار ہوتا | تو نہ استخوان مین ہر گز میرے غبار ہوتا

یہ غضب نہین تو کیا ہے کہ چمن ہے اور گھٹا ہے | یہ وہ وقت ہے کہ جام مئی ناب یار ہوتا

نہین جب ثبات دنیا - تو مجھے ترا گلہ کیا | مری ساتھ عہد کیونکر ترا استوار ہوتا

تجھے کب غفور کہتا کوئی اے کریم و راحم ! | سلہ کسے بخشتا جو کوئی نہ گنا ہگار ہوتا

ولایتی

ولایتی تخلص شاید کسی شہزادی تیموریہ کا ہو - جسکے نام سے غدری ہولی نہایت مشہور ہوئی تھی - جسکا مقطع یہ ہے ؎

چودہ کا وہ سال مہینا ماہ کا سن لو بھائی | روز جمعہ کا تہا وہ دن تھی ولایتی بیگم کی ہولی گائی

سمبت ۱۹۱۴ کری دونو کی بڑائی ؎ | ہند مین کیسی مہری مچائی

ہاء ہوز کی ردیف

ہوس

ہوس تخلص کسی مجہول الحال کی یہ مقال ہے ؎

عمر انسان جسقدر بڑہ جائے ہے | اتنی ہی دیکھو ہوس ہو جائے ہے

یاء مثناہ تحتانی کی ردیف

یاد

یاد تخلص کسی شاہزادی بلوی کا ہے - جو میرے ایک مہربان سے ربط ضبط

سلہ گناہ مین ارتکاب در شمار - مزا نام کے بڑا مہر کار - کا اچھا ترجمہ کیا ہے - ۱۲ منہ

رکھتی تھی اور اُنھین سے شعر کی اصلاح لیتی تھی۔ اُنھون نے اُسکی تاریخ وفات یون موزون فرمائی ہے ؎

لحد مین یاد نے جب مُنھ چھپایا	رہا ہے کثرتِ غم سے کسے ہوش
کہو تاریخ اُسکی کون کہوے؟	ہوئی جو یاد اب از خود فراموش

الغرض اگرچہ یاد مرحومہ سے بہت سا کلام یادگار ہے۔ مگر ایک قطعہ جو اُسنے اپنی نزع کی حالت مین کہا تھا۔ بنظر یادگاری درج ہوتا ہے۔ وھو ھذا ؎

عبث فکرِ درمان ہے اے اقربا!	کہ اب یاد تو یاں سے چلنے کو ہے
سرانجامِ غسل و کفن کر رکھو	تنِ زار سے جان نکلنے کو ہے

یاس تخلص ہے آفتاب بیگم کا۔ جو فیض آباد مین اپنی نازک خیالی کو ظاہر کر رہی ہے ؎

اُڑنے وہ نخچیرِ باد شوق مین بے پر لگا	تیر تیرا جس کسیکے اے پری پیکر! لگا
کیا خبر سودائیونکو موسمِ گل کی ہوئی	میری تربت پر برسنے رات دن پتھر لگا
اب بھی گر آنا ہے۔ تو جلد ایسے آ اجی خبر	لے مسیحا! ابتو دم آنے مرے لب پر لگا
حال تیرے زار کا نوع دگر ہونے لگا	جان بلب عاشق ترا اے سیمبر ہونے لگا

یاسمن تخلص کی چنبیلی نامی نشاء اللہ خانصاحب مرحوم کی کنیز باتمیز تھی زمانہ پارسائی (بسبب نکاح کرنے سے بھی متنفر تھی۔ مگر کہتے ہین کہ۔ انشا نے بحکم شرع اُسکا نکاح کر ہی دیا۔ پس یہ پاکدامنہ تیسرے ہی روز رحلت کر گئی۔ واللہ اعلم کہ۔ اسمین کیا اسرار تھا۔ الغرض یہ کلام اُسکا یادگار رہگیا ؎

گردشِ بخت سی پھرون دو چار	پھر نزار اگر ترا یاد آیا
یاد آیا مجھے گھر دیکھکے دشت	دشت کو دیکھکے گھر یاد آیا
سرمہ کھلوایا خموشی نے مجھے	وہ جو منظورِ نظر یاد آیا
صبر جاتا رہا قرار کے ساتھ	پر میرے ولسے جان تو نگیا

یاس

دختر رز سے رات صحبت تھی		شیخ جی کا مگر وضو نہ گیا

سخن

یاسمین

یاسمین تخلص اور تومن نام سے کسی سہارنپوری شاعرہ کی غزلین بزم سخن اور گلدستہ سخن مین طبع ہوئی ہین۔ جنکے مطلعے یہ ہین ؎

کام آخر ہو چکا کہدو ترے بیمار کا		ہے فقط مشتاق اب وہ شربت دیدار کا
کونسے دن رکھنے پھایا چارہ گر آتی نہین		پر یہ بھر نیمین مری زخم جگر آتے نہین
طفل سرشک رونے پر چندم مچل گئے		چشمونسے ایک آنمین دریا اُبل گئے

لا اعلم شعر لاحقہ کی نسبت سنا ہے کہ کسی عورت کا کلام ہے ؎

رخ روشن کے آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہین		اُدھر جاتا ہی دیکھین۔ یا اِدھر پروانہ آتا ہے

خاتمہ الکتاب

الحمد للہ والمنۃ کہ۔ یہ گلدستہ رشک دہ صد بہار۔ باہزاران زیب و زینت حسب تمنائے احباب مرتب ہوا۔ جو کہ۔ اسمین مستورات کی خیال بندیان ہین۔ اسکا نام تاریخی مرات خیالی ۱۲۹۲ رکھا گیا ؎

یا الٰہی یہ گل نوشگفتہ کی شمیم عنبر بیز غیرت افزائے دسمنبوئے پرویز ے عالم کے دماغ کو تازگی بخشے۔ اور آئینہ بہان کے دل صفا منزل کو تعلیم نسوان پر مائل کرے ؎

؎ آمین یارب العالمین ؎

قطعات تاریخ انطباع دفعہ اول جمین اندراج ہوا اسکی شایع ہونیکے بعد موصول ہوئی ہین اور نیز تقریظین جو کچھ اور ان اوصاف پسندون نے مرحمت فرمائی ہیں

قطعہ تاریخی بصنعت رعایت

فاضل اہل علم بے بدل۔ ماہر علوم عربیہ۔ واقف فنون انگلشیہ مرزا اشرف بیگ فاضل صاحب اشرف مرحوم خلف الخلف جناب نواب

فاضل بیگ خانصاحب دہلوی ؛

	این ماتمِ سخت است کہ گویند جوانمرد

افسوس کہ یہ نوبادہ جوانی مترجمی سنٹرل بک ڈپو پنجاب سے دہلی کے ضلع سکول کی مدرسی فارسی وعربی پر مشرف ہوکر ۱۲۹۹ ہجریکے اخیر مین عازم ملکِ بقا ہوا ؛

انا للہ وانا الیہ راجعون

(حقہ قدرِ غرر جو کہ کلامِ عجیب شاعراتِ ہند ہے) ۱۲۹۵ ہنوی از حرفِ مہملہ ۱۸۷۸ء از منقولہ من الکلام بشیر خوش تقریر سلمہ القدیر۔ جنکے اوصاف گلشن ناز کے ضمن مین تحریر ہین۔

از فضل ایزدی چمن انداز طبع گشت		لاریب ہست قابلِ تحسین و مرحبا
کلکِ بشیر کرد دو تاریخہا رقم		شایستہ بوستان۔ وچمن زار خوش فزا ۱۲۹۵

نادرِ خوش فکر دیکتائے زمان	دیگر	تذکرہ فرمود حیرت ناک طبع
گفت سالش بلبلِ فکرِ بشیر		نغمہائے طوطیانِ پاک طبع ۱۲۹۵ ۱۸۷۸
خہی این نسخہ چون مطبوع فرمود	دیگر	شاہ مطبوع طبعِ شایقینان
بشیر بتکلف گفت سالش		پدید آمد ریاضِ نازنینان ۱۸۷۸ء
نادرِ خوش کلام وسحر بیان	دیگر	چمن انداز طبع زد فی الحال
خامہ تاریخ عیسوی بنوشت		تذکرہ طبع شد بصد آمال ۱۸۷۸ء

نقل خط جناب میر محمد علی صاحب جویا مرادآبادی (صاحب سرود غلیبی ونق افروز سوائی جیپور کہ۔ فی زمانہ تاریخ گویگانہ ویکتا شاعر۔ نکات شاعر بسے ماہر سجھتا دبیر معلوماتِ منشی گری مین بےنظیر۔ صاحب تحریرِ پرتاثیر۔ بولنے مین خوش تقریر ہین) موصولہ ۱۴۔ اپریل ۱۸۷۸ء بمقام لاہور ؛

قدردان جویا سلامت

اجی جناب! آپکا رسالہ مراتِ خیالی اتفاق سے ایک سوداگر میرے پاس لایا۔ اشکو

کھول کر پڑھتا ہون۔ تو وہ آفتابِ جمالی ہے۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! سبحان اللہ!
کیا رسالہ تالیف کیا ہے کہ۔ عاشقون کی جان معشوقون کا ایمان۔ رسالہ کیا ہے
کانِ محبت جانِ الفت ہے۔ مین تو اس رسالہ کو دیکھکر چار گھڑی تک حیران رہا کہ
اس قسم کا رسالہ محبت کا قبالہ دیکھا نہ سنا۔ رسالہ کو دیکھکر یہ لطف آیا کہ۔ گویا مین خواب دیکھ رہا ہون۔ اور اُس خواب مین یہ دیکھتا ہون
گویا ایک باغ ہے۔ جنت کا چشم و چراغ ہے۔ اُس باغ مین ایک محل ہزار سامان
سے آراستہ۔ اور اُس محل مین ہزار پری پیکر حور جمال مہ تمثال ہزار ناز و کرشمہ کے ساتھ
بیٹھی ہین۔ اُن پریرویون کا مشاعرہ ہے۔ ہر ایک ماہرو اپنے اپنے اشعار پڑھ رہی
ہے۔ اور جسکا جو شعر ہے وہ لاجواب ہے۔ دیوانِ عشق کا انتخاب ہے +
آنکھ کھل گئی۔ تو کیا دیکھتا ہون کہ۔ مرات خیالی ہاتھ مین ہے۔ واللہ عجیب کتاب
ہے۔ لاجواب ہے +
پڑھتے پڑھتے جب عابدہ یعنے نواب امراؤ بیگم کے نام پر پہنچا۔ تو اپنا نام بھی اور رسالہ
حیابان کا ذکر بھی دیکھا۔ آپنے ذرہ کو آفتاب بنایا۔ اور خاک کو آسمان پر بٹھایا۔
آپ بڑے قدردان ہو۔ حق تو یہ ہے کہ۔ مین آپکی ان عنایتون کا شکریہ ادا نہین
کرسکتا ہون۔ من آنم کہ من دانم۔ آپنے وہ کام کیا ہے کہ۔ مجکو تا زندگی ممنون
رہنا چاہیئے۔ اور بعد مرنیکے بھی مشکور ہونا چاہیئے ہمیشہ کو یادگار رہا +
اور جہان جہان آپنے اصلاح فرمائی ہے۔ واللہ بہت درست ہے۔ مین مانگیا
لیکر مطبع والون نے بہت غلطیان کردی ہین۔ اب نظر ثانی مین درست کرونگا
اور آپکی اصلاح کو قائم رکھونگا +
کیا کہون آپنے مجکو نہ لکھا۔ ورنہ عابدہ کا کلام دیوان سے بھیجدیتا۔ میرے پاس ہے
اب منظور ہو تو لکھنا + اور خط کتابت جاری رکھیئے۔ جس سے ایک طرح کی ملاقات ہوتی

رہے۔ اور لایقہ اسطرف سے مسرور کرتے رہئے۔ اور اپنی کیفیت سے اطلاع بخشئے

بقلم سید محمد علی جویا نائب کوتوال شہر جیپور ۸ اپریل ۱۸۷۹ء

چمن انداز مولفہ محقق شیوازمان و مولف جادو بیان منشی درگا پرشاد صاحب

تخلص دہلوی ہیڈ اکزیمنر اجوکیشنل پریس لاہور سلمہ اللہ تعالی کا ریویو ✤

ہمارے پاس یہ کتاب ایک معزز کرمفرما کی وساطت سے پہنچی۔ ہمنے سرتا پا اسکا مطالعہ کیا۔ اور ایک بیبہا جوہر پایا۔ مصنف سلمہ بہ نے شاعرہ عورتون کے تذکرہ مین جو ہندوستان مین۔ گزری ہین۔ یہ کتاب تحریر فرمائی ہے۔ اور ایکسو چوالیس عورتونکا تسمین ذکر کیا ہے۔ اور سب کے نام ردیف وار لکھے ہین۔ اور ہر ایک عورت کے حالات جسقدر مل سکے مختصر اور مسجع عبارت مین لکھے ہین۔ حتی المقدور نہایت کوشش کے ساتھ جسقدر حالات اُنکے نزدیک صحیح معلوم ہوئے وہی درج کئے۔ باقی چھوڑ دیئے ✤ فی الحقیقت تذکرہ کی خوبی بھی یہی ہے کہ۔ صحیح صحیح حالات اسمین لکھے جائین۔ نہ یہ کہ خواہ مخواہ طوالت اور مبالغہ سے کام لیا جاے۔ اور آناپ شناپ اُسمین بھر دیا جائے۔ جو ناظرین کو گمراہ اور کتاب کو بے وقعت کر دے ✤ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصنف کی پاس اس قسم کے چند نسخہ اور بھی تھے جو تصنیف کے وقت مطالعہ مین تھے مگر اُنسے مصنف کو کچھ مدد نہین مل سکی۔ بلکہ اکثر مقامات اُنکو رد کیا گیا ہے۔ اور اُنکی غلط بیانی ظاہر کی گئی ہے ✤ یہ بھی اس تذکرہ مین ایک بڑی خوبی کی بات ہے کہ۔ مصنف نے اکثر اپنی ہمعصر شاعرات کا ذکر کیا ہے اور بہتونکو اُنمین سے بچشم خود دیکھا ہے۔ اور دوستون کے ذریعہ سے اکثر کا احوال دریافت کیا ہے۔ غرض ہمارے نزدیک اس تذکرہ کے معتبر ہونیمین کچھ کلام نہین۔ مصنف کی کوشش و محنت کی جسقدر تعریف کیجائے بہت کم ہے۔ جب سے لکھنؤ اور دہلی کی سلطنتین زائل ہوئی ہین ہندوستان مین شعرہ شاعر کا چا

بہت کم ہوگیا ہے۔ باوجود اسکے بھی جو شاعر خصوصاً عورتین موجود ہون وہ مردونکی برابر بلکہ اُنسے بہتر شعر کہہ سکین۔ تو یہ بھی غنیمت ہے۔ اور اسسے ثابت ہوتا ہے کہ عورتین بھی کرین۔ تو مردونکی برابر لیاقت پیدا کرسکتی ہین۔ اور یہ لیاقت بالتخصیص یورپ ہی کی عورتون کا حصہ نہین ہے۔ بلکہ ہر ایک ملک کی عورتون کو خدا نے قابلیت کا مادہ عطا کیا ہے ؎

اس کتاب کے مطالعہ سے ہر ایک خیال کا آدمی مستفید ہوسکتا ہے۔ جو لوگ سخن فہمی کا مذاق رکھتے ہین اُنکے مطالعہ کے لئے ایک عمدہ سفینہ ہر قسم کے اشعار کا ہے۔ جو لوگ تاریخ کے شائق ہین وہ تاریخ کا لطف اُٹھا سکتے ہین۔ جنکو نازو انداز زہرہ جبینان مشتری خصال کی گفتگو بھاتی ہے۔ وہ بھی اپنے دلکے ارمان نکال سکتے ہین۔ جن لوگونکا آج کل یہ عقیدہ ہے کہ ہندوستانمین تعلیم نسوان مروج نہین ہوئی اُنکے دفع وہم کے لئے یہ کتاب کافی دلیل ہے کہ اس ملک مین عورتونکی تعلیم پہلے سے جاری تھی۔ اور بہت عمدہ تعلیم ہوا کرتی تھی۔ اب جو سرکار کی توجہ سے جابجا زنانہ مدارس قائم ہین۔ اور لاکھون روپیہ سرکار کے صرف ہوتے ہین پھر بھی وہ بات حاصل نہین جو پہلے تھی۔ ہمنے ہرگز نہین سُنا کہ۔ حال کی تعلیم یافتہ عورتون مین سے کوئی شاعرہ ہوئی ہو۔ جتنی شعر کہنے والیونکا ذکر اس تذکرہ مین ہے۔ وہ سب بغیر تعلیم یافتہ ہین۔ ہم یہ نہین کہہ سکتے۔ کہ صرف اسیقدر شعر کہنے والیان ہندوستان مین ہوئی ہین۔ بلکہ عجب نہین کہ۔ اور بھی ہون۔ حضرت مصنف بھی اس احتمال کے قائل ہین۔ پس معلوم ہوا کہ۔ ہندوستانمین تعلیم نسوان پہلے ہی سے جاری ہے ؎

ہان یہ افسوس ہے کہ جسقدر عورتونکا ذکر کیا گیا ہے۔ اُنمین شریف بہت کم ہین۔ اور اکثر بازاری عورتین ہین۔ اسکی وجہ صرف یہی معلوم ہوتی ہے کہ۔ اشراف

(بقیہ صفحہ آئندہ پر دیکھو ۱۲)

خاندان مین (جو پرانے خیال کے آدمی تھے) تعلیم نسوان ایک عیب کی بات سمجھی جاتی تھی۔ اور شاہدانِ بازاری لیاقت پیدا کرنیکو اپنی گرم بازاری کا ذریعہ جانتی تھین ٭

۵۲ نمونہ کیطور پر ہم ایک شاعرہ کا حال نقل کرتے ہین ٭

ان چند سطرون سے ناظرین دریافت کرلینگے کہ۔ کس درجہ تک تحقیقات کا حق ادا کیا داد فصاحت و بلاغت دی ہے۔ کیونکہ نہ ہو آخر ماشاء اللہ دلی کی رئیس زادے اور اہلِ زبان ہین ٭

ارباب بصیرت پر یہ بھی واضح ہو کہ تذکرہ النساء دری کے دو حصے ہین۔ پہلا گلشن ناز دوسرا چمن انداز ہمنے فقط دوسرے حصّہ کا ریویو لکھا ہے۔ پہلا حصّہ ہمین نہین ملا۔ ہان اسی حصّہ کے ساتھ ایک مختصر تکملہ پہلے حصہ کا چھپا ہے طرزِ تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ۔ وہ فارسی زبان مین شعر کہنے والیونکا تذکرہ ہے۔ اور یہ اُردو لکھنے والیونکا۔ شاید ہمارا یہ قیاس صحیح ہو۔ بہرحال جو کچھ لکھا ہے بے بدل لکھا ہے۔ اور مصنف سلمہ ربہ نے نہایت فائدہ مند یادگار چھوڑی ہے یہ بھی واضح ہو کہ۔ حضرت مصنف صرف اسی کتاب کے مصنف نہین ہین۔ بلکہ اور بھی نہایت عمدہ تصانیف صفحۂ روزگار پر یادگار رکھتے ہین۔ ازانجملہ رسالہ بہشت ثمین

۵۱ قولہ ہان یہ افسوس ہے... الخ جناب اڈیٹر صاحب آپکو اس افسوس کو بندہ اس معروضہ سے رفع کرتا ہے کہ۔ شریف زادیونکو شاعری کی ممانعت رہتی ہے۔ دینیات کیطرف زیادہ رغبت دلائی جاتی ہے۔ دوسرے اُنکا کلام دستیاب ہونا بہت مشکل ہے۔ اسپر بھی چمن انداز کی (۱۴۴) شاعرون مین ستاون (۵۷) بہلی مانسون کا کلام موجود ہے ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ۔

۵۲ قولہ نمونہ... الخ صاحب اخبار نے اسموقعہ پر چند اُدکنی کا پورا پورا حال درج فرمایا۔ بندہ نے اُسے چھوڑ دیا۔ کیونکہ اصل کتابمین موجود ہے۔ ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

معلم المبتدی - لب لباب قصۂ ممتاز صف شکن - شجرۂ گلزار یعنے نسب نامۂ تیموری - تذکرہ -
نادر الاذکار شعرا دکنی ہین ۵ + (نکات الحساب ترجمہ رسالہ نحو فارسی صہبائی وغیرہ)

اشتہار مشتہرہ کوہ نور کذب سی دور ..... نمبر ۵۶ جلد ۳۰ مطبوعہ ۲۸ دسمبر ۱۸۷۳ء

مرات خیالی

مندرجہ عنوان رسالہ جسکا اصل نام چمن انداز ہے اور من رجہ عنوان نام صرف تاریخ تالیف کے لحاظ سے رکھا گیا ہے - رسالہ گلشن ناز کا دوسرا حصہ ہے جسکا ریویو سال گزشتہ مین درج اخبار ہو کر ہدیہ ناظرین ہو چکا ہے +

اس رسالہ کے مصنف صاحب طبع تسلیم - عالی جوہر منشی درگا پرشاد صاحب نادر نے شب روز کی نہایت عرقریزی سے اسمین عورات شاعرہ نادرۂ روزگار کے حالات مع اُنکے منتخب اشعار کے درج کئے ہین + رسالہ قابل دید ہے - اور مولف صاحب کی محنت قابل قدر - ایسے لوگونکا وجود مغتنمات سے خیال کیا جاتا ہے جو اپنے اہل وطن کے لئے اپنے اوپر اتنی محنت شاقہ گوارہ کر کے ایسی ایسی عمدہ یادگارین زمانہ مین چھوڑ جائین - جسکے علاوہ اُنکے بقائے نام کے اُس چیز کی بقا تک اُنکے ہموطن مستفید ہوتے رہین + اس رسالہ کی ضخامت ۹۶ صفحہ کی تقطیع ۲۰ × ۲۶ ہے - سرریام پوری کاغذ پر چھپا ہوا ہے قیمت ۴ ہے -

نقل خط

آمد بیدپور مورخہ ۳۰ جون ۱۸۷۱ء مقام لاہور

مجموعہ خوبی ہائے بیکران - مظہر الطاف فراوان - مجمع محاسن اشفاق و اخلاق شاعر نازک خیال منشی ہمتال درگا پرشاد صاحب المتخلص بہ نادر دام اشفاقکم +

تسلیم عرض ہے - اشتیاق مالایطاق بملاقات کثیر الافادت کی تحریر یا تقریر زبان قلم سے یا میرے لسان سے باہر ہے +

شکر ہے اللہ کا کہ مین خیریت سے ہون - اور آپکی نوید صحت دری کا اُسکی جناب سے شب و روز

۵ + ریویو پنجابی اخبار صادق الاخبار نمبر ۱۲ جلد ۱۲ مطبوعہ ۲۰ دسمبر ۱۸۷۱ء مین شایع ہوا تھا ۱۲ منہ

جویا رہتا ہون ✦ تذکرہ چمن انداز کہ جو بنام تذکرۃ النسوان ہم مشہور ہے۔ مینے در بنولا تیفیہ مطالعہ مین لئے۔ سبحان اللہ ہر فقرہ جسکا نہایت پر مضمون ہے۔ اور طرح طرح کے عمدہ نثر موزون خاص بحیر خاطر عنایت ماثر کا ایک دُر مکنون ہے۔ نقطہ نقطہ دلربا ہے۔ ہر حرف جانفزا ہے۔ والا حوصلگی اور بلند رتبگی مین شاعر مصنف کے کسکو کلام ہے۔ اور جس کسی معترض حاسد بدبین کو کلام ہے۔ وہ کج فہم مطعونِ خاص و عام ہے ✦

خیر خاکسار اکثر مشتاق شعر و سخن ہمچنین صاحبان ہے۔ بلکہ جویاے فیضِ صحبت و ملاقات وافر المسرات رہتا ہے۔ بیتابانہ دل نے چاہا کہ۔ خدمتمین خود کو پہنچا دے۔ مگر بوجہ چند امورات عارضہ و انگار زمانہ یہ تمنا دلمین مخفی رکھی۔ خط کہ نصف ملاقات جسکو کہتے ہین نگارش کیا۔ اگر جواب آئے۔ تو کیا کہنا چاہیے۔ خوبی تقریر سمجھنا چاہیے۔ مگر وہ بھی خالی نہو۔ ایک دو غزل بھی جسمین چکیدۂ خامۂ لطافت شمامہ ہو۔ بعد از اخلاق و اشفاق اصلا نہین۔ اور نہوگا۔ زیادہ طول فضول۔ مدام تا دست داد دولت ملاقات پُر افاضت مع کار بار لایقہ یاد فرمائین ✦ بندہ شیخ حافظ علی ابن منشی امان علی صاحب سررشتہ دار محکمہ اپیل ریاست سوائی جیپور۔ المتخلص بہ بیتاب مقیم باغ شامی۔ رتی رام جی بغرض تفریح طبع و تبدیل آب ہوا۔ ۱۸۔ رجب روز یکشنبہ ۱۲۹۷ ہجری۔

فقرہ تاریخی۔ متضمن بر تعداد شاعرات چمن انداز بصنعت رعنا مشتمل بسنوات عیسوی و ہجری انطباع دفعہ اول۔ جو مبدا سخن کی بارگاہ بے نیاز سے مولف کو عطا ہوا تھا۔ یہ مادہ تعمیہ دار ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مصنعت مین بھی تعمیہ تخرج ہو سکتا ہے ✦

بجمل۔ ایکسو چوالیس ۱۴۴ شاعرہ عورتون اردو کا تذکرہ ✦

یعنے جمل کے حساب سے گن لو کہ اس فقرہ کے حروف بے نقطہ کے ۱۲۹۵ عدد سنہ ہجری نبوی کے ہوتے ہیں۔ اور نقطہ دار حرفون کے عدد ۲ ۷ ۸ ۱۸ عیسوی سال نکلتے ہین۔ یہ جمل سے یہ مراد ہے کہ لفظ جمل کے عدد بھی شمار مین آئین گے۔ یہی تعمیہ کا اشارہ ہے ✦

چمن انداز کا ضمیمہ

جو ۳ ربیع مطابق ۱۳۵۸ ہجری موافق سمت ۱۹۳۹ بکرمی مین تحریر ہوا

مؤلفہ

عجز بنیاد درگا پرشاد مؤلف تذکرۃ النساء نادری

کہ باسم تاریخی مراتِ خیالی (۱۲۹۲) نام زد ہے

مع عریضہ

جو بخدمت صاحب تذکرہ

بہار رستان ناز روانہ ہوتا ہے

ماہ فروری ۱۸۸۴ء کو

اکمل المطابع دہلی مین سید فخر الدین مہتمم کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہو انجام میرا بخیر اے کریم

اللہ اللہ! وہ بارگاہِ بے نیاز کیا مسبب الاسباب ہے کہ انسان ضعیف البنیان جسطرف رجوع کرے اُسی رستہ کا توشہ مہیا موجود پائے۔ دیکھو مجھ ناچیز ان ہیچمیرز نے جو شاعرہ عورتوں کا تذکرہ لکھا۔ تو اسکے لئے کسقدر ذخیرہ جمع ہو گیا کہ۔ اس کتاب میں بھی نہ سما سکا۔ تکملہ۔ اور ضمیمہ لکھنے کی نوبت آئی۔ افسوس کہ باوجود ایسے ایسے ثبوتوں کے بھی دل فسق و فجور متزل شاہدِ مقصود کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اگر یہ نالائق ازلی اسطرف توجہ کرے تو کیا دور راہ ہو۔ بیشک گوہرِ مطلوب حاصل کرے۔ پر اس راہ پُرصواب کو دشوار گزار سمجھکر اُدھر کا رخ ہی نہیں کرتا و گرنہ وہاں تو ہر دم یہ صلائے عام ہے + عرفی +

طلب بیار و مترس از متاع منع کلیمؑ | بساطِ عذر سیار اگر نمیتی معذور

اللہ جل شانہ اپنی عنایت بیغایت سے جلد اس گمراہ کو ہدایت کا نور بخشے۔ کہ یہ گم کردہ راہ این و آن کی طرف سے پھر کر صرف ذات خاص کا تصور ہر وقت پیش نظر رکھے۔ اور دنیاوی معاملات کی پابندی سے رہا ہو کر بصدق دل حضورِ سراسر نور کا خیال کیا کرے آمین یارب العالمین۔ اسی خیال سے اب اس ضمیمہ کو لکھنا چاہتا ہوں کہ آیندہ کو اس قسم کی خامہ فرسائی سے ایکقلم ہاتھ اُٹھاؤں۔ جیسا شعر گوئی کو ترک کر دیا ہے۔ آیندہ نثر نگاری سے بھی باز آؤں۔ کیونکہ جن باتوں کے اظہار کو دل چاہتا تھا وہ اُس کے فضل و کرم سے اکثر قلمبند کر۔ لی ہیں۔ اب کچھ زندگی کا بھروسا نہیں۔ پچاس برس کا سن ہے۔ کہاں تک اس مکروہات میں پڑا رہوں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ۔ سرکارِ ابد پائدار کی ملازمت سے بھی دست بردار ہو کر پنشن پر قناعت کی ہے۔ گو دل لگی کیواسطے بظاہر کتابوں کی تجارت شروع کی۔ ہے۔ مگر اسسے اصلی مدعا یہ ہی ہے کہ۔ اسی بہانہ سے شاید کسی مقبولِ بارگاہ کا کلام ہاتھ آجائے۔ جسکے

تر فیض ماثر سے جو ہر مطلب پڑ جائے - اللہ بس ماسوا ہوس +

ضمیمہ کا آغاز

ادا تخلص ہے اُس باادا کا جسکا نام امیر بیگم ہے اور چھوٹے صاحب کے نام سے مشہور ہے - لکھنؤ اسکا مقام ہے - بشاگردی میرزا عباس صاحب مشہور انام ہے - یہ کلام اُسکا نتیجہ سخن سے زیب ارقام ہے ؎

تاتا ہے دونو نکو وہ شوخ	دیکھئے بچتا ہے کیونکر اب کلیجہ لکی پار

امیر تخلص امیر بخش نام مقیم ضلع پورنیہ کا یہ کلام نتیجہ سخن سے ملا اور کچھ حال نکہلا +

پائے ہوئے ہین بوسۂ دلدار کا مزا	کیونکر نہو امیر ہمارا سخن لذیذ

اہل تخلص جانکی بی بی نام اغلب کہ قوم کی کائتہ الہ آباد کی پردہ نشین کا یہ کلام پاک مہربان نے بسبیل ڈاک روانہ فرمایا ہے اور کچھ حال تحریر نہین فرمایا +

تونے تو رہا کرہی دیا زلفِ دوتا سے	ہم جانسے بھی جائین تو اب تیری بلا سے
ملتا ہے وہ مضمون ہمین ذہن رسا سے	رہ جاتا ہے جو بندشِ فکرِ شعرا سے
اُس گل کا نہ لائے کبھی پیغام مرے پاس	شرمندہ کبھی مین نہوا بادِ صبا سے
کعبہ کیطرف نشہ مین کسطرح سے جاؤن	دشوار سنبھلنا ہے مجھے نعرش پا سے
آتا ہے نظر ہاتھ مین اوس شوخکے جبوقت	ہوتا ہے لہو خاک میرا رنگِ حنا سے
لایا جو شبِ ہجر مین اے اہلِ زبان پر	تاثیر ہم آغوش ہوئے آکے دعا سے
مارا ہے جنہین آپنے آنکھون کی حیا سے	اب اُنکو جلاؤ لبِ اعجاز نما سے
شانہ جو اوبجھتا ہے تری زلفِ دوتا سے	ڈرتا ہے ہمارا دلِ صد چاک بلا سے
تا حشر جدا ہون نہ مین اُس حورِ لقا سے	خواہش ہے اگر دلمین تو اتنی ہی خدا سے
کیکر کہین چھلے کو کرے مجھکو نہ بدنام	اتنا ہی فقط خوف تری درد وجفا سے
باقی نہی خواہشِ فنی بادہ کشون کو	بیہوش کچھ ایسے ہوے ساقی کی صلا سے

بدلا

سچ پوچھئے تو خاکِ دریار پر ہمکو | آرام ہے بڑھکر کہین نقشِ کفِ پا سے

بدلا تخلص بدلا جان نام ہے۔ بموجب بہار مطبوعہ دفعہ ثالث قصبہ علیگڈہ مین اسکا مقام ہے اور اس طرز کا کلام ہے ✣

یقین ہے آج میخوارونکی دعوت ہے کہ تو ذبحی | گھٹا کا اودا جوڑا چرخِ نیلی فام بدلا ہے

بدلا

سنا کر مجکو باتین غیر سے کرتے ہو بہتر ہے | مین بدلا لیکے چھوڑونگی جو میرا نام بدلا ہے

بیری

بیری تخلص بی سیرہ نامی عرف بی میجو یہودن ساکن کلکتہ بقول صاحب گلدستہ نتیجہ سخن مطبوعہ فروری ۱۸۳۸ع نمبر ا جلد ا۔ یہ شاعرہ انگریزی۔ عربی اور اردو زبانون کی ماہرہ اس قسم کے شعر موزون کرتی ہے ✣

سنکے میرا قصۂ غم ہنسکے کہتا ہے وہ شوخ | ہم نہ سمجھے کچھ کہ اس قصہ کا حاصل کیا ہوا

بیری

پکھراج

پکھراج تخلص اور نام اس حور شمائل اناوہ والی رنڈی کا ہے جسکا یہ شعر نذر احباب ہے ✣

ہڈیونسے میری ڈر کر ہورہا ہے محترز | مجکو سمجھا ہے سکِ جانان بھی دیوانہ مزاج

پکھراج

پیاری

پیاری تخلص اس پیاری کا ہے جو ملک برودہ کے علاقہ مین داڈھوان رنگ محل کی ساکنہ ہے۔ یہ اسکے کلام کا نمونہ ہے ✣

چھوڑ الفت ان بتونکی ایدلِ ناداں | تو چھٹا بچکے چاہتے ہین وہ انسے جو ہین فرزانہ مزاج

پیاری

پیاری

پیاری بنت نمو لاسکنہ قصبہ بلب گڈہ مقیم دہلی شاگردہ بشیر خوش تقریر متخلص باسم ہے یہ نوخیز محبوبہ مرغوبہ قاصد شاہدانِ بمعصہ مین مشہور و معروف ہے۔ یہ شعر اسکے نام کا موجود ہے ✣

کیون نہون وحشت کو قربان ضبط ہوسکتا نہین ؟

آگئے ہین آپ از خود بے بلائے آج جو

جعفری

جعفری تخلص ہے جعفری جان طوائف لکھنوی مقیم کلکتہ کا جو منشی فدا حسین صاحب فرزاسے ہم مشورہ ہے ✣

آتا ہے مہمان وہ ماہ تمام روز | کس عیش سے گزرتی ہے یہ صبح و شام روز

جہان

جہان تخلص شاہجہان بیگم نام کا کلام اودھ پنچ دسمبر ۱۸۸۱ء کے پرچہ مین دیکھا گیا۔ اور کچھ حال نکھلا۔ کمافی بہار مطبوعہ دفعہ ثالث ؎

مرا سینہ ہے گنجینہ متاع دردِ ہجران کا	ستارہ اوج پر ہے طالع اندوہ حرمان کا

چندا

چندا تخلص اور نام ایک رنڈیکا تھا جو سودا کے عہد مین منظور نظر فیض اثر والیٔ اودھ تھی۔ ایک صاحب بیس میر ٹھ شیخ امیر بخش صاحب متخلص بہ امیر خوش تقریر نے بمقام لاہور یہ شعر اُسکے مجھے سنائے تھے جو یہان لکھے گئے ؎

گورے گورے ہین۔ پیارے پیارے ہین	دُرِ دندان نہین ستارے ہین
پیچ مین کسکو لاؤگے صاحب	بال کسکے لئے سنوارے ہین
محفل بادشاہ کے صدقے	جہان چندا و ہین ستارے ہین

چندر سکھی

چندر سکھی نغمہ دلکش حصہ دوم مین۔ اسکی نسبت صرف یہ ہی لکھا ہے کہ "مشہور شاعرہ کا کلام پُرتاثیر ہے"۔ مگر اُسمین اسکی کوئی غزل وغیرہ بھی نہین لکھی صرف ایک ٹھمری بھاشا کی درج کی ہے۔ بدینوجہ مینے صرف یہ ہی نشان بتادیا۔ اور اُسکی نقل سے قلم کو روک لیا ؎

حجاب

حجاب تخلص منی بائی نام باشندہ کلکتہ شاگردہ مولانا ناسخ یون لب کشا ہے ؎ مگر ہمارے مین اسکو صاحب دیوان اور شوکت کا شاگرد قرار دیا ہے۔ واللہ عالم بحقیقت الحال

ایک دم بھی کسی کروٹ نہین ملتا آرام	ہائے بیچین مین ہم دردِ جگر سے کیا کیا

حرمت

حرمت تخلص عزیز دلہن بیگم صاحبہ نام معروف بہ سمدار.... بہو صاحبہ رئیسہ دہلی کا ہے۔ جو نہایت پرہیزگار۔ نماز روزہ گزار۔ بشیر موصوف الصدر سے تلمیذ کی نسبت رکھتی ہین۔ اسطرز کے صاف پُرمضمون شعر موزون کرتی ہین ؎

محبت کی پس قطع محبت قدر ہوتی ہے	کہ شاخ نخل پیوندی کی پھل مین طرفہ لذت ہے

حسین

حسین تخلص اُس پردہ نشین کا ہے جسکا نام حشمت جان عرف چھوٹی بیگم ہے

فیض آباد اسکا مقام ہے۔ حافظ محمد امین صاحب امین کے مشورہ سے کیا خوب
اسکا کلام ہے ✤

اے حسین ہمکو تو دے خاکساری سے پسند	ہو مبارک اُس پری پیکر کو شاہانہ مزاج

حسن تخلص ہے محمدی جان طوائف مرزا پوری شاگردہ سید الطاف حسین صاحب شیدا کا
مشاہبت ہے جو نقطون کو صاف نشان سے جبین کو آپکی تشبیہ دونگا قران سے

حور تخلص اور نور و زجان نام اُس گلعذار محبوبہ بازاری کا ہے جو چھوٹے صاحب
کہلاتی ہے۔ گویا شنیدہ لکھنو ہے پر اب کلکتہ مین رہتی ہے۔ طبیعت موزون ہے
شعر خوب سمجھتی ہے ✤ بہرکیف یہ بیت اسکی نتیجہ سخن مذکورہ سے نقل کیجاتی ہے ✤

جسکی فرقت نے کنوئین جھکوائے ہین عشاق کو	
	وہ مرا یوسف لقا زہرہ شمایل کیا ہوا

حیا تخلص چھوٹی جان طوائف شاگردہ سید الطاف حسین صاحب شیدا یون
سخن سرا ہے ✤

ہمیشہ کوچۂ جانان کے گرد پھرتا ہے	یہ پاؤن کم نہین گردش مین چرخ گردان سے

حیدری یا حیدر تخلص حیدری جان نام طوائف لکھنوی کی ایک ٹھمری نغمہ دلکش
کے پہلے حصہ مین منشی رام پرشاد صاحب کھتری عامل تخلص نے شایع فرمائی ہے ✤
یہان اشعار اردو سے بحث ہے بدین وجہ وہ نہین لکھی گئی ✤

خورشید تخلص ہے اُس مہر آسمان دلبری کا جسکا مشرقستان کانپور ہے۔ گو آج کل
کلکتہ مین اُسکا نور پرتو ور ہے۔ محمد امین صاحب امین کی شاگردی سے مشہور نزدیک و دور ہے
اسکی غزل طرازی کا یہ دستور ہے ✤

کوئی بتلاتا نہین اب مین نکاؤنگا نام	تھا ابھی پہلو مین کیا جانے مرا دل کیا ہوا

رحیمن تخلص یہ اسم ایک بت بازاری۔ بیمہری و وعدہ خلافی سے عاری۔ شنیدہ

ہمیر پور تھی - خوش گلو - خوش ادا - نازک اندام یہ خوش خرام تھی - میرے مہربان علم و ہنر کی کان مودت اہنگ ٹھاکر گلاب سنگھ صاحب بیس میرٹھ وارد حال دہلی اور سید نہر حسن متخلص بہ مشتاق شہرۂ آفاق شاگرد استاد فلق مرحوم جس زمانہ میں اسطرف مصروف بکار سرکار تھی - اس دلربا سے دوچار تھی - انہیں کی فیض صحبت سے اسکی طبیعت شعر و شاعری پر مائل ہوئی - حتیٰ کہ گاہ گاہ خود بھی چہکنے لگی - مگر تخمیناً بیس بائیس شعر کہے ہونگے کہ - مشاعرہ دوامی کی شمولیت کی طلبی آگئی - چلتی پھرتی نظر آئی + ٹھاکر صاحب نے اسکی وفات کے صدمہ میں چند تاریخین موزون فرمائی ہین - از انجملہ ہے

تھوڑی سی عمر میں تو جیمن ! مری ستم	لیکن - وفا شعار و نمین نام اپنا کر گئی
دیکھا کسیکو آنکھ اٹھا کر نہ جی تے جی	مشتاق کیطرف تری جب سے نظر گئی
خامہ سر بکاے یہ لکھتا ہے سال فوت	عمرہ شعار حیف جہان سے گذر گئی

تتبیہ اسمین (ء) کو سی شمار کر کے اسکے دس عدد لئے ہین - (گزر) کو دال معجمہ سے مانکر اسکے (۷۰۰) عدد شمار کئے ہین +

بہرکیف سنا ہے کہ جسوقت سے اسنے مشتاق صاحب کے اشتاق مین ہاتھ پھیلایا - امیر و سے کسب عام سے پیر سمیٹا - صرف ناج مجرے کا دروازہ کھلا رکھا - روٹی کپڑے کے کفیل اسکے مشتاق ہی رہے -

نقل ایکدفعہ کسی اتفاقیہ بات پر حضرت مشتاق اپنی محبوبہ بیگانہ آفاق سے بدمزہ ہوگئے تو یہ دلربا وزمانہ بولی کہ - "اے یار دلنواز و مونس دمساز مین بیگناہ چند روزہ مہمان ہون - آپ مجھسے بیزار نہون - تا حیات ناپائدار بلا رنج و تعب بکشادہ پیشانی مکنار ہون" - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ بہت جلد عالم بقا کو روانہ ہوگئی +

روایت - یہ قاصہ پہلے ریاست گھروئی واقعہ بندیل کھنڈ مین ستر روپیہ ماہوار کی مجرئی تھی - لیکن اپنے پیارے مشتاق کی خاطر چھ مہینے گھر پر رہتی

تھی چھ مہینے نوکری بجاتی تھی۔ گو اسکے لواحق مانع آئے تھے۔ مگر یہ ایک کی نہ سنتی تھی اسکی نائکا اپنا سر دھنتی تھی ✤ بہرکیف یہ غزل اسنے اپنی حسب حال لکھی ہے۔ جو حضرت مشتاق ہی کے ذریعہ سے بندہ کو ملی ہے ✤

طبع جسدن سے مری تجھپہ ہے آئی مشتاق
تب سے رہتی ہی مرے گھر مین لڑائی مشتاق!

ارے گھر والے شکایت ہین تری ہر لحظہ
سنی جاتی نہین ہمسے تو بڑائی مشتاق!

نہین دل تجھسے پھرا تیری جدائی مین مگر
مجھپہ آفت جو پڑی وہ ہے اٹھائی مشتاق!

یہ تو ممکن نہین دل تیریطرف سے ہٹ جائے
ہوے دشمن بھی اگر ساری خدائی مشتاق!

یاد رکھاسے کہتی ہے رحیمن جو کچھ
جان لیوا ہی مری تیری جدائی مشتاق!

یہ ریختہ اور اسی شاعرہ کے ہاتھ آئے ہین ✤

جیسا تجکو کہ موفا دیکھا
نہین دنیا مین دوسرا دیکھا

اپنے بیگانے سب چھوڑ بیٹھے
تیری چاہت مین یہ مزا دیکھا

تیری چاہت سے دل نہین پھرتا
لاکھ باتین تو کر کڑی مشتاق!

زیب تخلص بگن جان نام لکھنؤ کی حسن فروش بازاری۔ میر صغر علی صاحب اصغر کی شاگردہ کلکتہ مین یون سخن سرا ہے۔

پھر پھڑاتا تھا جو راتون کو وہ بسمل کیا ہوا؟
آج سنتا ہی پہلو مین مرا دل کیا ہوا؟

سونا تخلص یہ بھی کوئی عورت ہے فرقہ طوایفان سے جسکا کلام میرے مہربان منشی جھمو خان صاحب بالا نے عنایت فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے ✤

مین مون وہ یار ہو اور نام قیامت جائے
اور آجائے الٰہی ملک الموت کو موت

شباب تخلص محمدی جان نام شیرین کلام آبد کی شاگردہ طوایفان کلکتہ مین بمیدان سخن سنجی یون خوشخرام ہے ✤

وہ زلیخا کا مکان ہفت منزل کیا ہوا؟
پھٹ گیا دامان یوسف اور محمل کیا ہوا؟

شوخ تخلص مولا جان نام عرف منجھلا صاحب کانپوری رونق بازار کلکتہ متاکردہ جناب منشی عبدالرحیم صاحب ابد اپنی طبیعت کی شوخی یون ظاہر کر رہی ہے۔ نغمہ دلکش کے دوسرے حصہ مین بھی اسکا کلام بھیروین کی دھن مین موجود ہے ✤

عشق مجھے آیا تو گھبرا کر یہ کہتا ہے وہ شوخ	مرے عاشق میرے شیدا میرے بسمل کیا ہوا

شیرین تخلص اسم۔ یہ وہی شیرین ادا لکھنوی معلوم ہوتی ہے جسکا کلام چمن ..... مین لکھا گیا ہے اب کلکتہ مین یون گرم بازاری کر رہی ہے ✤

بام پر چڑھکر نہ جب آنکھین دکھائین یار نے	اُسکے کوچہ کی ہمین گردش سی حاصل کیا ہوا

غمگین تخلص فہمین جان نام طوائف مقیم کلکتہ کی ایک غزل نغمہ دلکش کے دوسرے حصہ مین دیکھی ہے۔ اور کچھ حال معلوم نہین ہوا۔ از انجاست ✤

دل پہ دھڑکو نسے جدائی کی یہ صدمہ پہنچا	ہو گیا صبح کو عاشق کا سفر وصل کی رات

قصیا ایک پردہ نشین تق عصمت کا تخلص ہے۔ جسنے نواب صبا بہادر والی دار السرور رامپور ادام اللہ ملکہ سے فیض سخن حاصل کیا ہے۔ یہ شعر اُسکا ہاتھ آیا ہے

کبھی بہار کبھی موسم خزان دیکھا	نہ ہمنے سیر کے قابل یہ بوستان دیکھا

فضیا تخلص ہے اُس پردہ نشین سلروقات عفت کا جسکا نام نامی سکنہ رجہان بیگم ہے۔ اور یہ نازپروردہ سید امیر علی صاحب مرحوم کوتوال ساکن جاورہ کی دختر نیک اختر ہے۔ اس شاعرہ نے ایک قصیدہ رئیسہ بھوپال کے حضور مین روانہ فرمایا جسکے صلہ مین مبلغ ڈیڑھ سو روپیہ نقد پایا۔ اسکی عرضی مع قصیدہ کے گلدستہ نتیجہ سخن کلکتہ کے نمبر ۱ مطبوعہ ۱۲۹۰ھ مین شایع ہوا ہے۔ اُسیکی تشبیب سے یہ شعر سناتا ہون ✤

مجھسے بھی ہے ہمین کچھ کار ضروری اے دم	کہدو اے فکر رسا آج مری ہو مہمان
غزل تازہ زبان سحری سن لین جو فضیا	شکل طاؤس چمن مین ہون عنادل قصیا
غیر ممکن ہے چمن مین گزر باد بہار	بن گئی اسکے برس فصل بہاری دربان

۳ قاتل

قاتل تخلص عجوبہ جان نام فیروزآبادی رنڈی اپنی شیرین گفتاری سے یون قتل عام کرتی ہے۔ اس نازوادا کا دم بھرتی ہے ؎

بدمزاجی کوئی دیکھے تیرے مجنوں کی ضمن	ہوگیا ہے آپسے اپنے وہ بیگانہ مزاج
حلب سے بحث نہ مشک تتار سے ہمکو	غرض جو ہے سو رخ و لف یار سے ہمکو

۳ گوہر

گوہر متخلص باسم مقیمہ پرتاب گڈھ نے اپنے مسکن سلطانپور کے مدرسہ مین تعلیم پائی حافظ محمد حسین صاحب سحر سہارنپوری اور میان صغیر صاحب لکھنوی سے شعر کی اصلاح لی۔

کئی گھر آباد کرکے اُجاڑ آئی ہے ؎ آپ ۱۸۴۸ء سے پھر رونق بازاری ہے

یہ شعر اسکا بہار سے نقل کیا گیا ؎

آپکے جانثار ہم بھی ہین	عاشق دلفگار ہم بھی ہین

گوہر متخلص باسم کوئی لکھنوی حسن فروش بازار گوالیار یون گوہر بارہے ؎

منہ کی کھائی جب چڑا ہے منہ پہ ماہ چاردہ	ہر مہینے مین تو ہوتا ہے مقابل کیا ہوا

۳ مخفی

مخفی تخلص تھا اُس مریم زمان بلقیس دوران کا جسکا نام نامی زیب النسا بیگم تھا لیکن یہ نور جہان تاب شمرو صاحب کی بیگم کے لقب سے مشہور ہوا۔ یہ ہی نام اس رئیسہ عالیہ کا زبان زد نزدیک و دور رہا۔ دراصل یہ مسلمانی خاندان عالی کی شمرو صاحب فرانسیس کی ہاتھ آگئی تھی۔ جسنے اسے عیسائی بنا نکاح مین لی تھی۔ اسی سبب صاحب موصوف کی وفات کے بعد سردھنہ وغیرہ نو محال متعلقہ صاحب ممدوح کی مالک ہوئی تھی مولف نالایق کے پردادا راے ہردیرام صاحب دیوان کے چھوٹے بھائی راے بہادر سنگہ صاحب مغفور مین اسی سرکار کے نمک خوار تھے۔ تادم حیات سرکار ابد پائدار انگلشیہ کے خزانہ سے پنشن پاتے رہے ؎

کیونکہ جسوقت بیگم صاحب کے انتقال پر اُنکا علاقہ سرکار نے ضبط کیا تو ہر ایک ملازم کی

پنشن مقرر فرمادی تھی ✤
نیز بندہ کے والد ماجد منشی منسارام صاحب تا توان غریق لجۂ رحمت منان نے دو چار سال سرکار ممدوحہ کی ملازمت کی تھی۔ مگر اُنکے حین حیات ہی آپنے وہان سے علاقہ وکالت رسالہ اردلی کا بسبب مزاجی ڈیوی صاحب کے چھوڑ دیا تھا ✤
الغرض بیگم صاحبہ ممدوحہ نے شاہ نصیر صاحب مرحوم سے مشورہ سخن اختیار فرمایا۔ جسوقت شاہ صاحب حیدرآباد کو تشریف فرما ہوئے۔ اُنکی اجازت سے میر نیاز علی بیگ نامہ دلسوز اُنکے شاگردون نے آپکے کلام فیض انضمام کو ملاحظہ فرمایا۔ بندہ کو شاہ صاحب ہی کے خاندان سے یہ معلوم ہوا۔ پر افسوس کہ بیگم صبا کا صرف ایک ہی شعر ہاتھ آیا ✤

اے صبا! کہیو ٹھکانا کرے طوفان اپنا	اڑنون جوش پہ ہے دیدۂ گریان اپنا

مخمور تخلص حسینی جان نام طوائف بنارسی کے کلام کا نمونہ یہ ہے ✤

کوئی ناصح تو نہین ہم۔ ہی دیوانہ مزاج	واقف رسم محبت ہین۔ ہی دیوانہ مزاج
کسی کی تیغ کے پانی سے ہین ہائے ہوئے	شہید ہم ہین ہمین احتیاج غسل نہین

میزب تخلص ہے رہین جان نامی طوائف کا جو شاگرد ہی میر یوسف علی صاحب یوسف اسطرح پر سخن سرائی کرتی ہے ✤

سر کو نہوڑائے ہوئے جاؤن ابھی قاتل پاس	لیکے کر تیغ ہلالی جو وہ آنکلے کہین

مستور متخلص بہ اسم لکھنو کی کسی خانگی کا یہ شعر سنا گیا ہے ✤

رہا ہے اپنا گریبان بے رفو برسون	خزان مین بھی نہ کسی حال کم ہوی وحشت

مطلوب تخلص ہے فضل النسا بیگم پردہ نشین سراوقات عصمت مقیم شمالہ کا جسکا کلام نتیجہ گلدستہ سخن مین شایع ہوتا ہے ✤

بچھا ہے توشہ اپنا میان کفن لذیذ	ہے منزل عدم مین دل سوختہ کباب
چرتے ہین خوب سبزۂ صحرا ہرن لذیذ	پڑتی ہی وحشیونکی نظر خط یار پر

شیرین سخن کا کلام سے مزا بھولتا نہیں | مطلوب شاعری کا نہایت ہی فرزند ہے

معشوق تخلص اور صلح نام یہودن مقیم کلکتہ پری سندر ضمیمہ ہذا کی ہمشیرہ ہے ❊

ہجر میں پہلو کو خالی دیکھکر حیران ہے | پوچھتا ہے جانسے میرا جگر۔ دل کیا ہوا

ملکہ تخلص کا منی جان نام رامپور میں پیدا ہوئی مراد آباد میں سکونت پذیر رہی۔ بائیس برس کی عمر پائی۔ ایک سیدزادہ کی منکوحہ بی بی کہلائی ❊

خیر یہ کلام اس نیک انجام کا پنجاب پنچ لاہور جلد ۲ نمبر ۲۶ صفحہ ۱۷۶ مطبوعہ ۹ جون ۱۸۷۹ء سے نقل کیا گیا ❊

نہ تو صیاد کا دھڑکا نہ خزاں کا کھٹکا | ہمکو وہ چین قفس میں ہے کہ بستا نہیں

ملکہ تخلص اپنی نام مسیحی مس بلاک پر صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس کلکتہ کا ہے۔ انگریزی کے علم موسیقی و رقاصی میں تو شہرۂ آفاق ہونا بڑی بات نہیں ہے۔ مگر یہ یکتا وزمانہ ستار نوازی میں بھی طاق ہے۔ مولانا ناسخ کی صحبت کی فیض سے شاعرہ ہی ہوکر خاموش نہ رہی۔ بلکہ مشرف باسلام بھی ہوگئی یہ دو شعر اسکے درج تذکرہ ہوئے ❊

ہجر میں دلکو بیقراری ہے | جوشِ فریاد و آہ و زاری ہے
آنکھیں پتھرا کی ہوگئی ہیں سفید | کسی بت کی جو انتظاری ہے

مہک تخلص بگن جان نام شاگردہ امداد حسین خانصاحب ضا لکھنوی کا یہ رنگ ڈھنگ ہے ❊

مینے ناحق داستان ہجر کہدی یار سے | اور برہم ہوگیا سنکر یہ افسانہ مزاج

ناز تخلص کی لکھنؤ میں ایک رنڈی ہے۔ جو شیرین جان کہلاتی ہے۔ اور اس انداز سے اپنے خواہندوں کو لبھاتی ہے ❊

سب تو ہے جو بلبل مائل پرواز ہوتے ہیں | سفر ہے موسم گل کا چمن برباد ہوتے ہیں

ناز تخلص امراؤ جان نام ہے۔ اس طوائف سندیلہ والیکا اخیر آباد مقام ہے۔ اور

اسطرح کا کلام ہے ؎

نہ کہین کچھ تو وہ سنین سب کچھ	بات مانین تو ہم کہین سب کچھ

ناز تخلص بندی جان نام عظیم آبادی فارسی اُردو اور انگریزی دان کا یہ شعر بہار مطبوعہ دفعہ ثالث سے ملا ہے ؎

انکو جانا تھا میرے پاس سے گر وقت اخیر	شکل اکبار مجھے اَور دکھاتے جاتے

نازان تخلص منھی جان نام عرف چھل بل کا ہے۔ جسکے ناز و انداز کا عام کلام مقرر ہے۔ یہ اسکا شعر ہے ؎

میری پہلو مین نہین۔ زلفِ مسلسل نہین	تیری مٹھی مین نہین ہے، پھر مرا دل کیا ہوا

نازنین بہار مطبوعہ دفعہ ثالث مین اس قاصہ مرزا پوری مقیم بنارس کا نام مانکی لکھا ہے جسکا یہ شعر حضرت کو ملا ہے ؎

جان دی مینے جو اُس چشم پہ عشق مین	سیر گاہ آہوانِ چین مرا مرقد ہوا

نصیبن تخلص الٰہی جان نام سہارنپور کا بازار جسکا قدیمی مقام ہے۔ ۱۲۸۶ھ کو وارد دہلی ہوئی۔ میرے مہربان حضرت بشیر خوش تقریر سے ملی۔ اُنہین کے فیضِ صحبت سے شاعرہ بن گئی۔ حتیٰ کہ بدیہہ گو ہو گئی۔ ایک روز اُسکی والدہ خفا ہو کر نکل گئی۔ تو یہ علامہ آپنے اشناسے یون گوہر افشان ہوئی ؎

گھر والے بگڑ جائین بگڑنے دو بلا سے	کیا تمسے جدا کر کے یہ ملا نیگے خدا سے

آجکل یہ رقاصہ آگرہ کیطرف چلی گئی ہے۔ یہ شعر بھی اسکا ہے ؎

اجل نہ دیر مین آئے۔ نہ نکلے جان کعبہ مین	
	ترے قدمون پہ دم نکلے۔ تمنا یہ ہماری ہے

نظیر تخلص کی کوئی بازاری عورت لکھنؤ مین یون اپنی گرم بازاری کرتی ہے۔ یعنے اس انداز کے شعر کہتی ہے ؎

وہ آئے ہین مری بالین پہ کچھ تو کہہ سن لو | خبر کر دو ملک الموت کو ذرہ ٹھہرے
محبت لب جان بخش یار نے مارا | مسیح میرے لئے باعث قضا ٹھہرے
سہے کب آتش غم پارۂ دل مضطر | نظیر آگ یہ پارہ رکھو تو کیا ٹھہرے

بقا تخلص حمیدن بائی نام ساکنہ کلکتہ جسنے رامپور اور ڈھاکہ وغیرہ کی سیر بھی کی ہے۔ سماۃ نجاب کی شاگرد ہے۔ بہار مطبوعہ دفعہ ثالث سے یہ شعر اسکا لکھا جاتا ہے

وہ کیا منہ دکھائینگے محشر مین مجکو | جو آنکھین ابھی سے چرائی ہوئی ہین

وزیر تخلص یہ اسم دہلی کے زنانہ سکول مین تعلیم پاتی ہے۔ بشیر خوش تقریر سے شعر کی اصلاح لیتی ہے تھوڑے دنون سے اپنی ہمشیرہ کے پاس قصبہ سوتی پٹی مین جا رہی ہے۔ یہ دو شعر اُس نوخیز کے ہین +

مین جھکا بات کہنے کو تو کہا | "پے کیون آتے ہو پرے ہٹھو
خبر دیتی ہے یہ ہچکی مجھے دلبر کے آنے کی | ہمارے دل کے سٹیشن پہ غم کی ریل آتی ہے

تنبیہ دراصل ریل اُس لوہے کی پٹڑی کو کہتے ہین جسپر دخانی گاڑی کے پہیے چلتے ہین۔ مگر عوام الناس مین یہ لفظ ٹرین کی جگہ مروج ہوگیا ہے۔ کما لایخفی علی افہم

ولایتو طوائف لکھنوی یون غزل سرائی کرتی ہے +

ہماری سارے اسیرونمین آبرو ہو جائے | کمند زلف اگر حلقۂ گلو ہو جائے

ہنر تخلص ہے اُس گنا جان رنڈی کا جو دربھنگہ مین مقیم ہے۔ اور کبھی کبھی حسن بھی اپنا تخلص باندھتی ہے۔ یہ شعر اُسکا ہے +

یون نہ چرخ پیر کو کہئے ہے دیوانہ مزاج | ہاے یہ پیرانہ سالی اور طفلانہ مزاج

تمت بالخیر

۱۵ فروری ۱۸۹۳ء وقت صبح مقام دہلی بدیوانخانہ خود بقلم شکستہ رقم احقر عباد درگاہ شاہ نادر عفی اللہ عنہ

من نوشتم صرف کردم روزگار | من نمانم این بماند یادگار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عریضہ

معروضہ سراپا گناہ روسیاہ عجز بنیاد درگاہ پرشاد جامع تذکرۃ النساء نادری موسومہ بہ مرات خیالی جسکے دو حصے گلشن ناز و چمن انداز ۱۲۹۳ھ ہجری اور ۱۲۹۵ نبوی مین علحدہ علحدہ منشی انبی پرشاد صاحب تاجر کتب دہلی نے طبع فرمائے ہین - اور اب مکرر صحیح ہوکر بہیئت مجموعی مع تکملہ اور ضمیمہ کے چھپا چاہتا ہے ✦

بخدمت فیض درجت شرافت پناہ لیاقت دستگاہ جناب حکیم محمد فصیح الدین صاحب رئیس میرٹھ موجد تذکرہ نویسی زنانہ یکتاے زمانہ متخلص بہ رنج نکتہ سنج سلمہ اللہ تعالی ✦

حضور نے کمال عنایت فرمائی - جو ہیچ مدان کی یاد دل سے نہ بھلائی - ۱۲۹۹ ہجری قدسی مین جو آپنے تیسری دفعہ ترمیم فرما کر اپنی بہارستان ناز چھپوائی تو اُسمین کئی جگہ چمن انداز کو بخطاب ردیات چمن انداز زیب تحریر فرمایا - شاید آپکو کامل نسخہ ہاتھ نہ آیا - اور نہ گلشن انداز حضور کے ملاحظہ مین گزرا - خیر بقول شخصی - بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہوگا" مجھے اس حرف سے کچھ بحث نہین ہے - اپنا مذہب صلح کل ہے - مینے اپنے رسالہ مین کوئی لفظ جناب کی نسبت گستاخی کا نہین لکھا تھا - ہان جہان غلطی پائی تھی اُسکو درست کردیا تھا - حضور نے اپنے اخلاق کریمانہ سے جو چاہا بندہ کی نسبت زیب رقام فرمایا - اسکے علاوہ مجھے جناب منشی محمد علیم الدین صاحب مالک مطبع عثمانی کیخدمتمین تین چار سال سے نیاز حاصل ہے جنکی فرمایش سے جناب نے یہ نسخہ ترمیم فرمایا ہے اس سبب سے بھی زیادہ لکھنا فضول سمجھتا ہون - صرف اسقدر مودبانہ گزارش کرتا ہون ✦ تیرہ صفحہ کی دس گیارہ سطر مین جو آپنے ارقام فرمایا کہ اُس تذکرہ کو کھرچ کھرچا کر کچھ فرضی اور خیالی شاعرہ کا کلام خود ہی کھڑکے حاصی کی ریس پر کچھ کاغذ سیاہ کرینگے الخ - بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیے کہ بندگان حضور نے چمن انداز سے کیا کچھ نہین لیا؟ اسکے سوا حضور اس کام کی بقول

اپنے موجد ہین بندہ مقلد۔ ہیچ مدان نے کہین تصنیف کا دعوی نہین کیا۔ اور تالیف کے معنی یہی ہین کہ کہین کی اینٹ کہین کا روڑا بھانمتی نے کنبہ جوڑا"۔ میرے گلشن ناز مین ترسپن اور اُسکے تکملہ مطبوعہ سابقہ مین جو چمن انداز کے ساتھ چھپا ہے آٹھ اور چمن انداز مین اکیسو چوالیس یعنی کل دوسو پانچ عورتون کا کلام لکھا گیا تھا حضور کی بہارستان ناز مطبوعہ دفعہ سوم مین بھی صرف اکیسو چوہتر کی میزان لکھی گئی ہے۔ حالانکہ شمار مین ایک کم آتے ہین۔ نیز فہرست کا مقابلہ کل سے کیا گیا تو فہرست مین حرف کاف کی نو شاعرہ لکھی ہین اور کتاب مین دس کا کلام ہے۔ فرمائے گنا لکھنوی فہرست سے کیون خارج ہے؟ اور اب جو میرا تذکرہ مکرر چھپتا ہے اسمین گلشن ناز کے تکملہ مین قریب پچاس کے اور چمن انداز کے ضمیمہ مین پچاس شعر گویونکا ذکر بڑہایا گیا ہے۔ جس سے کل شعر کہنے والیون کی تعداد تین سو سے زیادہ ہوگئی ہے۔ فرمائی کہ چمن کسکی کتاب ہے؟ اور حیا بی گھڑت کی جو تہمت لگائی ہے اُسکا حال یہ ہے کہ۔ بندہ نے اکثر جگہ منقول عنہ کا حوالہ دیدیا ہے مگر + فکر ہر کس بقدر ہمت اوست + یا + ہر کس بخیال خویش خبطے دارد + اغلب کہ حضور نے اس خیالی مسئلہ کو برتا ہوگا پس دوسرے کو بھی ایسا ہی سمجھ لیا + چنانچہ حضور نے پانچوین صفحہ کی گیارہوین سطر مین ترقیم فرمایا ہے "غرضکہ اسی تصد[illegible] تذکرہ دیکھہ ڈالے۔ جابجا سے ڈھونڈہ کے نکالے۔ مگر [illegible] نہ پایا الخ" لیکن جناب نے اُن تذکرون کی فہرست [illegible] میلرون تذکرہ تو شاید کل ہندوستان کے کتب خانون مین بھی نملین گے آپکے دیکھنے مین کہان سے آئے؟ ہان کسی چھپے ہوے تذکرے کا سینکڑون نسخہ کسی مطبع وغیرہ مین دیکھ لئے ہونگے کیونکہ جواہر العجائب مطبوعہ مطبع منشی نولکشور صاحب بھی بندگانعالی کو نملا۔ کمال تعجب کی بات ہے۔ میرے گلشن ناز مطبوعہ سابقہ کے چوتھے صفحہ کو بھی حضور نے ملاحظہ نفرمایا جسمین اٹھارہ بیس تذکرونکے نام اور اُنمین عورتونکی شاعری کا پتہ لکھا گیا ہے۔

گرد بھٹکتی کہان سے، نا وہان تو صرف تمین اندازکی کچھ ردی ہی نظر اقدس سے گزری تھی۔ کامل کتاب کی آپکو کیا خبر تھی نیز اب چونکہ واقعہ اسکو تریم فرمائی یہ نسخہ کامل مین حضور کی نذر کردگا ہ مصرعہ + گر قبول افتد زہی عزوشرف مشعر بقول قاضی اختر

تقصیر ہو معاف تو اک عرض ہین کروں	مجکو سنیچے آپ جو مورد عتاب کا

حسکا مختلف تذکرون مین حضور نے ہندوستان سے آنکو انتخاب فرمایا۔ تو حضور اسکے موجد کشفی طور پر ظاہر ہوئے کہ ہیت مجموعی نہ کوئی خاص کتاب اس قسم کی پہلے نہین تھی ۔ تو حضور چونکہ اسکو اب ملاحظہ فرمائین کروہ شاہنشاہ آپکا مقلد کہلائے ۔ اور آپکے کلام کو اپنے کلام کی سند قرار د

جو یہ فقرہ سنایا گیا مقتضاء تحقیق تو یہ تھا کہ آپ تحقیق فرماتے اپنا شبہ مٹاتے میر تصور جتاتے۔ جیسا کہ مینے حیا کے بیان مین جناب کی حفظ ظاہر کی تھی +

منجھو خانم۔ کنیز کی رباعی جو حضور نے زیب رقام فرمائی ہے وہ دراصل میر علی اوسط صاحب رشک کی ہے۔ اُنکا دیوان نظم مبارک ملاحظہ فرمائے۔ چوتھی دفعہ کی ترمیم مین اسکی تحریر سے بھی ہاتھ اُٹھائے +

فریدن کے بابمین جو کچھ ارشاد ہوا بجا و درست ہے۔ کیونکہ حضور خاص ہانکے رئیس ابتدا آباد ہی سے شہر بیر تھ کی رنڈیون کی فہرست آپکے ہان تیار ہوگی۔ بندہ نے جیسا سنا تھا لکھدیا تھا۔ بالفرض اگر غلط ہے۔ تو بقول آپکے۔ دُروغ بر گردن راوی + میرے پاس بمقام لاہور جو خط سے اسکا حال یون پہنچا تھا کہ مرزا محمد بیگ صاحب حیران قرابت دار نواب شمس الدین صاحب مرحوم کی زبانی فریدن کا حال لکھا جاتا ہے۔ عرصہ تک جنکی ملاقات رہی شاعرہ بھی رہی تھی"۔ پس مینے درج تذکرہ کردیا۔ وہ خط بجنسہ میرے پاس موجود ہے جس صاحب کو شک ہو اگر ملاحظہ فرمائین پیش کیا جاتا ہے۔ کہنا ہے بقول ہندی + جیسی بنی ویسی کہی + پاپ پن ہی نیارا رہے +

کنیز کے بیانمین حضور نے سب سے بڑھکر گل کھلائے ہین۔ عجیب و غریب فقرے اُڑائے ہین۔ ان سب سے قطع نظر کرکے بندہ صرف اتنا عرض کرتا ہے کہ وہ نصرت الدولہ بہادر کو اہل مطلع نے نصرت الدولہ بہادر چھاپا۔ حضور نے اُسے نصرت الدولہ بہادر بنا لیا خیر اچھا کیا۔ بالکنیز فاطمہ بیگم ممکن ہے کہ فاطمہ بیگم کی لونڈی کا تخلص کنیز ہو حضور ہی اسکو کنیز فاطمہ بیگم نام سمجھے ہون پس میری بچدانی پر بہتان بندی ناحق و ناروا ہے زیادہ گزارش کرنا تہذیب کا منہ کالا کرنا ہے +

ماہ لقا کی نسبت ارشاد ہے کہ "یہ ایک شعر اُسکے اشعار سے منتخب ہوا"۔ بجا اسمین سچ کہنا کہ اسکے کتنے اشعار نظر مبارک سے گزرے تھے جنمین سے یہ منتخب ہوا۔ بندہ کو تو صرف اسکا یہی شعر ہاتھ آیا تھا۔ وہی جس انداز مین لکھدیا تھا + جسکی سند سے حضور نے نقل کرلیا

ہے - یہ چوری اور سینہ زوری نہیں تو کیا ہے؟

نازک تخلص زینت جان نام کے کلام کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ - "یہ دو شعر اُسکے یاد تھے لکھدئے گئے" اگر حضرت کو شعر ہی یاد تھے تو اسکی سکونت و سنہ موجودگی چمن اندازسے لکھدیتے - اسمین کیا قاضی جی گلہ کرتے؟

نازک تخلص و فتن جان نام پر تحریر ہے کہ - "مُنّا جان رنڈی کے ڈیرے مین آنے جانے لگی" جنابعالی وہ تو اُسکے ڈیرہ مین آکر آباد ہوگئی - اور چمن انداز کے چھپتے تک مُنّا جان کے پاس رہی - بلکہ اُسکے بعد مُنّا جان کی تجہیز و تکفین خود ہی کی - آپنے ناحق چمن انداز کے اس فقرہ کو بدلاکہ "مُنّا جان والدہ بتن جان متوفی کے ڈیرہ مین آئی"

غرض اسکا بیان آپنے خلافِ واقعہ تحریر فرمایا ہے - اسپر آپ لکھتے ہین کہ - "باور فرمائی رکا جھوٹ نہین سچ ہے - یہ اشعار اُسکی زبانی سنے ہوئے تحریر ہین" سبحان اللہ! چہ دلاوری دُزدے کہ بکف چراغ دارد + جناب نے چمن انداز کی خاک چھانکر یہ شعر فتن کے لکھے اور زبانی سنے ہوے تحریر فرمائے - آپنے جسوقت یہ شعر لکھے ہین اُسوقت اُس سے ہمکلام ہونا تو درکنار اُسکا دیکھنا بھی غیرون کو نصیب نہ تھا - اور اگر آپ پہلے سُن چکے تھے تو اول ہی دفعہ یا دفعہ ثانی مین کیون نہ لکھے؟ الغرض یہ ہٹ دھرمی اچھی نہین ہے یہان سے معلوم ہوا کہ آپکے سارے دعوے نرے دعوے ہی دعوے ہین - راستی کے دریا سے کوسون کنارے ہی کنارے ہین - خیر غریب کا حال خدا ہی جانتا ہے +

صفحہ	سطر	لفظ غلط	صحیح
۴	۸	مطلب	مطب
۵۱	۱	برام	بزم
۵۱	۸	تہی بعد غدا	بھی بعد غدر
۶۴	۴	کہول کر	گھول کر
۶۸	۱۲	میر کرامت علی	میر برکت علی
۶۹	۳	فرحت کے بیان کی عبارت سے نہ اُسکا موجود ہونا ثابت ہوتا ہے نہ مرجانا - کوئی	

فقرہ موجودگی پر دال ہے کوئی فوتیدگی پر۔ غرض کہ اجتماع نقیضین ہے۔ بہار مطبوعہ دفعہ ثالث کی تحریر
تو اسکی فوتیدگی صاف ظاہر کرتی ہے دفعہ ثالث کی ناحق دھوکا دیتی ہے ۹۹-۱۵- نوزم۔ نوزم
جناب حکیم صاحب! یہ سات آٹھ غلطیان بہارستان ناز مطبوعہ دفعہ ثالث کی صرف اس سبب سے
نمونہ کیطور پر گزارش ہوئی ہین کہ باوجود اسقدر کوشش وسعی کے بھی مطبع کے کارپرداز جیسی کہ چاہئے
صحت نہین کرتے۔ آپ تو خود وہان رونق افروز تھے۔ جسقدر صحت کی کم تھی۔ اور جسوقت کہ
میرا ہمین انداز چھپا تھا مین لاہور مین تھا اور کتاب دہلی مین چھپی تھی۔ پھر بھی حضور کو اسمین بجز
ایک اس (یہہ اور) لفظ کے اور کوئی گرفت کا موقعہ نملا۔ کو اپنی ہٹ دھرمی سے آپنے فریدن
اور کنیز کے بیانمین اپنے دل کا غبار نکال لیا۔ خوب ہوا کہ مین عاقبت کی بازپرس سے بری ہوگیا۔
اب زیادہ گوئی یاوہ گوئی سمجھ کر سلام عرض کرتا ہون اور اسکا انصاف منصف مزاجون سے
چاہتا ہون ۔ تحریر تاریخ ۲۰- نومبر ۱۸۸۲ء

الراقم
درگا پرشاد نادر

قطعات تاریخ تالیف مجموعہ ہذا مع تقریظات جو اسوقت تک موصول ہوئی ہین

قطعات ریختہ کلک جواہر سلک جناب منشی گلاب سنگھ صاحب مشتاق فن شاعری کے مشاق رئیس مع ٹھ رونق بخش دہلی و سیر محکمہ نہر غربی جمن سلمہ اللہ تعالی شاگرد استاد خلق مرحوم

دیکھکر ہان کتاب نادر کی		خوش ہین مشتاق عاقل و دانا	
از سر دوستی کہا مینے		خوب ہے یہ کلام معشوقان	۱۳۰۰ھ

دیگر

عجائب لکھی تمنے نادر کتاب		گلستان ناز خیالان ہے	
لکھی اسکی تاریخ از روئے انس		زہے گلشن خوبرویان ہے یہ	

ایضاً

یہ سچ ہے کہ نادر نے اس تذکرہ مین — لکھے عورتون کے ہین حالات نادر
سر جان سے اسکا مشتاق بیشک — لکھو سال تم بھی - خیالات نادر ۱۲۰۰ھ

منہ

کیا خوب تمنے لکھی ہان یہ کتاب نادر — ہے شور اک جہان مین شاباش و مرحبا کا
منقوط حرف مین ہے مشتاق اسکی تاریخ — احوال سارا لکھا عورات خوش ادا کا ۱۲۰۰ھ

فضلی

موکے ترسیم چھپی پھر یہ کتاب نادر — دیکھئے لکھتے ہین تاریخ سخن ور کیا کیا
پوچھا مشتاق سے جو سال یہ اسنے — سر بجیب ہو کہا - نغمۂ اصنام چھپا ۱۲۰۰ھ

ایضاً عیسوی

صنم کی ج ۱۲

بیٹھا کس سوچ مین ہے تو مشتاق — دیکھ کیا خوب ہے باغ عورات
لکھ ہے از روئے بشارت اسکا — عیسوی سال - چراغ عورات ۱۸۰۱ء

دائرہ تاریخی سم فرمودہ ٹھاکر گلاب سنگھ صاحب موصوف

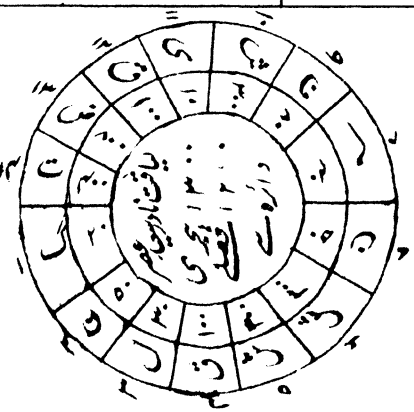

قطعہ از نتایج فکر رسا رموز حق وجلی کاشف ٹھاکر لال سنگھ صاحب واصف برادر اکبر ٹھاکر گلاب سنگھ صاحب مشتاق موصوف الصدر

افسوس ہے کہ۔ اس کتاب کی چھپنے سے پہلے ہی جناب واصف صاحب واصل بحق ہوئے۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

وائے نادرا! واصف۔ برادر مشتاق۔ مرا	

بندہ نے یہ فقرہ الکی وفات کی سمت بکرمی کا نکالا ہے۔ اکثر احباب نے اس حادثہ کی تاریخیں موزون کی ہیں۔ جنکو مشتاق سراپا اشفاق نے جمع کیا ہے۔ شاید کسی موقعہ پر چھپ جائیں ۔

لکھا نادر نے واقعی واصف	تذکرہ خوب عورتو نکا ہے
تو بھی لکھدے یہ مصرعۂ تاریخ	نغمۂ بلبلانِ دنیا ہے

قطعہ تقریظ فرمودہ جناب بابو شنکر لال صاحب کھتری رئیس رو پڑ ضلع انبالہ رونق افزائے حال دہلی شاگرد جناب مشتاق منبع اشفاق

لکھی تمنے کتاب کیا نادر	ہے یہ گویا نمونۂ اصنام
نازنینان خوش بیا نونکے	درج ہیں اسمین واقعات تمام
دلمین شنکر کے دیکھکر آیا	اسکی تاریخ دیجئے انجام
لکھہ سر بزم سے۔ ندا آئی	ہے یہ بے مثل وبنظیر کلام

قطعہ از طبع فیض رسا جناب ٹھاکر رادھا کشن صاحب مشتاق رئیس قصبۂ سرجن نگر متعلقہ مراد آباد مقیم میرٹھ شاگرد جناب مشتاق شہرۂ آفاق

لکھا تمنے جو آج کل نادر	تذکرہ کیا ہی ہے بہار ستان
لکھا مشتاق نے بھی اُسکا سال	بے سر بغض بنظم مہر و بیان

قطعہ نظم فرمودہ مشیخت پناہ شیخ شرف الدین صاحب مہو متوطن موضع

ایندری ضلع کرنال متعینہ سرسور ضلع دہلی اہلکار محکمہ نہر شاگرد جناب
مشتاق صاحب موصوف الصدر زاد الطافہ

خوب ہی اس کتا میں آئی ظہور	نازنینوں کا ہے بیان لکھا
بے سر و تہ مہینے اسکا سال	عورتوں کی ہے داستان لکھا

قطعہ تاریخ عنایتی شیخ مشیت اللہ صاحب مشیت ساکن سکندر آباد
ضلع بلند شہر شاگرد ٹھاکر گلاب سنگھ صاحب مشتاق شہر افاق

نادر نے وہ لکھا ہے یہ تذکرہ زنانہ	لازم ہے گلرخو نکا کہئے اسی گلستان
تاریخ ہے گر اسکی درکار اے مشیت!	از روئے جوش۔ لکھدی۔ ہے نظم خوروان

قطعات تاریخیہ رنجتہ قلم صداقت رقم جناب مولوی محمد عبد الحی صاحب صفا
بداؤنی۔ وکیل عدالت دیوانی صاحب تذکرہ شمیم سخن وغیرہ کتب متعلقہ سلمہ اللہ تعالے

قطعات تاریخ طبع مکرر تذکرہ چمن انداز

میرے شفیق حضرت نادر نے اے صفا	عورات ہند کا ہے لکھا ٹھیک ٹھیک حال
کیوں فکر کر رہے ہو تصور سے کیا بنا	تاریخ طبع لکھدو۔ انیس خجستہ فال

ولہ

تذکرہ اچھا لکھا نادر نے تھا عورات کا	بار اول جب چھپا مقبول اہل دل ہوا
کوشش و اصرار سے احباب کے با اہتمام	بار ثانی زیور طبع سے پھر اچھا سجا
سال طبع دوئمی ہاتف نے بار دوے ادب	ہے چھپا نادر کا تذکرہ مجھ سے کیا

ولہ

چمن انداز چو شد طبع صفا بار دوم	شوق دیدار فزون گشت بہ ہر فرد و بشر
سال تاریخ بہ یک مصرعہ دوبارہ گفتم	چمن ذکر جمیل و سند اہل نظیر

تمام شد

فہرست ہفت اسماء عورات افاضلہ مبینہ تمہید

نام	مسکن	صفحہ مذکورہ	نام	مسکن	صفحہ
سری پاربتی جی	کیلاش	۲	مندودری	لنکا	۱۱
سری سیتا جی	اجودہیا	″	بگیا	دکن	″
لکھنؤانی مجہول الاسم	علیگڈہ	۳	بدیاتما	ق	۱۲
حضرت عائشہ صدیقہ	مکہ مدینہ	۵	لیلاوتی		″
حضرت فاطمہ زہرا	″	″	کہوتا	اوجین	″
حضرت خدیجہ	″	″	کہونا	گوڑ	″
زبیدہ خاتون	″	″	میران بائی	مارواڑ	″
			مرگ نینا	گوالیار	″
			روپ متی	سارنگپور	″
مقدمہ میں جن پچیس نامی گرامی عورتوں کا ذکر ہے			الیابائی مرہٹہ		۱۳

انمنعی فہرست — گلشن ناز کی شاعرہ کا شمار تریپن ہے

تخلص یا نام	مسکن	صفحہ کتابہا	تخلص	نام	مسکن	صفحہ
زلیخا	مصر	۸	دلارام	دلارام	فارس	۱۶
آسیا	″	″	آتون	توتی	خوارزمی	۱۷
ذبا	عرب	″	آرام	دلارام	مجہول المسکن	″
آمنہ	مکہ	″	آرزو	+	سمرقند	۱۹
قتیلہ	عرب	۹	آرزوئی	+	″	″
ام مسلم	″	″	آقا	بیگم	خراسانی	″
عاتکہ	″	″	آقا بیگم یا بیگی	+	ہرات	″
میسون	″	″	امانی	+	دہلی	۲۰
بنت الحجر	کوفہ	″	بادشاہ خاتون	+	کرمان	″
عایشہ	″	″	بزرگی	+	کشمیر	۲۱
بنت عقیل	″	″	بیجہ یا ماہ	بیجہ یا ماہ	بیجاپور	″
تقیہ	صور	″	بیدلی	+	ہرات	۲۲
نورجہان	آگرہ	۱۰	پرتوسی	+	قندہار	″
چندا	دکن	۱۰	جمالی	+	اورنگ آباد	″
گارگی	جنک پوری	۱۰	جمیلہ	+	(illegible)	۲۳

تخلص	نام	مسکن	صفحہ
جہان آرا	+	دہلی	۲۳
جہان خاتون	+	شیراز	″
حجابی	+	استرآباد	۲۴
حیات	حیات النسار	+	″
حیات	+	شیراز	″
حیاتی	+	+	″
خانزادی	فخر النسار	تبریز	۲۵
دوستی یا آقا دوست - نسائی		سبزوار	″
زائری	+	ایران	″
سلطان	خدیجہ سلطان بیگم	داغستان	″
شیرین	سلطان زینب بیگم	دہلی کہنہ	۲۶
ضعیفی	+	سمرقند	″
عائشہ	+	″	۲۷
عصمتی یا دختر	+	″	″
عصمتی	+	خواف	″
عصمتی	نواب جہان آرا بیگم	+	″
عفتی	+	اسفر	″
فنا	فناۃ النسار	+	″
گنا یا شوخ	گنا بیگم	دہلی	۲۸
لالہ خاتون	+	کرمان	″
لطیف	لطیف النسار	اعظم آباد	۲۹
مغنی یا زیب النسا	زیب النسا بیگم	دہلی	″
نشتری	قمرن جان	لکھنو	۳۲
مطربہ	+	کاشغر	۳۳
ملکہ	سیدہ بیگم	جرجان یعنی استرآباد	″
مہری	+	ہرات	″

تخلص	نام	مسکن	صفحہ
مہستی	+	گنجہ یا نیشاپور	۳۶
نسائی	فخر النسار	خراسان	″
نسائی	+	+	۳۷
نسائی	نور جہان یا نور النسار	آگرہ	″
نہانی	بیگم	ایران	۴۰
نہانی	+	کرمان	″
نہانی	+	شیراز	″
نہانی	+	دہلی	۴۱
نہانی	+	کشمیر	۴۲
وزیر	وزیر النسار	دہلی	″
ہمدمی	شریفہ بانو	+	″
+	+	ترسایچی مجہول الحال - بغداد	۴۳
+	+	مجہول الحال - اصفہان	۴۴

تنکمار میں جنکا کلام ہے اُنکی فہرست

نمبر شمار	تخلص	نام	مسکن	صفحہ
۱	بانو	بانو بیگم	دہلی	۵۵
۲	بلیغہ	+	شیراز	″
۳	بنت	+	اصفہان	″
۴	بہشتی	+	گنجہ	″
۵	بیدلی	+	خیابان	″
۶	پری	پری بیگم	نیشاپوری	″
۷	تصویر	بلقیس خانم	مرشد آباد	″
۸	توتی	+	ایران	۵۶
۹	جانان بیگم	+	آگرہ	″
۱۰	جہانی	+	دہلی	۵۷
۱۱	حامی کسی غلطی سے لکھا گیا		خواف	″

۱۲	حجابی	+	جربا دقان	۵۷			
۱۳	حسینہ	حسینا بیگم	بھوپال	〃			
۱۴	دلشاد	آقا بیگم متذکرہ گلشن ناز ہے		〃			
۱۵	دولت	+	سمرقند	۵۸			
۱۶	رابعہ	+	اصفہان	〃			
۱۷	رابعہ	+	بلخ و شیراز	〃			
۱۸	زبیدہ	تمہید گلشن ناز میں دیکھو		〃			
۱۹	زلیخا	+	دہلی	۵۹			
۲۰	زہرہ	امراؤ جان عرف چھٹن	لکھنو	〃			
۲۱	زینت	زینت النسا	دہلی	〃			
۲۲	سلیمہ	+	آگرہ	〃			
۲۳	سید	جو گلشن ناز میں تخلص ملکہ ہے	جرجان	〃			
۲۴	شاہجہان و شیرین	نواب شاہجہان بیگم صاحبہ	بھوپال	۶۰			
۲۵	شاہی	+	گیلان	〃			
۲۶	شرم	+	لکھنو	〃			
۲۷	شیرین	بیگا	〃	〃			
۲۸	صراحی	محترم النسا	مشہد	۶۱			
۲۹	فاطمہ	+	خراسان	〃			
۳۰	فاطمہ بی بی	فاطمہ سلام	دہلی	〃			
۳۱	فصیحہ	خاتم	ہرات اصفہان	〃			
۳۲	قرۃ العین	ام سلمہ	+	۶۲			
۳۳	کاملہ	+	دہلی	〃			
۳۴	کنیز فاطمہ	+	کابل	〃			
۳۵	کوکب	ستارہ بانو	شیراز	+			
۳۶	گلبدن	+	آگرہ	۶۲			
۳۷	گلچہرہ	+	〃	〃			
۳۸	گلشن	+	+	+	۶۲		
۳۹	ماہ یا ماہ لقا جو چمن انداز میں تخلص چنا اور شاید وہیں بیم کی رہ				درج ہے ۶۳		
۴۰	ماہی	+	+	+	۶۳		
۴۱	محترم	صراحی مذکورہ بالا ہے	مشہد	〃			
۴۲	محوی	+	قم	〃			
۴۳	مخدومہ	+	یزد	〃			
۴۴	مدینہ	+	دکن	〃			
۴۵	مستورہ	ماہ شرف	گردستان	〃			
۴۶	نظیر	+	شیراز	۶۴			
۴۷	نہانی	+	اصفہان	〃			
۴۸	ہما	+	+	〃			
۴۹	یاسمین بو	+	دہلی	〃			
۵۰	مجہول التخلص والاسم		شیراز	〃			

عذر گناہ بدتر از گناہ

اگرچہ بموجب اس مثل کے میرا عذر بھی سماعت کے قابل نہیں ہے مگر + بر کریمان کارہا دشوار نیست + پر عمل فرما کر گوش رغبت سنئے اور قبول فرمائیے +

بندہ سال ہا سال سے اس تذکرہ کی فراہمی میں مصروف تھا۔ پس جس وقت کسی شاعرہ کا کلام ملا خواہ کسی پرچہ پر لکھلیا۔ اسمیں یہ خیال نہ ہوا کہ یہ پرچہ کس مع قعدہ پر نقل ہوگا۔ جب اس کتاب کو یہ ہیئت مجموعی چھپوایا اور وہ رہی دی پرچے کاتب صاحب کے حوالہ ہوئے۔ تو بعضوں کا حال مکرر لکھا گیا جیسے صراحی و محترم کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے پس امید کہ کوئی صاحب یہ گمان نفرمائیں کہ مولف نے شمار اسمار کے بڑھانیکو ایسا کیا ہے۔ بلکہ اس نقص کا باعث میری عدم فرصتی یا جو اسکو بنظر ثانی

خیال سے یہ فہرست بنادی ہے
اللہ رسن اسنو ہوس

چمن انداز کی ایکسو چوالیس غزل سرایوں کی فہرست

تخلص	نام	سکونت	صفحہ
آرایش	+	دہلی	۷۰
اچپل	بیگن جان	سہارنپور	″
اختر	نواب اختر محل	دہلی	″
اسیر	امیر بیگم	″	۷۲
اشک	+	″	۷۳
امراؤ	امراؤ جان	لکھنو	″
″	حسینی بیگم	دہلی	″
″	اُمراؤ جان	″	″
امیر	امیر جان	″	″
″	″	لکھنو	۷۴
بستی	بستی جان	آگرہ	″
بسم اللہ	بسم اللہ جان	دہلی	″
بنو	بنو ہندنی	″	″
بہو	نواب بہو بیگم صاحبہ	رامپوری	۷۶
بیگم	+	لکھنو	″
″	تارا بیگم	+	″
″	نواب شاک محل صاحبہ	کلکتہ	″
پارسا	+	لکھنو	۷۷
پیٹ رز	+	سہارنپور	۷۸
تلی	مناجان	کرنال	″
تصویر	+	آگرہ	″
ٹھٹھول	+	+	۷۹
ثریا	بسری بیگم	دہلی۔آگرہ	۷۹
ثنا	+	آگرہ	″
جان	صاحب جان	فرخ آباد۔دہلی	۸۰
جانی	بیگم جان فخر بہو بیگم صاحبہ	اودھ	″
جعفری	عارفہ کاملہ بیگم	دہلی	۸۱
جمعیت	یہ ہی نام ہے	آگرہ	″
جینا	نواب جینا بیگم صاحبہ	دہلی	۸۲
چندا	سلقا	حیدرآباد	″
چھوٹے صاحب	متخلص بہ اسم	لکھنو	۸۴
حاتم	+	دہلی	″
حبیب	+	″	″
حجاب	بنی جان	باپڑ بنارس	۸۵
″	عسکری بیگم	لکھنو	″
″	+	بمبئی	″
″	+	لکھنو۔کلکتہ	″
″	نواب بیگم عرف چھوٹی بیگم	اودھ	۸۶
حسن	وزیر جان	لکھنو	″
حشمت	مہر جان	دہلی	″
حور	بستی	″	۸۷
″	منا جان	لکھنو	″
حیا	نواب حیاۃ النسا بیگم صاحبہ	دہلی	″
″	+	لکھنو	۸۸
حیدری	حیدری خانم	دہلی	۸۹
خاکساری	+	″	″
خفی	بادشاہ بیگم	″	″
خورشید	متخلص بہ اسم	″	۹۰
دلبر	چھوٹی بیگم	آگرہ۔حیدرآباد	″

مہن	نواب مہن بیگم معروف نواب صاحب	فیض آباد	۹۱	ضیا	ضیائی بیگم		
مُحب	مُہران ہندنی	دہلی	۹۲	طالب	+	+	۱۰۵
ذلیل	نوبہار	+	〃	ظرافت	+	+	〃
راویہ	رابعہ	دہلی	〃	عابد	نواب امراو بیگم صاحبہ	جیپور	〃
رعنائی	نواب قدسیہ بیگم	+	۹۳	عالم	خاص محل صاحبہ	کلکتہ	۱۲۹
زہرہ	نصیبن	دہلی	〃	عزت	عزت النساء	مظفرنگر	〃
〃	+	انبالہ	〃	عزیز	+	دہلی	〃
〃	مُنّی جان	کلکتہ	۹۴	عشرت	نواب عشرت محل صاحبہ	اودھ	۱۳۰
〃	لطیفن	کرنال	〃	عصمت	عصمت النساء	لاہور	〃
〃	اُمراؤ جان عرف چھبّو	لکھنو	۹۵	عفت	نجم النساء	لکھنو	〃
ثراء	+	+	۱۰۰	علی	علی بخش	〃	〃
سردار	سردار بیگم	لکھنو - اثاوہ	〃	عید و	متخلص بہ اسم	دہلی	〃
سلطان	سلطان بیگم صاحبہ	لکھنو	۱۰۳	غریب	امیر النساء بیگم	پٹنہ	۱۳۱
شہارت	امیر جان	دہلی	〃	فاطمہ	فاطمہ بیگم	آگرہ	〃
شرفن	شرفن جان	کانپور	۱۰۵	〃	فاطمہ سلطان بیگم معروف بہ لاڈو	دہلی	〃
شرم	چھوٹے صاحب	لکھنو	〃	فرحت	فرحت بخش	فیض آباد	〃
〃	شمس النساء بیگم صاحبہ	〃	۱۰۶	فرخ	فرخ بخش	پورب	〃
شریر	جگن جان	جلیسر کوٹل	〃	فریدن	متخلص بہ اسم	میرٹھ	۱۳۲
شوخ چشم	منظر گنا بیگم صاحبہ	دہلی	〃	قادری	〃	دہلی	〃
شیریں	بیگا جان	لکھنو	۱۰۹	قمر	حیدری بیگم عرف ماہ طلعت صاحبہ	کلکتہ دہلی	〃
〃	نواب بیجہا بیگم صاحبہ	بھوپال	۱۱۰	〃	قمر النساء	+	۱۳۳
〃	شیرین وجیہ	لکھنو	۱۱۱	کمن	متخلص بہ سحن		
صاحب	امتہ الفاطمہ صاحبہ	دہلی	۱۱۲	کنیز	کنیز فاطمہ		
صدر	نواب صدر محل صاحبہ	لکھنو	۱۱۳	〃	〃	〃	۱۳۴
صنم	درگا بائی	آگرہ	〃	کیفی	+	دہلی	〃
صنوبر	جیونی	جانی سرور دہلی	〃	گنا	متخلص بہ اسم	لکھنو	۱۳۵
ضرورت	شرف النساء بیگم	دہلی	۱۱۴	گوہر	〃	کابل	۱۳۶

لہر	لعل بے بہا	لکھنو	۱۳۷	مہتاب	متخلص بہ اسم	بریلی	〃
گیتی ارا	متخلص بہ اسم	دہلی	〃	مہر	جہانیان جہان	شہر کالی۔ کرنال	〃
لطیف	لطیف النسا بیگم	عظیم آباد	۱۳۸	ناز	بی جان	فرخ آباد	〃
〃	اللہ جوائی	پٹنہ	〃	〃	گیتی آرا	دہلی	۱۴۶
لعلن	لالن	سہارنپور	〃	〃	〃	〃	〃
ماہ	مغبچلی بیگم	دہلی	〃	〃	امیر جان	لکھنو	۱۴۷
〃	〃	〃	۱۳۹	نازک	زینت جان	دہلی	〃
ماہ لقا	اعلیٰ کبیر چندا مذکور بالا	حیدرآباد	〃	〃	فتن جان	〃	۱۴۸
مبارک	مبارک النسا بیگم	دہلی	〃	نجیبن	〃	〃	۱۴۹
محبوب	نواب محبوب بیگم صاحبہ	اودھ	۱۴۰	〃	متخلص بہ اسم	دہلی	〃
مخفی	سلطان جہان بیگم صاحبہ	دہلی	〃	نزاکت	رمجونا رنولی	〃	۱۵۰
مشتری	قمر سجان	لکھنو	۱۴۱	〃	کندو	〃	۱۵۱
مشوق	سید رضی خاتم	فیض آباد	۱۴۲	〃	〃	بمبئی	۱۵۲
مغل	بیگم بانی مغل بچہ	دہلی	〃	نائی	〃	لکھنو	〃
منور	منور بخش	لکھنو	۱۴۵	نظیر	متخلص بہ اسم	〃	〃
منو	منو جان	کرنال	〃	〃	〃	〃	〃

صحت نامہ ہذا کو انشاء اللہ ثانی طبع میں دفعتاً جسکا باعث ہے سنگ سازی کی بے پروائی اگر پیدا ہو فقرہ بہ فقرہ اصل سے مقابلہ کر کے صحیح فرمائیں ملاحظہ فرمائیں کے زیادہ حظ اٹھائیں گے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۲	زبانی	زمانے	۲۲	۸	کاھہ	کاہے جو
〃	۶	اسے	اسکے	〃	19	افتادہ ام	افتادم
〃	۱۳	زبان	زمان	〃	21	ضرد راہ	صرف راہ
〃	۱۴	شاعر	شاعرہ	25	۱۷	عم قلی	علی قلی
〃	۳	نواب	اسپ	〃	۹	مذکو	مذکور
〃	۵	〃	〃	〃	۱۷	انگیری	انگیزی
〃	۱۲	فرخ	〃	〃	۱۲	بقا	نقد
〃	〃	عبد اللہ	〃	〃	۱۷	فتاۃ	فتاۃ
۱	۱۱	اب	〃	۲۸	9	گرہ	گرہ
۱۳	۱۵	سیر	〃	〃	۱۰	تخلص	متخلص
〃	۱۰	عدل	〃	〃	۱۳	سو یکے	ہو یکے

صحیح کاتب

۳۱	۶	ہشم	ہشتم	۵۹	۲	ماندم	ماندم	۱۳۷	۱۳	رولا	رُلا
″	۱۴	فشان	بفشان	۰	۱۲	ہونس	مونس	۱۳۸	۴	سے کے	کے
″	۱۶	رازمی	رازی	۶۱	۳	انیم	نیم	″	۱۰	وارد	وارد
۳۲	۳	ادکار	افکار	۵	۷	کایہ	کایہ	″	۱۱	دروازہ ہی	دروازہ
″	۷	سُنیان	سِنان	″	۱۹	قاضی	ماضی	″	۱۴	ئین	ہین
″	″	رُم	تم	۶۳	۱۱	بیت	بریت	۱۳۹	۶	دوسرا اردو	دوسرا اردو
۳۳	۵	کوئی	کی کوئی	″	″	حو	خو	۱۴۰	۲	۱۸۸۰	۱۸۸۴
″	حاشیہ	کشید	رشید	۶۸	۱۸	نکہ کہ	نکہ	″	۴	بیشتر	بیشتر
″	۱۸	مردون	مُردن	۷۱	۱۳	حب	سب	″	۶	قیاحکا	قیامت
″	۱۹	ہو	تو	۷۲	۱	ا تیرے	ا ترے	″	۱۸	سا	ب ا
۳۵	۳	برادری	برداری	″	۸	فسا	ذرہ	۱۴۱	۱۸	ذر	ذرا
″	۵	کلام	کلام ہے	۷۹	۱۵	مرحوم	مرحوم	۱۴۵	حاشیہ ۲	منور	منو
″	۰	حسرت	حیرت	″	۲۱	فرامہ	زامہ	۱۴۶	۳	گیتیارام	گیتیارام
″	۱۲	دیگر	دلگیر	۸۱	۴	تیرا	ترا	″	۲	نام گیتیارام بیگم	گیتیارام بیگم
″	۱۵	حل بر	حل ہر	۸۸	۲۱	سی	ی	″	۰	نام بیگم	
۳۶	۱۸	بہرہ	بہر	۸۹	۷	مو	بے مو	۱۴۸	۷	پڑ	پڑ
۳۸	۸	حقیقی	حقیقتی	۹۵	۱۱	نکلے	نکلین	۱۵۳	۳۰	شحا	شحا
۳۹	″	گشتہ	گشتہ	۹۶	۱۵	اُستاد	اوستاد	″	نوٹ	سے بود	کے بودی
۴۰	حاشیہ	لکھا	لکھا	۹۷	۶	حاصل	حاصل	۱۵۵	۱۳	کی	اپنی
۴۱	۱۷	نارند	مارند	″	۸	من کو	من کہ	۱۶۵	۶	ناتا... ہم	ماکتا ہتا ہم
″	نوٹ	رہگیا ہے	مہ	″	۱۰	اخبارذن	اخباروں	۰	۰	۰	شرگان سے
۴۲	۱۵	آید	آمد	۹۸	۱۰	فنک	فلک	″	۹	کاتہہ	کاتہہ ہو
۰	۰	و تقریظ	تاریخ و تقریظ	۱۰۳	۲	گھلا	کھلا	″	۱۴	لغرش	لغزش
″	۱۷	راصاف	را	″	۳	ہمہ	نہین	۱۶۷	۱۸	تلمذ	تلمذ
۴۷	۷	کلام	کلام	۱۰۶	۵	تری	تیری	۱۶۹	۳	کی فیض	کے فیض
۵۰	۱۶	ع	ع مین	″	۱۱	ترے	تیرے	″	۱۳	اشتاق	اشتیاق
۵۱	۱۷	انداز	انداز	۱۰۷	۱۹	گیا	گیا یار	۱۷۰	۱۵	پھر	پھڑ
۵۳	۶	معنی	یعنی	۱۰۸	۲۰	ہنس	مہر	۱۷۳	۶	شا	شاہ
۵۴	″	خزانہ	خزانہ	″	۲۱	تیرے	ترے	″	۱۵	قاتل	قاتل کے
″	۱۰	شعر درج ہوئے تھے۔	شعر گو درج ہوئی تھین	۱۱۳	۷	فنا	صبا	۱۸۰	۱۵	بہادر	بہادر اور
۰	۰			۱۱۸	۹	چھرا	چھرا	۱۸۳	۱۳	سم	رسم
″	۱۴	اٹھا	ہاتھ اٹھا	۱۳۱	۲۱	کسی	کسی				
۵۵	۲۱	گھڑی	گھڑی	۱۳۲	۱۵	ناخ	ساخ				
۵۶	۱۶	ما	با	۱۳۳	۱۴	نظم	نظم				
۵۸	۱۱	دول ہرہان	دل ماہرہان	۱۳۶	۱۹	کسی	کسی				

التماس مولفت کم اساس
گواس کتاب مین بائے معروف مجہول کی شناخت مروجہ حال کو ملحوظ رہی ہے مگر بعض مواقع پر وقت کا اشارہ و دستور قدیم

التجلی بمستخط اجہر مولف

عرض حال جس روز یہ فہرست تیار ہوئی اسی روز سے چھپنے کو دے دی گئی تھی اسی وقت سے چھپ کر تیار ہوتی تو ۱۵۲ ہی صفحہ کی ہوتی مگر اب تک کی فہرست نئے سرے سے تیار کرنی پڑی اور اب یہ فہرست ۱۷۲ صفحہ کی چھپ کر تیار ہوئی ہے اس کے چھپنے میں جو دیر ہوئی اس کا سبب یہ ہے کہ جب تک فہرست مکمل نہ ہو لے چھپنا شروع نہیں ہوتا اور فہرست کے مکمل ہونے میں بہت سی دقتیں پیش آئیں جن کا لکھنا بیکار ہے بجز اس کے کہ چند سطریں لکھ دی جائیں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ فہرست کے مکمل ہونے میں کیا کیا دقتیں پیش آئیں

نمبر فہرست شاعرات

۰	نورن	+	فرخ آباد	۱۵۳	۲۱	رحیمن	مخلص اسم	ہمیر پور	۲۰۹
۰	وزیر	مخلص اسم	خیرآباد	"	۲۲	زیب	نگین جان	لکھنو	۱۶۰
۰	وفا بیگی	"	دہلی	"	۲۳	سونا	سونا جان	دہلی	
۰	ہوس	+	+	"	۲۴	شباب	محمدی جان	کلکتہ	"
۰	یاد	+	+	"	۲۵	شوخ	منجھو لا جان	"	۱۶۱
۰	یاس	آفتاب بیگم	فیض آباد	۱۵۴	۲۶	شیرین	اعلے درجہ شدہ کرکے چھن نازکہ	"	"
۰	یاسمین	چنبیلی	لکھنو	"	۲۷	ضنم	فہمین جان	"	"
۰	یاسمین	نوشمن	سہارنپور	۱۵۵	۲۸	ضیا	+	رامپور	"
	لا اعلم	+	دہلی	"	۲۹	قاتل	عجوبہ جان	سکندر رحمان بیگم صاحبہ جاورہ	"
					۳۰			فیروزآباد	۱۶۲

ضمیمہ کی فہرست

نمبر	تخلص	نام	مسکن	صفحہ	۳۱	گوہر	گوہر جان	پرتاب گڑھ	"
۱	ادا	امیر بیگم عرف چھمی صاحب	لکھنو	۱۶۵	۳۲	گوہر	+	گوالیار	"
۲	امیر	امیر بخش	پورنیہ	"	۳۳	مخفی	شمو کی بیگم صاحبہ	سرونہہ	"
۳	اہل	باکمل بی بی بندگی	الہ آباد	"	۳۴	مخمور	حسینی جان	بنارس	۱۶۳
۴	بدلا	بدلا جان	علیگڈہ	۱۶۶	۳۵	مزیب	امین جان	+	"
۵	پری	سیرہ عرف بچو	کلکتہ	"	۳۶	مستور	مستور جان	لکھنؤ	"
۶	پکھراج	یہ ہی نام ہے	اٹاوہ	"	۳۷	مطلوب	فضل النساء بیگم صاحبہ	شملہ	"
۷	پیاری	+	بڑودہ	"	۳۸	معشوق	صلحہ	کلکتہ	"
۸	"	+	جب گڑھ	"	۳۹	ملکہ	کامنی جان	"	"
۹	جعفری	جعفری جان	کلکتہ	"	۴۰	"	الٰہی	"	"
۱۰	جہان	شاہ جہان	+	۱۶۷	۴۱	مہک	+	"	"
۱۱	چندا								
۱۲	حجاب	امتی بائی	کلکتہ	"	۴۲	"	امراؤ جان	خیرآباد	"
۱۳	حرمت	حرمت النسا بیگم صاحبہ			۴۳	"	بندی جان	عظیم آباد	۱۶۵
		بہو صاحبہ			۴۴	نازاں	منہی جان	کلکتہ	"
					۴۵	نازنین	انکی	بنارس	"
					۴۶	نسیبن	آلہی جان	سہارنپور	"
۱۴	حسین	خلعت جان	فیض آباد	"	۴۷	نظیر	+	لکھنؤ	"
۱۵	حنا	محمدی جان	سیرٹ راپور	۱۶۸	۴۸	نقاب	حیران بائی	کلکتہ	۱۶۶
۱۶	حور	فیروز جان	کلکتہ	"	۴۹	وزیر	متخلص بہم	دہلی	
۱۷	حیا	چھوٹی جان	+	"	۵۰	ولایتی	+	لکھنؤ	"
۱۸					۵۱	ہمدم حسن	گنا جان	در بھنگہ	
۱۹	حیدری	حیدر بیگان	لکھنو	"	۵۲				
۲۰			کلکتہ	"					

شہنشاہ صدا گلزار

دیوندر لا ایک کتاب تالیف تذکرہ الشعرا شاعرہ عورتوں کا
بیان مین ۱۹۸ صفحہ ۲۰-۲۰۶ کا قلمی پرانی عمدہ چھپی ہے
جسکی خوبی قلم کی زبان سے ادا نہین ہوسکتی ہے اصل تو
اسکے ہر صفحہ پر نقاشی ہے۔ پھر موقعہ موقعہ پر لوح بھی ہیں
تین قسم کے کاغذ پر چھاپی گئی ہے۔ ولایتی کاغذ ۲ روپیہ
سریرام پوری ۱۰ر۔ بادامی ۸ر۔ محصول ہر ایک کا
فیس رجسٹری ۲ر۔ ولایتی کاغذ کی مجلد ۴م۔ جو صاحب
چاہین دہلی کے بڑے دریبہ کی دکان منشی درگا پرشاد صاحب تاجر
کتب و منیجر دہلی بک سوسائٹی سے طلب فرمائین۔ اس کتاب
مین سوا تین سو سے زیادہ مستورات کا بیان ہے۔ اسکے
دو حصہ ہین۔ پہلا گلشن ناز بلحاظ مین فارسی زبانکی شعرگویونکا
ذکر ہے۔ دوسرا چمن انداز مع ضمیمہ۔ اسمین اردو کی سخن
سرایون کا بیان ہے غرضکہ یہ کتاب نایاب قابل دید ہے
ایک فصل اسمین تاریخ گوئی کے بیان کی بھی مذکور ہے۔
زیادہ طول فضول ہے

تحریر تاریخ ۱۵ر فروری ۱۸۸۴ء روز جمعہ

التماس مولف کم اساس

واضح رائے ناظرین پر مکمل ہو کہ۔ احقر العباد درگا پرشاد کمتری سب جی متوطن دہلی پنشن یافتہ رشتہ تعلیم ممالک پنجاب وغیرہ میجر دہلی بک ساسائٹی ایجنٹ دفتر کلید امتحان دہلی جنرل کمیشن ایجنٹ مصنف ہیومیر ریڈر اینڈ بک فہم سالہ ہندستانی لغات اردو۔ مولف مذکرہ شعرائے دکن۔ نکات الحیات تذکرہ اتقیاء مترجم رسالہ نحو فارسی صہبائی وخلاصۃ صرفی مع ترجمہ و فرہنگ جسکے ساتھ نوادر المصادر کا خلاصہ بھی ہے وغیرہ وغیرہ۔ دسمبر ۱۸۷۴ء سے دہلی کے بازار دریبہ کلاں میں کتابوں کی تجارت کے لئے دوکان کھول بیٹھا ہے۔ پنجاب کے رشتہ تعلیم کی انگریزی و فارسی کتابیں اور جناب ڈائرکٹر صاحب کی کتب یا فلیٹ لاہور کے مفید عام پریس کی کتابیں وغیرہ اکثر موجود رکھتا ہے۔ اسکے علاوہ منشی گرسہائے کے جغرافیہ لالہ بشن سروپ کے شجرہ عالم۔ لالہ پرتھی لال کی سگھڑ سہیلی و پہیلیاں نمود المطابع کی مل کتابیں وغیرہ اپنے پاس رکھتا ہے۔ جو صاحب پانچ روپیہ کی یا اس سے زیادہ کی کتابیں خریدیں انکو فیروپیہ ایک آنہ کمیشن بھی دیتا ہے۔ اور بعض پر بیس فیصدی۔ پس بنابر آگاہی عوام و خواص عام چند کتابوں کے نام مع قیمت محصول ڈاک مشتہر کرتا ہے ہر بلندہ کی رجسٹری صرف دو آنہ ہو سکتی ہے۔ بلا رجسٹری پلندہ کا جواب دہ بندہ نہیں ہوگا۔ نیز خوہش قیمت کتب خلاف ضابطہ ڈاک کی نجات ارسال فرمائیں گے اسکی کم شدگی کا ذمہ دار نہ ہوگا۔ جو صاحب قیمت ڈاک بھیجیں وہ رجسٹری کے خط میں روانہ کریں اور نیز ایک آنہ کمیشن کا دیں ورنہ منی آڈر عنایت کریں یا ویلو ایبل پارسل کے ذریعہ سے طلب فرمائیں اسکی قیمت بغیر پارسل کے بھیجنے پر ڈاک گھر میں داخل کرنی ہوگی فقط

فہرست (۱) کتب ہائے بک ساسائٹی جسپر فی روپیہ کے حساب سے فیصدی کمیشن مل سکتی ہے محصول رجسٹری کا علیحدہ دینا ہوگا خریداران محصول

نمبر	نام کتاب	قیمت	محصول
۱	فرہنگ گنجور	۷ر	۰ر
۲	انصار کاغذ ولائتی	۸ر	۰ر
۳	ترجمہ کس ریڈر مع گرامر	۵ر	۰ر
۴	ترجمہ دو باب گلستان مع فرہنگ	۲ر	۰ر
۵	حل ترکیب یعنی ترجمہ	۸ر	۱ر
۶	تحفہ مشق انشاء و بابت	۰ر	۰ر
۷	حل مساوات سہ گانہ	۰ر	۱ر

تجارات لالہ بشن سروپ صاحب وغیرہ بھی اسی کمیشن پر ہیں۔

۱	پنجاب - دیسی - ۲۲ - ۲۹ پر	۰ر	۰ر
۲	ہند - ولائتی کاغذ	۱ر	۰ر

۳	ہند دیسی کاغذ	۰ر	۰ر
۴	دیسی - ولائتی کاغذ	۱ر	۰ر
۵	یوروپ - ایضاً	۱ر	۰ر
۶	ایضاً - دیسی حنائی کاغذ	۰ر	۰ر
۷	ایفریقہ - ولائتی	۰ر	۰ر
۸	امریکہ جنوبی	۰ر	۰ر
۹	امریکہ شمالی	۰ر	۰ر
۱۰	کنز الفوائد تصویر تہمورث کا نمونہ	۰ر	۰ر

(۳) دیگر کتب جسپر اسی شرح سے کمیشن مقرر ہے۔

۱	مساحت سائر ضلع کا حال	۱ر	۰ر
۲	انگلش گرامر بزبان اردو	۲ر	۰ر
۳		۰ر	۰ر

نمونہ صرف

نام کتاب حصہ چہارم ۵ر حصہ پنجم ۳ر پنجم تا ۳ر سیران الملک ۰ر

۶	نقش صد ثمری	۴ر	۰	(۵) کتب سرداد چند استاد محمد ماہ بینا۔				۱۷			
۷	نقشہ پنجاب	۴ر	۰	فرہنگ برہان	۱	۰	۳ر	۰			
۸	نقشہ ایشیا	۱ر	۰	فرہنگ آنندراج	۲	۰	۵ر	۰			
۹	نقشہ رپ	۴ر	۰	فرہنگ جہانگیری	۳	۰	۱۰ر	۰			
۱۰	ایضاً	۰۳ر	۰	(۶) کتب منشی کرسین صاحب				۱۵			
۱۱	اکسیناورر بار گلاب	۴ر	۰	جواہر پیجاب	۱	۰	۷ر	۰			
۱۲	ولائتی کاغذ پر	۸ر	۰	ایضاً۔ ہند	۲	۰	۳ر	۰			
۱۳		۸ر	۱	ایضاً۔ ایشیا	۳	۰	۴ر	۰			
		۱۰ر	۱	رائے جماعت نیم	۴	۰	۱۰ر	۰			
۱۴	ترجمہ رسالہ نحو فارسی	۲ر	۰	گلشن مساحت	۵	۰	۴ر	۰			
۱۵	ترجمہ خلاصہ خلاق ناصری	۲ر	۰	(۷) کتب انگریزی لالہ جگناتھ صاحب				۱۶			
۱۶	فارسی کی پہلی کتاب کا	۱۰ر	۰	نیولینڈ ریڈر	۱	۰	۱۰ر	۰			
۰	ترجمہ مطبوعہ لاہور	۰	۰	سنڈرک	۲	۰	۶ر	۰			
				(۸) کتب منشی جرنیل لال صاحب شرح بالا				۱۷			
				سکھر ڈیسپل رکاغذ ولائتی	۱	۰	۴ر	۰			
				ایضاً۔ دیسی	۲	۰	۳ر	۰			
				ایضاً۔ خانی	۳	۰	۰۲ر	۰			
				پہاسان ہر کاغذ دیسی	۴	۰	۰۲ر	۰			
				(۹) کتاب منشی گوکل چند صاحب کی کتب ریاضیہ				۱۸			
				مورد الطلبہ فرہنگ	۵	۰	۰	۰			
				کتب درسیہ	۰	۰	۰	۰			
				(۱۰) متفرقات کتب انگریزی				۱۹			
				ترکیب انگریزی	۱	۰	۵ر	۰			
				ترجمہ آموز	۰	۰	۵ر	۰			
				(۱۱) کتب میر اشرف بیگ صاحب مرحوم۔				۲۰			
				گلدستہ دانش کا ترجمہ	۱	۰	۵ر	۰			
				پوستان مندرجہ پیر	۲	۰	۱۲ر	۰			
				پوستان کا ترجمہ	۰	۰	۰	۰			
				شرح شاہنامہ	۳	۰	۹ر	۰			
				ایضاً دیوان نشاط	۴	۰	۰۳ر	۰			
				مشمولہ گنجینہ خرد	۰	۰	۰	۰			
				(۱۲) متفرقات کتب انگریزی				لائبریری			
				ترکیب انگریزی	۱	۰	۵ر	۰			
				ترجمہ آموز	۰	۰	۵ر	۰			
				(۱۳) کتب منشی محمد احسن صاحب				۲۱			
				فارسی کی پہلی کتاب	۱	۰	۱ر	۰			
				ایضاً دوسری کا ترجمہ	۲	۰	۱ر	۰			
				گلستان کے دیباچہ کا ترجمہ	۳	۰	۲ر	۰			
				خلاصہ قواعد اردو	۴	۰	۱ر	۰			
				اتالیق انگلش حصہ دوم	۵	۰	۲ر	۰			
				(۱۴) متفرقات فارسی۔				۲۲			
				امیر ارسطو الیس	۱	۰	۱ر	۰			
				اخلاق محسنی	۲	۰	۱ر	۰			